

## پانچ میں

انکھٹر جشید بڑھیاں اترے ہی پانچ کے ایک موڑ تک  
پہنچے، اب انہیں سمجھوں ہوا... پانچ بالکل سیدھا نہیں جا رہا تھا... پیچے  
جا کر دہ پھر ایک سیدھے میں ہو گیا تھا لیکن زمین کے متوازی... اب  
بیباں بڑھیاں نہیں تھیں... انہیں فیٹ کر آگے جانا پڑا... اس صورت  
میں تو پانچ میں کھڑا نہیں ہوا جاسکتا تھا۔ انہیں کسی حد تک دم گھنٹے کا  
احساس نہیں ہوا... شاید پانچ میں ہوا کی آمد و رفت کا کوئی انتظام نہیں  
کیا گیا تھا۔ اب دہ تیزی سے آگے بڑھے... پھر ایک موڑ آیا اور  
پانچ پیچے کی طرف جاتا سمجھوں ہوا... اب پھر بڑھیاں تھیں... کھپ  
الندھر سے میں انہیں نول کر آگے جانا پڑتا تھا، وہ اپنے یا قی ساتھیوں  
کے پارے میں سوچ رہے تھے... کران کی کیا حالت ہو گی... یہ سوچ  
کر انہیں نے آواز دی:

”انکھٹر کا مردانہ مرزا! کیا آپ سبھے نزدیک ہیں؟“

”یاں! زیادہ فاصلے پر نہیں ہوں۔“

”تب بیجھنے والوں سے باتم کرتے رہے... تاکہ ان کا

# خاص نمبر اژدرھ کی اٹھان

اشتق احمد

حوالہ جوان رہے۔"

"وہ تو پہلے ہی بوڑھا ہو چکا ہے۔" فاروق کی آواز سائی دی۔

اس حالت میں بھی انہیں بھی آگئی... وہ آگے بڑھتے رہے، آخراً سپر جمیل کے پاؤں زمین سے لگ گئے... شیر حیاں ختم ہو گئیں اور شاید پاپ بھی ختم ہو گیا... یہاں بھی وہ پکھو دیکھنے کے قابل نہیں تھے...

"اے باب رے... تم اس اندر ہرے کا کیا علاج کریں گے۔" سپر جمیل کا مرزا کی بھروسہ ایسی آواز سائی دی۔

"اقوس... ہم تو کسی ذاکر کو بھی ساتھ نہیں لائے۔" رفت کی آواز سائی دی۔

گویا اوپر تجھے سب چلے آ رہے تھے... انہوں نے اس حد تک اطمینان کا سائنس لیا کہ سب آ رہے تھے... لیکن اندر ہرے کے پارے میں سوچ کر پیشان ہو گئے... آخراً سپر جمیل نے کہا:

"فاروق تمہاری جیب میں تاریخ ہو گی۔"

"امید کی جا سکتی ہے۔" اس نے ہس کر کہا اور پھر تاریخ کی روشنی لمبرائی۔

اب انہوں نے دیکھا... وہ ایک بڑے ہال میں تھے... اور یہاں کیسی بھروسہ پڑی تھیں... ان کے لیے ریک بنائے گئے تھے۔

11

"الشکار ہے.. ہم ان کیسیں تک تو پہنچے۔" آفتاب بولا۔  
.. لیکن پاپ کا کیا کرو گے۔" سپر جمیل کا مرزا نہیں۔

"بھی کیا مطلب... پاپ کا۔"

"ہاں! پاپ کا... کیا ان لوگوں نے پاپ اور سے بند  
ٹھیک کر دیا ہو گا... آخودہ ہمیں سب کچھ کرتے ہوئے دیکھ دے ہے ہیں۔"  
"ہوں! بات تو تھیک ہے... اس کا مطلب ہے... ہم پھر

گئے۔

"خیر! یہ تو نہیں کہہ سکتے... اس لیے کہ اس جگہ کے لیے بھی  
کوئی نہ کوئی راستا ضرور ہو گا... ظاہر ہے... وہ کیسیں اس پاپ کے  
راستے سے تو یہاں لائے ٹھیک ہوں گے... ایک طرح سے یا اس وادی  
کا تھہ غائب ہے... ارے ہاں... یہاں سوچ بورڈ ہو گا... ثاریق جلا کر  
روشنی میں سوچ بورڈ ملاش کرو۔"

"مل گیا... بنن دبارہ ہوں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ہاں روشن ہو گیا... ریک دیواروں  
کے ساتھ ساتھ تھے... درمیان میں چلنے پھرنے، اٹھنے پڑھنے اور لینٹنے کی  
بہت جگہی... ایسے میں مکھن کی خوف میں ڈوبی آواز سائی دی:  
وو شش... شش۔"

"وو شش... شش... کس جیز سے ڈردہ ہے ہو۔" فاروق  
نے اسے گورا۔

"شوکی بھائی... تم کہاں ہو۔" فاروق نے پریشان ہو کر  
ہامک لگائی۔

شوکی کی طرف سے کوئی جواب نہ تھا۔

"اس... اس کا مطلب ہے... وہ اوپر رہ گیا۔" انپکٹر جمیش  
نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"اے باپ رے... اب کیا ہو گا۔"

"سب لوگ یہیں تھے... میں وہ جاتا ہوں... دیکھتا  
ہوں... وہ کہاں ہے... اور کیا ماجرا ہے۔" انپکٹر کارمان مرزا نے کہا  
اور پاپ کی طرف بڑھے... کوئی پکھناہ بولا... وہ سینہ عیاں چھتے  
ہوئے غائب ہو گئے۔

میں مت بعدان کی واپسی ہوئی... حد درجے سنجیدہ لگ  
دے تھے... سب ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"شوکی یقیناً اوپر ہی رہ گیا ہے... وہ پاپ میں اتر اہی نہیں،  
اور اب پاپ نہیں کھل رہا... اوپر سے یہ ذکر دیا گیا ہے... لہذا ہم اس  
سے رابطہ بھی نہیں کر سکتے۔"

"تن نہیں... نہیں۔" وہ چلائے۔

"اب... اب کیا ہو گا۔" مکھن چلایا۔

"صبر کرو... پکھن نہیں ہو گا... ہم یہاں اپنا کام کرنے آئے  
ہیں... وہ ہم کرو ہے ہیں... اس جگہ سے باہر نکلنے کوئی اور راستا

"شش شش۔" اس نے پھر کہا... آواز میں کچھی تھی۔  
"یہ میں ڈر نہیں رہا... خود ڈر رہا ہے۔" آفیپ بہسا۔  
"ایکن کس چیز سے... یہاں تو کوئی الکی چیز نہیں ہے...  
جس سے ڈر ا جائے گے۔" مجھوہ نے مدد بنایا۔

"یہ تو ہمیں بتاتے گا۔" آصف بولا۔  
"وہ... وہ... شش شش۔" وہ ہکایا۔

"اچھا بھائی... ٹھیک ہے... بس چپ رہو۔" فرزانہ جملہ  
انھی۔

"کیا ٹھیک ہے۔"

"یہ ہم کی وجہ سے ڈر رہا ہے۔"

"اوہ... نہیں... یہ بات نہیں۔" انپکٹر جمیش ڈر سے  
اچھلے۔

"آپ کو کیا ہوا... کیا مکھن آپ کو ڈرانے میں کامیاب  
ہو گیا۔"

"عن قیصر... یہ بات نہیں۔"

"تب پھر... کیا بات ہے۔"

"شوکی ہم میں نہیں ہے... یہ بے چارہ ہمیں بتانے کی کوشش  
کر رہا ہے۔"

"اے باپ رے... شش شش۔" آصف ہکایا۔

ضرور ہے... اگر ہم وہ تلاش کر لیتے ہیں تو سمجھو لو... مارلیا میدان۔“  
انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

”مارلیا میدان نہیں... مارلیا بمال ایا جان۔“ فاروق مسکرا یا۔

”اماں چپ۔“ انہوں نے اسے ذات دیا۔

اب وہ راستا تلاش کرنے میں جث گئے... بال کرے کے  
علاوہ دبائیں پچھنچنے کا تھا...“

”ان دبیواروں کو نہ سوک بجا کرو یکھو... کہیں کھوکھلی آواز  
ستائی دے تو بتاتا۔“ ان سکڑ کا مران سرزائی آواز بھری۔

”اور فرش کو بھی اسی طرح دیکھنا ہو گا۔“ محمود نے کہا۔

”ہاں! بالکل۔“

وہ کام میں لگے رہے... اس دوران بھی بھی انہیں شوکی کا  
خیال آ جاتا تھکن وہ کرہی کیا سکتے تھے... مرتبے کیا نہ کرتے... راستا  
تلاش کرنے میں لگے... آخر رفت کی پر جوش آواز ستائی دی۔

”وہ مارا... یہ رہی کھوکھلی آواز والی جگ۔“

ب اس کی طرف دوڑ پڑے... وہ جگہ دبیوار میں تھی... انکلی  
سے بجا کر دیکھا گیا... رفت کا خیال درست تھا... اب منور علی خان  
نے اپنے تھیلے میں سے لوہے کی چند جیزیں نکالیں اور اس جگہ کی کھدائی  
شروع کر دی... فوراً ہی پلٹر اتر گیا اور ایک بک نظر آیا... اس کو جو  
دبا یا تو دبیوار میں ایک دروازہ کھل گیا... دوسری طرف کا منتظر یکہ کرو وہ

چرخان رہ گئے... وہ کسی سینما گھر کا آپریٹر روم نظر آ رہا تھا... جہاں  
کیسٹر میں میں لگائی جاتی رہتی تھی... دو آدمی وہاں بیٹھے اونگھرہ ہے  
تھے... کیسٹر لگانے کا کام جو رکا ہوا تھا... دروازہ کھلتے دیکھ کر بھی وہ  
نہ چوکے... بلکہ ان کے چہروں پر اداسی مسکراہٹ نہودا رہ کر رہ گئی۔  
”کوئی فائدہ نہیں... جہاں سے پڑتے تھے... وہیں پہنچ جائیں  
گے اور بس۔“

”کیا مطلب؟“ وہ ایک ساتھ بولے۔

”ہمارا چھٹی کا وقت ہو گیا ہے... دوسرے دو بیان آئے  
والے ہیں... ہم اوپر جا رہے ہیں... چلتا ہے تو ہمارے ساتھ چھٹیں...  
اس پاپکے راستے قواب آپ جانہیں سکیں گے۔“

”چلو بھائی... یونہی سکی۔“

وہ انہیں لیے ایک طرف بڑھے... یہ کرہ بھی پہلے بال کی  
طرح تھا... اس کے ایک طرف انہیں دروازہ نظر آیا... انہوں نے  
دروازہ کھولا تو سیر صیاں اوپر جا رہی تھیں... وہ سیر صیاں چڑھتے چڑھتے  
گئے... اوپر جا کر ایک درخت کے تنے میں سے لکھتا ڈالا... یہ درخت  
بھی بالکل دیساہی تھا لیکن باغ کے اور طرف تھا... کویا ایک معنوی  
درخت سے وہ تہہ خانے میں گئے تھے، دوسری طرف تکل آئے...“

”یہ تو پچھو بھی نہیں ہوا۔“ آصف نے من بنایا۔

”غیر اتنا تو ہوا کہ ہم نے کیسٹر کا ذخیرہ تلاش کر لیا ہے...“

کا استقبال کرے گا، آپ اس باغ سے نہیں پھل بخین گے... ادھر اس وقت تک روڈی کی فوج آپ کو گھیر لے گی... لہذا آپ کیا کر لیں گے۔ ہمارا آپ کو مشورہ ہے ... آپ بس قسمیں دیکھیں، ان سے دل بھلا کیں... یہ کوئی کم دلچسپ چیز نہیں... چودہ سو سال کی تاریخ... وہ تاریخ جو انسانی آنکھوں سے اوپر ہے... ان میں قلمائی گئی ہے... وہ بھی صرف بیگالیوں کے لیے... کسی اور قوم کے لیے نہیں... تاک وہ جان سکیں... وہ کب سے مسلمانوں کے خلاف کیا کچھ کرتے رہے ہیں... اور کیا کر رہے ہیں۔"

" یہ باتیں ہمیں معلوم ہیں.. آپ لوگ یہاں سے کس طرح جاتے ہیں۔"

" اول تو ہمیں جانے کون دیتا ہے ... کوئی خاص ضرورت نہیں آجائے... جب ہمارے لیے ہیلی کا پڑا آتا ہے ... "

تو ہمارے لیے بھی آجائے گا۔" اسکے بعد مکارے۔

" اور آپ کو کہاں لے جائے گا... کیا ہیلی کا پڑا سیدھا آپ کو آپ کے ملک میں لے جائے گا... کیا ہیلی کا پڑا میں اتنا تحل ہوتا ہے... اور کیا مسٹر روڈی کی فورس آپ کو کچھ نہیں کہے گی... بیگال کی حکومت آپ کو فرار ہوتے خاموشی سے دیکھتی رہے گی۔"

" یہ سب باتیں ہمارے ذہنوں میں ہیں... بلکہ اسکی سب باتیں ہمیشہ ہمیں پیش آتی ہیں... یہ ہمارے لیے کوئی نئی بات نہیں ..

کیا اس کی ضرورت نہیں تھی ہمیں۔"

" بالکل تھی... یہ اچھا ہوں... لیکن شوکی۔"

" وہ آپ کا آخری ساتھی... وہ وہیں اس درخت کے آس پاس کہیں ہو گا... سامنے چلے جائیں۔" ایک نے کہا۔

" اور آپ کہاں جائیں گے۔"

" اپنے کروں میں... یہ ہمارا آرام کا وقت ہے... کیش کو آپ بیٹ کرنے کے لیے دوسرے دو باجھی بیچ دیں گے... آپ لوگ اپنے اسی کرے میں چلے جائیں اور کیش سے دل بھلا کیں... یہاں سے بحثات تو آپ کو ملے گی نہیں... ہاں کسی طرح آپ اس دیوار کو پھلانگ کیسیں تو اور بات ہے، لیکن دیوار کو پھلانگ کر دوسری طرف کوں سا آپ کا ملک ہے..."

" اس چار دیواری کی بات کر رہے ہیں۔"

" ہاں بالکل۔"

" اس کے باہر کیا ہے... میرا مطلب ہے..."

" اس کے باہر... اس عمارت کے چاروں طرف وسیع، عریض بانات ہیں... اس قدر وسیع کے انسان چلتے چلتے تھک جائے باغ ختم ہوں... " ایک نے کہا۔

" آپ کا مطلب ہے... اگر ہم کسی طرح اس دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف اتر جائیں... تب بھی ایک طویل و عریض باغ آ۔

ہمیں اپنا کام کرنا ہے... آپ کو اپنا... جائیں... آپ آرام کریں  
اور قلمیں لگانے والے دوسرے آپ یہڑوں کو بیچ دیں۔"

دوتوں پلے گئے... اب انہوں نے مت سے الوکی آواز نکالی،  
ایک طرف سے جواب میں الوکی آواز نتائی دی... یہ جواب شوکی کی

طرف سے تھا... پھر وہ من بیکا نے آناظر آیا... نزدیک آ کر بولا:

"مجھے افسوس ہے... میں آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکا۔"

"کوئی بات نہیں! ایسا بھی ہوتا ہے... ہم سب بھی اپنے لیے  
کچھ نہیں کر سکے... جہاں سے چلتے تھے، اب بھی وہیں کھڑے ہیں...  
یہ عمارت، یہ باغ دراصل ہمیں پوری شدت سے احساس دلارے ہیں  
کہ زمین گول ہے... جہاں سے چلا شروع کر دے گے، وہیں پہنچ جاؤ  
گے۔"

"پھر بھی پہنچ کیا رہا۔" شوکی بولا۔

"ڈھاک کے وہی تن پات... ہاں یہ ہے کہ کیسٹس کے  
وختہ کی جگہ لگنی... تمام کیسٹس نیچے ہیں۔"

"تب تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔" شوکی نے خوش ہو کر کہا۔  
"لیکن اس کے بعد کے حالات مایوس کن ہیں... اس چار  
دیواری کے دوسری طرف ایک طویل باغ ہے... جس سے ہم کل نہیں  
سکتے... اب اگر ہم کیسٹس نکال بھی لیں... تو کس چیز میں لے کر جائیں  
گے... دیوار پھلانگ بھی جائیں تو باغ سے نکلنے کا سلسلہ ہے... پھر

روڈی کی فورس آڑے آئے گی... بیگال کی فورس سامنے آئے گی...  
یہ ہیں ہمارے سائل... لہذا قلم آپریٹروں نے ہمیں مشورہ دیا ہے کہ  
ہمیں چاہے... آرام اور سکون سے فلمیں دیکھیں اور اس۔"

"جب تو ان حالات میں ان کا مشورہ ضرورت سے زیادہ  
ٹھیک ہے... کاش وہ اس حد تک مشورہ نہ دیتے۔" شوکی نے من بیٹایا۔  
"ہے کوئی تک اس بات کی۔" مجھوں نے بر اسامنہ بیٹایا۔

ایسے میں آصف تجھ مار کر ایک طرف دوڑا... اس کی تیز  
رنگاری نے انہیں حرمت میں ڈال دیا... جب کہ انہیں اس طرف کچھ  
نظر نہیں آیا تھا... اور وہ تھا کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا... آخر  
دیوار کے پاس پہنچ کر اس کی دوڑ ختم ہو گئی...  
اب وہ بھی اس کی طرف دوڑ پڑے...

"شش... شاید بے چارے کا دماغ چل گیا ہے... کھونک  
نظر وظرو تو کچھ آیا نہیں۔" فرزانہ نے بر اسامنہ بیٹایا۔

"میرا بھی نہیں خیال ہے... لیکن گلر کی ضرورت نہیں...  
اکل اسے ہو میو پتھک دوادے دیں گے۔" فرحت مکاری۔

"بے چارے کا دماغ چلا بھی تو کہاں آ کر... گویا  
قمرت کی خوبی دیکھیے، نوٹی کہاں کند  
دوجا رہا م جب کہ لب با م رہ گئے۔"  
رفعت نے شوخ آواز میں کہا۔

"بچو ہا تو سمجھ میں آیا... بچو ما کیا ہوتا ہے بھائی۔" فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"میں نے گھاس میں ایک چو ہے کو دیکھا تھا... وہ دیوار کی طرف بھاگ رہا تھا... میں اس کی سیدھی میں دوڑ پڑا۔"

"اپھا کیا... چوبے کا ٹکار کرنے پڑتے تھے تا۔" فاروق بولا۔

"بہت خوب آصف... شامدار۔" اسکلر جمشید نے اس کی تعریف کی۔

"جی... کیا مطلب... اس بات میں تعریف کا پہلو کہاں سے لکھ پڑا۔"

"واقع شامدار۔" اسکلر کامران مرزا مسکرائے۔

"پہلو بتاؤ۔ بچو ما کہاں لایا۔" اسکلر جمشید نے کہا۔

"عد ہو گئی، کیا اب ہم چوبے کا تعاقب کریں گے۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں کریں گے... تم چپ رہو۔"

"وہ اس جگہ عاشر ہوا ہے۔" آصف نے اشارہ کیا۔ دیوار کے پیچے انہیں گھاس پر بیچھا ایک سوراخ نظر آیا... یہ یقیناً اس چو ہے کا بل تھا... گھاس کی وجہ سے یہ عام حالات میں انہیں نظر نہیں آ سکتا تھا۔

"تمہارا دیوار کو چاہو، غیرہ نہیں لکھ سکتے... کرنٹ لگتا ہے.."

"کیا یہاں اس شعر کی ضرورت تھی۔" فاروق نے رفت کی طرف سالی انداز میں دیکھا۔

"لک... لک... کند... کمند... کھسن ہکلا یا۔"

"اب انہیں کند میں کوئی بات نظر آئے گی۔" محمود نے بر اسا منہ بنا یا۔

"کوئی بے تحاشا اور بلا وجہ بھاگ رہا ہے... کسی کو کند نظر آ رہی ہے... یا اللہ یہ ما جرا کیا ہے۔"

"ایک مٹ... آصف پہلے تم بتاؤ... تم کیوں دوڑے۔"

"بچ... بچ... چو۔" آصف ہکلا یا۔

"اچھا جواب ہے... پسند آیا... مطلب کسی کی سمجھ میں آیا۔"

فاروق سنت یا۔  
"تن نہیں... اس کا مطلب تو آصف ہی بتائے گا۔" آفتاب نے اسے گھورا۔

"لک... لک... کند..."

"ہاں ہاں... سن لیا... ابھی پوچھتے ہیں... تم کیا کہتا چاہے ہو۔" آفتاب نے جملے کے انداز میں کہا۔

"ہاں تو آصف... اب یہ بچ نہ کرو... سیدھی طرح بتاؤ، بات کیا ہے۔"

"بچ... چو ہا۔"

اور پھر وہ واقعی سو گئے... دوسری ٹین ناشتے کے بعد سوال پیدا ہوا کہ پہلے قلمیں دیکھیں یا گڑھا بڑا کریں... آخر پہلے چند قلمیں دیکھنے کا پروگرام ہے... انہوں نے آپ پر یہ کوشش کیا... سکرین روشن ہو گئی، دو آدمی عبد اللہ بن سبأ کے گھر میں داخل ہوتے نظر آئے... عبد اللہ بن سبأ نیس دیکھ کر چونکہ اخفا اور یو لا:

”بہت دیر لگادی... پورے تین دن بعد آئے... کیا خبر ہے، مسلمانوں نے خلیفہ کے بنایا ہے۔“

”غزہ نے مرلنے سے پہلے جھچ آدمیوں کے نام لیے تھے کہ خلیفہ ان میں سے لیا جائے گا... سو اس سلطے میں تین دن تک مشورہ ہوتا رہا... اب ہم آپ کے پاس کس طرح آتا تے...“ ایک نے کہا۔

”اوہ! تب تو تھیک ہے... آگے چلو... خلیفہ کے بنایا گیا ہے۔“

”تمام لوگوں کی رائے دوآدمیوں کے بارے میں تھی... یعنی خلیفہ یا تو عثمان“ کو بنایا جائے یا علی“ کو... کسی تیرے کے بارے میں کسی نے کوئی رائے نہیں دی... آخر کار عثمان گو خلیفہ چنا گیا ہے۔“

”واہ! بہت خوب! اب آئے گا مزا۔“ عبد اللہ بن سبأ چل پڑا۔

”جی... آپ نے کیا کہا... اب آئے گا مزا... وہ کیسے...“

یہ بات سے ناقاروق۔ ”الپکل جمشید نے اسے گھوڑتے ہوئے کہا۔“ ”ملہ... لیکن آپ مجھے کوں گھور رہے ہیں۔“ ”اس لیے کہ تم آصف کا نہاد اڑا رہے تھے۔“ ”س سوری... اب نہیں اڑاؤں گا... خیالی پا اڈا اڑا لوں گا... اس کا نہاد تھیں اڑاؤں گا۔“

”بے کوئی سکھ اٹکل۔“ آصف نے ان کی طرف دیکھا۔ ”نہیں ہے... غفرانہ کرو... اس سوراخ کو بڑا کرنا شروع کرو... ورختوں سے اس حجم کی شاخیں توڑلو... اور تیزی سے کام کرو، اب غالباً نہیں دیوار کی دوسری طرف جانے کے لیے دیوار پھلانے کی ضرورت نہیں رہ جائے گی۔“

اب تو وہ سب اس کام میں جٹ گئے... سوراخ تیزی سے بڑا ہونے لگا... اس کام میں انہیں کئی گھٹے لگ گئے... پھر سوراخ غروب ہو گیا... وہاں اندر ہمراچھا گیا... انہوں نے کام روک دیا اور ہال کارخ کیا... ہال میں آ کر وولیٹ گئے... اور آرام کرنے لگے... ایسے میں آپ یہ کی آواز سنائی دی:

”کیا آپ فلمیں دیکھنا پسند کریں گے۔“

”اس وقت ہم بہت تحکم گئے ہیں، صبح شروع کریں گے۔“

”اوکے... اس کا مطلب ہے... ہم بھی سوکتے ہیں۔“

”ضرور... کیوں نہیں۔“

تمام مسلمان خوشی سے عثمان کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں... گویا ان کے ظلیفہ بننے پر کسی کو کوئی اعتماد نہیں ہے... ان حالات میں آپ کو بھلامزراں کس طرح آئے گا۔"

"آجائے گا... تم ان باتوں کو نہیں جانتے... عمر میں حد و رجھ تھی... وہ کسی سے ذرا بھر بھی نرمی نہیں کرتے تھے... بہاں تک کرنہوں نے شراب پینے کی وجہ سے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے کوڑے مارے، پھر قید کیا... لیکن عثمان... وہ نرم آدمی ہیں... بہت نرم مژوان... نرم مزاجی کے آدمی کے گرد سازش کا جال بننا آسان ہوتا ہے... اب میں اس شخص کے گرد سازش کا جال بخون گا... جو آئندہ نسلوں تک چمارے لیے دو گارنٹیت ہوگا... میں اسلام پر وہ وارکروں کا کس کا زخم بھی نہیں بھر سکے گا... قیامت تک نہیں بھر سکے گا۔"

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... کیا کوئی ایسا زخم بھی ہو سکتا ہے... جو قیامت تک نہ بھرے۔" ان میں سے ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! ہو سکتا ہے... اور میں انہیں ایسا زخم دوں گا... تم جاؤ، اور میرے لیے خبریں جمع کرو... میں اپنا کام شروع کرتا ہوں۔"

"لیکن اس وقت آپ کی دوال نہیں گل تھی، تمام مسلمان عثمان کا ساتھ دے رہے ہیں... آپ کیا کر لیں گے۔"

گا... اس قسم کے کاموں میں بہت وقت لگتا ہے... میں اپنے باپ کی کوششوں کو دیکھتا رہا ہوں... اور اس وقت سے انتظار کرتا رہا ہوں، اب بھی شاید مجھے کچھ انتظار کرنا پڑے گا... لیکن میں زمین ہموار کرتا رہوں گا۔"

"آپ نے کیا فرمایا، آپ زمین ہموار کرتے رہیں گے۔" دوسرا حیران ہو کر بولا۔

"ہاں! بالکل... جس طرح فصل بونے کے لیے زمین ہموار کی جاتی ہے... نرم کی جاتی ہے... پھر اس میں بیچ بویا جاتا ہے... تاکہ پودے آسانی سے نکل سکیں... اسی طرح مجھے سازش کی زمین ہموار کرنا ہے... اس کو نرم کرنا ہے... پھر اس میں سازش کا بیچ بونا ہے، اگرچہ میں کہہ سکتا ہوں... یہ بھم بہت پہلے بوچے ہیں... لیکن اصل بیچ اب بویا جائے گا... یہ درخت تاواریں تما چلا جائے گا... کوئی مسلمان سازش کے اس درخت کو کاث نہیں سکے گا... دنیا دیکھے گی... میری سازش کس قدر کامیاب تھی، کس قدر زبردست تھی... لئے پڑے ہو کر کہا۔

"ہاں! ہو سکتا ہے... اور میں انہیں ایسا زخم دوں گا... تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"آخرہ سازش کیا ہے؟"

"اب تم جاؤ... اور اپنا کام کرو اور آجندہ بھی مجھ سے یہ سوال نہ کرنا... ورنہ تمہارا تمام ونشان مٹ جائے گا۔"

دو لوں کا نپ گئے... کیونکہ اس وقت انہیں عبداللہ بن سبا کی

آنکھوں میں خون اترنا ہوا نظر آیا تھا... دو توں اٹھے اور گھر سے نکل گئے...

وہ سکتے میں بیٹھے رہ گئے.. ان کے ذہن بھائیں بھائیں کی صدائیں دے رہے تھے.. آخر محدود نے کہا:

"حرمت ہے.. کمال ہے.. تاریخ کی کتابوں میں آخر یہ باقی کیوں نہیں ملتی۔"

"ملتی ہیں... لیکن ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دی گئی... دھیان نہیں دیا گیا... سرسری نظروں سے جائزہ لیا گیا ہے... سازش کی چیزیں جلاش کرنے کی کوشش نہیں کی گئی... یوں کہ لو... ہم لوگوں کی عقول پر پروہ پڑ گیا ہے... مورخوں نے اس پبلکو کو اجاگر کرنے کی کوشش نہیں کی..."

اسی وقت سکرین پھر روشن ہو گئی... انہوں نے دیکھا...

عبداللہ بن ساکھوڑے پر سوار اڑا جا رہا تھا... گویا اب وہ خود میدان عمل میں نکل آیا تھا، اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا... بہت درستک اس، پھر اس کے لیے کھانے پینے کی چیزیں لے آیا... وہ کھاتے اگلا.. آخر گھوڑا دوڑتا رہا... راستے میں وہ ایک دلوخوں کے لیے رکتا.. چجز - فارغ ہو کر اس نے کہا:

کی محراجی سے پانی پیتا اور ایک حلیلی میں سے کھانے کی کوئی چیز نکال منہ میں ڈالتا اور پھر آگے روانہ ہو جاتا.. آخر.. ایک گھر کے دروازے کے گھر نہیں جانا پاہتا... وہ چونکہ آپ کے دوست ہیں... آپ ان پر وہ گھوڑے سے اتر لے.. اس نے دستک دی.. جلد ہی دروازہ کھلا کے گھر آتے جاتے رہتے ہیں اور وہ آپ کے گھر.. اس لیے کسی کو کوئی ایک تو جوان آدمی نظر آیا... اس نے جیر ان ہو کر عبد اللہ بن ساکھ کلک نہیں ہو گا.. آپ ذرا جائیں اور اسے بلا لایں۔"

اور جو لام:

"فرمایے! آپ کون ہیں؟"

"پہلے میں آپ کا نام جانا چاہوں گا.. آپ حکیم بن عبد اللہ ہیں۔"

"ہاں امیں حکیم بن عبد اللہ ہوں.. آپ کون ہیں۔"

"بمرا نام عبد اللہ ہے... باپ کا نام پھر بتاؤں گا... میں مسافر ہوں... بہت دور سے آیا ہوں... کیا بصری کے لوگ مہماںوں کو بھاتے بھی نہیں۔"

"اوہ! اسی کوئی بات نہیں... آپ اندر آ جائیں... آپ یہ رے مہماں ہیں... مہماں کی عزت کرنا... اس کی تواضع کرنا تو ہم لوگوں کی عادت ہے۔"

"مُكْرِرٰیہ! عبد اللہ بن ساکھ را یا۔

پھر حکیم بن عبد اللہ سے اندر ایک کمرے میں لے آیا، بھایا۔

عمل میں نکل آیا تھا، اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا... بہت درستک اس،

پھر اس کے لیے کھانے پینے کی چیزیں لے آیا... وہ کھاتے اگلا.. آخر

گھوڑا دوڑتا رہا... راستے میں وہ ایک دلوخوں کے لیے رکتا.. چجز -

فارغ ہو کر اس نے کہا:

"مجھے آپ کے دوست سے کچھ کام ہے.. لیکن میں خود اس

منہ میں ڈالتا اور پھر آگے روانہ ہو جاتا.. آخر.. ایک گھر کے دروازے

پر وہ گھوڑے سے اتر لے.. اس نے دستک دی.. جلد ہی دروازہ کھلا کے گھر آتے جاتے رہتے ہیں اور وہ آپ کے گھر.. اس لیے کسی کو کوئی

ایک تو جوان آدمی نظر آیا... اس نے جیر ان ہو کر عبد اللہ بن ساکھ کلک نہیں ہو گا.. آپ ذرا جائیں اور اسے بلا لایں۔"

"اوہ! آپ کو اس حد تک معلومات ہیں.. کمال ہے۔"

"میں بھی آپ کے لیے ایک تحفہ لایا ہوں... یہ دلچسپی... ایک چھوٹا سا ہیر اور چند اشتر فیاں۔"

"ارے نہیں... اتنا قیمتی تحفہ... بھلا آپ میرے لیے کیوں لائے ہیں۔"

"حکیم بن جبل کا دوست میرا دوست ہے.. بس آپ یہ رکھ لیں.. اور جا کر حکیم بن جبل کو یہ قام دیں.. آپ کا دوست بھرتی سے آیا ہے۔"

"اور میں حکیم بن جبل کو آپ کا کیا نام بتاؤں۔"

"عبداللہ۔" اس نے فوراً کہا۔

"عبداللہ بن؟"

"نہیں... اس وقت آپ صرف عبد اللہ نام بتائیں... وہ پاہندی نہیں ہے.. سہی بات ہے تا۔"

"پورا نام بتانے میں کیا حرج ہے؟"

"جی! بہاں! سہی بات ہے... آپ حکیم بن عبد اللہ اور زیادہ رازداری کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے... اور میرا بھی تمہارا نظر آ رہا تھا۔"

"اوروہ آپ کا بھین کا دوست ہے... آپ اسٹھے پڑھ رہے ہیں... آپ کو تختے تحالف بھی خوب لا کر دیا رہتا ہے... اُتے کسی نے نہیں دیکھا.. بس کسی کو پتا نہ چلے کہ آپ کے ہاں باہر بات ہے تا۔"

"کیا آپ اتنی احتیاط کر لیں گے۔"

"لیکن میں اس سے کیا کہوں گا... یا آپ میرے گون سے دوست کی بات کر رہے ہیں۔"

"آپ اس سے صرف اتنا کہہ دیں کہ کوئی ان سے ملنے بھرنی آیا ہے۔"

"اچھی بات ہے.. لیکن میں الجھن محسوس کر رہا ہوں۔"

"اچھی بات ہے... میں پہلے آپ کی الجھن وور کروچ ہوں... میں معلومات حاصل کرنے کا ماہر ہوں... حکیم بن جبل آپ کے دوست ہیں تا۔"

"نہیں.. خلیفہ مہان" کے حکم سے اسے نظر بند کر دیا گیا ہے، یعنی وہ اس شہر سے باہر نہیں جا سکتا.. فی الحال گھر سے باہر جانے پر کوئی بمحاجعے گا۔"

"جی! بہاں! سہی بات ہے... آپ حکیم بن عبد اللہ اور زیادہ رازداری کے لیے فرماتے کہ آپ بھی میرے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتائیں.. میں اسی لیے

"بہاں! سہی بات ہے... آپ اسٹھے پڑھ رہے ہیں... آپ کو تختے تحالف بھی خوب لا کر دیا رہتا ہے... اُتے کسی نے نہیں دیکھا.. بس کسی کو پتا نہ چلے کہ آپ کے ہاں باہر

"میں کہہ چکا ہوں، حکیم بن جبل کا دوست میرا دوست ہے اور پھر آپ نے تو مجھے قیمتی تھانف دیے ہیں، اتنے ہتھی کر میں ان کے بارے میں سوچ بھی جیسی سکتا تھا۔"

"کوئی بات نہیں، اب سوچ لیں۔" وہ مسکرا یا۔

پھر حکیم بن عبد اللہ وہاں سے چھٹا نظر آیا۔ سکرین پر صرف عبد اللہ بن سبا کا چھڑا نظر آیا۔ اس کے چہرے پر ایک پراسرار اور خوناک کی مسکراہٹ تھی۔ آخر دروازے پر دستک ہوئی۔ عبد اللہ چھڑا پوری طرح پھیلے ہوئے تھا، اس کے ہاتھ میں دودھاری خجڑ تھا، بن سبا کو انہوں نے چوتھے دیکھا، جیسے خیالات کے ہجوم سے باہر کلن لفاب کے پیچھے دو آنکھیں گویا خون انکل رہی تھیں۔

"کون ہوتم اور مجھے کیسے جانتے ہو، میں کسی عبد اللہ کو نہیں آیا ہو۔"

پھر جو نبی دروازہ کھلا۔ وہ بری طرح اچھلا۔ اس جاننا جو اپنے باپ کا نام نہ بتا سکا ہوا اور یہ بھی غلط ہے کہ تم میرے دوست ہو۔ مجھے حکیم بن عبد اللہ کی بات سن کر حیرت ہوئی تھی، میں اس کے ساتھ آگیا ہوں۔ اگرچہ میرے لیے آنا بہت مشکل تھا۔

قیف عثمان نے میرے بارے میں بصری کے گورنر کو ہدایات جاری کیں کہ وہ مجھ پر نظر رہیں، ایک طرح سے میں گھر میں نظر بند ہوں۔ شہر سے باہر جانے پر پابندی ہے۔۔۔ ان حالات میں اگر کسی کو معلوم و گیا کہ میں نے یہاں آ کر کسی اجنبی سے ملاقات کی ہے تو گورنر طلب کرے گا اور میرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔۔۔ میں نہیں جانتا۔" وہ کہتا ہاگیا۔ اس کے خاموش ہونے پر بھی عبد اللہ ابن سبا کچھ نہ بولا، تاہم ل کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

## آغاز

”تم کیوں خاموش ہو... تم تو مجھے خلیفہ کے جا سوں لگتے ہو، اگر بھی بات ہے تو سن لو، میں نے یہاں آ کر کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا... میں اپنے دوست کے گھر اس کی درخواست پر چلا آیا ہوں، کیونکہ اس نے مجھے بتایا تھا کہ کوئی صاحب مجھے سے ملتا چاہتے ہیں۔“

”ہاں! بیکی بات ہے۔“ عبد اللہ بن سبأ کی آواز ابھری۔

”تو پھر بولتے کیوں نہیں... کون ہو، مجھے سے کیا چاہتے ہو، پورا نام کیا ہے تمہارا۔“

”عبد اللہ بن سودا۔“

”سی!!“ عبد اللہ بن جبلہ چلا یا۔

”آہت میرے دوست آہت... تم تو حجّ چلا کر بھانٹا پھون خوشی سے کر دوں گا۔“

”دو گے... میرا دوسرا نام عبد اللہ بن سبأ ہے۔“

”اوہ اوہ...“ وہ یک دم بیٹھتا نظر آیا... اس کے پیہر - خوش ہو کر کہا۔

پر خوف تھا، آخر اس نے پھر کہا:

”میں آپ سے واقف ہوں۔“

”اور میں آپ سے۔“ ابن سما مسکرا یا۔

”آپ مجھے کیا چاہتے ہیں۔“

”حکومت کی نظروں میں آپ ابھی آدمی نہیں ہیں...“ عبد اللہ بن حکیم میرا گھر ادوبت ہے... یہ حال میں ہمارا ساتھ دے گا... بلکہ یہ ہمارا ایک ساتھی ثابت ہو گا... کیوں عبد اللہ۔“ یہ کہتے

بات ہے؟۔“

”ہاں! بالکل۔“

”مجھے ایسے لوگوں کی شدید ضرورت ہے جو حکومت کی نظروں میں ابھی نہ ہوں اور ان کی نظروں میں یہ حکومت اچھی نہ ہو۔“

”میں اس حکومت کے سخت خلاف ہوں، اس نے میری آزادی چھین لی ہے.. مجھے نظر بند کر دیا ہے.. حالانکہ میں نے صرف انتاجرم کیا ہے کہ میں نے اسلامی اتحاد میں شریک ہو کر کچھ ذمہ دین کو لوٹ لیا تھا.. ذمہوں کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ ہے.. اس بنیاد پر میری فکریات گورنر بھری تک پہنچی، اس نے تفصیلات لکھ کر خلیفہ کو بھیج دیں۔“

اب خلیفہ صاحب نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ نظر بند کر دیں... ہے کوئی تک... لہذا اس حکومت کے خلاف مجھے سے کوئی کام لیا جائے تو میں

”بہت خوب ایسی بات سن کر خوشی ہوئی۔“ عبد اللہ بن سبأ نے

”میرے پاس ایک پر ڈگرام ہے... لیکن پر ڈگرام حد در بے خپڑے ہے... درستہ ہماری گرد نہیں مار دی جائیں گے.. کسی کو ذرا سی بھی سن لگی تو ہم تو گئے کام سے۔“

”آپ مجھے اپنا پر ڈگرام بتائیں... بات راز میں رہے گی...“

”حکومت کی نظروں میں آپ ابھی آدمی نہیں ہیں...“ عبد اللہ بن حکیم میرا گھر ادوبت ہے... یہ حال میں ہمارا ساتھ دے گا... بلکہ یہ ہمارا ایک ساتھی ثابت ہو گا... کیوں عبد اللہ۔“ یہ کہتے

”اے عبد اللہ بن جبلہ نے اس کی طرف دیکھا۔“

"بالکل صحیح۔"

"جب فی الحال تاریخی جماعت آئین آدمیوں کی ہوگی... ہم جو کام بھی کریں گے... خفیہ طور پر کریں گے... کسی کے سامنے کھل کر نہیں آئیں گے... پہلے تو تم یہ جان لو... میں کون ہوں... " یہ تو ہم جان پڑے ہیں... آپ عبد اللہ بن سبائیں... حکیم بن جبل نے حیران ہو کر کہا۔

"میرا مطلب ہے... میں مسلمان ہوں... یہودی ہوں یا میسانی ہوں۔"

"ظاہر ہے... آپ مسلمان ہیں۔"

"اور آپ دوتوں۔"

"ہم بھی مسلمان ہیں۔"

"یہ آپ دوتوں کا پہلا جھوٹ ہے... جبکہ بے ایمانی ہے... اس لیے معاف کرتا ہوں۔" عبد اللہ بن سبائی کا الجھ حدود ہے سرد ہو گیا۔ دوتوں کا تپ گئے۔

"آپ... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔" حکیم بن جبل فرمادی -

"تھب پھر آپ کیا ہیں؟" عبد اللہ بن حکیم نے ذرا ذرا انداز میں کہا۔

"میں... میں یہودی ہوں... جان بوجھ کر مسلمان ہوں... یہ تمام

"ہوں... تاک مسلمانوں میں درازیں ڈال سکوں۔"

"اوہ... اوہ۔"

"اور میں جانتا ہوں... حکیم بن جبل... تم نے جو ذمیوں کو لوٹا ہے... تو اسلام تو اس بات کی اجازت نہیں دیتا، اسلام تو حکم دیتا ہے کہ ذمیوں کی حفاظت کرو، ان کی جانوں کی اور عالوں کی حفاظت مسلمانوں کے ذمے ہوتی ہے... پھر بھلا کوئی مسلمان ذمیوں کو کیسے لوٹ سکتا ہے.. اور حکیم بن جبل کیا تم نہیں لونا۔"

"ہاں ایسی نہ لوٹا ہے۔" حکیم بن جبل نے کہا۔

"لیکن کیوں... اگر تم مسلمان ہو تو تم یہ کام کیسے کر سکتے تھے۔"

"یہ بات صحیح ہے... میں اندر سے مسلمان نہیں ہوں... اور پر اوپر سے ہوں... ذمیوں کو میں اسی لیے تو لوٹا رہا ہوں تاک مسلمان غیر مسلموں میں بد نام ہو جائیں... یہ بات مشہور ہو جائے کہ مسلمان جو وغدہ کرتے ہیں... پورا نہیں کرتے... اس طرح ان کی ہوا الکھر سے گی... یہ تھا میرا منصوبہ۔"

"منصوبہ اچھا تھا... پسند آیا... اس لیے مسلمانوں کے ظیفہ

خان کو جب تمہاری کارگزاریوں کی خبری تو انہوں نے تمہیں نظر بند

کرنے کا حکم دے دیا، شہر سے باہر جانے پر پابندی عاید کروی... اور

اب تم گھر کے خفیہ دروانے سے نکل کر یہاں تک پہنچ ہو... یہ تمام

اسی طرح ہیں تا۔“  
”باں!“ اس نے کھوئے کھونے انداز میں کہا۔

”خوب! اب پہلے میں حکیم بن عبد اللہ کے بارے میں بات کروں گا۔ اس کے بارے میں تم کیا کہتا چاہئے ہو۔“

”یہ میرا دوست ہے اور میرا ساتھ دے گا۔“  
”گویا اندر سے مسلمان یہ بھی نہیں ہے۔“

”ہاں! سمجھی بات ہے۔“ حکیم بن جبل نے کہا۔  
”تم خود بتاؤ۔“ عبد اللہ بن سبانے منہ بتایا۔  
”سمجھی بات ہے۔“

”مطلوب یہ کہ تم بھی اوپر اور پر سے مسلمان ہو۔ تاکہ مسلمانوں کی جزاں کاٹ سکو۔“

”ہاں! سمجھی بات ہے۔“  
”ٹکری۔“ اب میں کمل کر بات کر سکوں گا۔ سنو۔

مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا بس ایک ہی طریقہ ہے۔ جس طرح ہم نے ابو لولو کے ذریعے مسلمانوں کے دوسرا خلیفہ کو قتل کروایا۔ اسی طرح تیرے خلیفہ کا کام تمام کرادیا جائے گا۔ لیکن اس بار طریقہ مختلف ہو گا۔ کوئی ایک آدمی جا کر انہیں عزم نہیں کرے گا۔“

”کیا مطلب ہے.. جب پھر۔“ دلوں ایک ساتھ ہو لے۔  
”ہم مسلمانوں کے خلیفہ کو بذمام کریں گے۔ ان پر الہامات

”عاید کریں گے۔“

”ان الزامات پر مسلمان کوں کان وہرنے لگے۔ وہ اپنے خلیفہ کو مدد درجے پسند کرتے ہیں۔“

”وہ کان وہریں گے۔ اس کے غاف ہوں گے۔“ تم فخر نہ کر دے۔ ابھی تم نہیں جانتے، میرے پاس کیا منصوب ہے۔“  
”تب پھر بتائیں۔“

”اطمینان میں صرف یہ جانا چاہتا تھا کہ تم اس معاملے میں میرا ساتھ دے سکتے ہو یا نہیں۔“

”ہم بالکل تیار ہیں، مسلمانوں کی جزاں کاٹنے کے لیے ہم ہری طرح بے چیلن ہیں۔“

”اچھی بات ہے۔ میں نے اپنی یادداشت میں تم دونوں کے ہم بے سے اور پر لکھ لیے ہیں۔ بہت جلد میں تمہیں بتاؤں گا کہ ہمیں کیا کرتا ہے۔“

”کیا مطلب ہے۔ بہت جلد بتائیں گے۔ اس وقت کیوں نہیں بتاویتے۔“

”منصوبوں پر اس طرح عمل نہیں ہو سکتا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہدایات جاری کی جاتی ہے۔ تمام ترقیاتیں اس وقت میں تمہیں نہیں بتائیں گا۔ میں خط و کتابت کے ہیں، یعنے تم سے رابطہ رکھوں گا۔ لیکن حکیم بن جبل تم سے برہ راست خط و کتابت نہیں کروں گا۔“

اور پھر عبد اللہ بن سبیا کپڑے میں منہ چھپائے رات کی تار کی  
میں گم ہوتا نظر آیا... لیکن اچانک اس کے چہرے پر روشنی ٹوٹی... چند  
آدی اس کے سامنے کھڑے نظر آئے، ان کے ہاتھوں میں ٹکلی تکواریں  
تھیں... ”

”کون ہوتا ہے اور کہاں جا رہے ہو۔“

”ایک صاف... صنعتکار ہے والا ہوں۔“

”نام کیا ہے...“ پوچھا گیا۔

”عبد اللہ۔“ اس نے فوراً کہا۔

”پورا نام بتاؤ۔“

”عبد اللہ بن عبد اللہ۔“ اس نے فوراً کہا۔

”اچھا خیر... کہاں جاؤ گے۔“

”کسی مرائے کی تلاش ہے... لیکن ستی ہو... غریب آدی

اول۔“

”آدی... ہم جھیسیں مرائے تک پہنچا دیں... بصری کے گورز  
کی طرف سے عزم ہے، ہم دونوں شہر میں گھوم پھر کر لوگوں کو آرام پہنچانے  
کی کوشش کریں... لیکن سوال یہ ہے کہ تم رات کے وقت کیوں آئے  
و۔“

”اے سلطے کا درست اندازہ نہیں تھا۔“

”خیر... آف... مرائے کی طرف۔“

میرے خلوط حکیم بن عبد اللہ کے نام آئیں گے... ہوں گے وہ تم دونوں  
کے لیے، اس لیے کہ حکومت کی تم پر نظر ہے... ایسا نہ ہو... کوئی خط  
حکومت کے کسی آدی کے ہاتھ لگ جائے۔“

”بائلنٹھیک... اس وقت احتیاط کی واقعی ضرورت ہے۔“

”تب پھر میں اب چلتا ہوں... بہت جلد جھیسیں میرے خلوط  
ملنا شروع ہو جائیں گے... جواب دینے میں پوری احتیاط کی جائے۔“

”بہت بہتر۔“

”اور یہ کچھ اشرفیاں رکھو لو... خط و کتابت کے سلسلے میں  
آخر اجات بھی تو کرنا ہوں گے۔“ یہ سمجھتے ہوئے اس نے ایک قلمی ان  
کی طرف پر حادی۔

”کیا آپ ہم جیسے اور لوگوں کو بھی اس طرح اشرفیاں دیں  
گے...“ حکیم بن جلد نے تمراں ہو کر پوچھا۔

”پکھنہ پکھنہ تو دنیا ہی پڑے گا۔“

”لیکن اتنی دولت آپ کہاں سے لا میں گے۔“

”تمام یہودی ان سازشوں کے سلسلے میں میری مدد کر رہے  
ہیں، سب ہری طرح ترپ رہے ہیں... ہر کوئی چاہتا ہے... مسلمانوں  
کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیا جائے... لہذا تم اس فلمیں نہ پڑو کہ  
میرے پاس دولت کہاں سے آئی۔“

”اچھی بات ہے... اب ہم ایسا سوال نہیں کریں گے۔“

آجائے، دیکھئے ہر نبی کا ایک خلیفہ اور وصی ہوتا ہے اور حضرت محمد ﷺ کے وصی حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ ہیں... جس طرح آپؐ آخری نبی ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، اسی طرح حضرت علیؓ خاتم الادیٰ ہیں، یعنی وہ آخری وصی ہیں... وصی کا مطلب ہے... جس کے بارے میں وصیت کی گئی ہو... اب جب آپؐ کے وصی حضرت علیؓ ہیں، اور آپؐ نے ان کے حق میں یہ وصیت کی تو پھر ان کے ہوتے ہوئے وصولوں کو ظیفہ بناتا کیاں کا انساف ہے، یہ تو محلی بے انسافی ہے... علیؓ کے ساتھ سخت انسافی ہوئی ہے... خلافت انبیاء ملنی چاہیے تھی، یہ حق ان کا تھا جب کہ دیا گیا ابو بکرؓ کو... اور پھر عمرؓ کو... اور ان کے بعد عثمانؓ کو... خیر پہلے دو تو دو خیا سے رخصت ہو چکے ہیں... لیکن عثمانؓ تو زندہ ہیں... اصل حق دار کی موجودگی میں وہ ظیفہ بننے ہوئے ہیں... لہذا تم س کو چاہیے...”

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا... سب لوگ حیرت زدہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے... گویا انہوں نے اتنی حیرت انگیز بات پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔

”آپؐ کیا کہتا چاہجے ہیں... دک کیوں گے۔“ ایک نے کہا۔

”میں دیکھتا چاہتا تھا، آپؐ لوگ میری بات توجہ سے سن رہے ہیں یا نہیں۔“

جلد ہی انہوں نے عبد اللہ بن سہا کو ایک سراۓ میں داخل ہوتے دیکھا، حکومت کے آدمی اسے دروازے تک پہنچا کر لوث گئے ایک لمحے کے لیے یہ منظر غائب ہوا، پھر عبد اللہ بن سہا سراۓ کے کم لوگوں کے درمیان بیٹھا نظر آیا... ایسے میں اس کی آواز ایکری: ”یحاجت ہو! کیا یہ بات درست ہیں کہ میں علیہ السلام دنیا میں دوبارہ آئیں گے۔“

”ہاں! کیوں نہیں، یہ رے نبی حضرت محمد ﷺ نے ارش فرمایا ہے کہ وہ قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے جب کہ اللہ نے انہیں آسمان پر اٹھایا تھا۔“

”میرے ذہن میں یہی سب سے بڑی الجھن ہے۔“  
”الجھن کیسی...“ ایک اور نے پوچھا۔  
”ویکھو نہ... سب سے افضل تو ہمارے نبی ہیں... ہیں نہ۔“  
”اس میں کیا تھا۔“ ایک اور نے کہا۔  
”جب یہ کیسے ممکن ہے کہ میں علیہ السلام تو دنیا میں دو آئیں اور آپؐ نہ آئیں... جب کہ افضل آپؐ ہیں، لہذا میں ہوں، آپؐ ضرور دوبارہ آئیں گے۔“

”ایسی کوئی روایت نہیں تو نہیں آئی۔“ ایک نے کہا۔  
”تمام روایات ہماری نظر وہ سے کب گزری ہیں... میں ایک بات اور کہتا ہوں... شاید وہ آپؐ لوگوں کے ذہنوں میں ایک بات اور کہتا ہوں...“

"ہم سن رہے ہیں .. لیکن یہ باتیں بہت زیادہ حیرت انگیز،  
بجیب اور اتوکھی ہیں .. ہم نے آج سے پہلے کسی کے منہ سے نہیں نہیں،  
خدا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"ظیف بنے کا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تحمل .. ہنادیے گئے  
حضرت عثمانؓ .. یہ جو ہم نے ان کی حق تلقی کی ہے .. تو انہیں اس  
کے لیے معاف نہیں کریں گے ... اب ضرورت ہے اس بات کی کہ  
حضرت عثمانؓ کو خلافت سے ہنادیا جائے اور ان کی جگہ حضرت علیؓ کو  
خلیفہ نادیا جائے۔"

"یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے ... تمام مسلمان حضرت عثمانؓ کی  
خلافت پر مشق ہیں .. خوش ہیں، ان سے کسی کو کوئی فکایت نہیں .. ہر  
طرف امن چین ہے .. سرحدوں پر اسلام کو قوتی حاصل مسلسل حاصل ہے  
رہی ہیں .. ان حالات میں اسکی کوئی بات کسی طرح بھی درست نہیں  
ہو سکتی .. لہذا آپ اپنے خیالات اپنے تک رکھیں۔"

"آپ لوگوں کی مرضی ... مجھے جو کہنا تحمل .. کہہ چکا۔"  
ایک لمحے کے لیے سکرین تاریک ہو گئی .. اب جور و شوہن ہوئی  
تو ایک اور سرائے میں عبد اللہ بن سہا بھی باتیں کرتا نظر آیا .. پھر ایک  
ب بھی اور جہاں بھی لوگوں میں بیٹھتا ہے ... یہ کہتا ہے کہ خلافت کا  
جمع میں اسے یہ باتیں کرتے دکھایا گیا ..

پھر کسراہ ایک بڑے دروازے پر آ کر رک گیا .. اس پر چند بھی کہتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے پہلے بھی حق حضرت علیؓ  
آدمی وستک دے رہے تھے ... آخوند دروازہ بھلا اور ایک دربان نے اقتدار .. اور انہی کو ملتا چاہیے۔"

باہر کل کر پڑ چکا.  
کیا بات ہے .. کیا چاہتے ہو۔"  
ہمیں گورنر عبد اللہ بن عامر سے ملتا ہے ... ہمارے پاس  
کچھ ضروری اطلاعات ہیں۔"

اپنی بات ہے .. میں انہیں اطلاع کرتا ہوں۔"  
یہ کہہ کر دربان اندر چلا گیا .. پھر وہ لوگ اندر داخل ہوتے  
نظر آئے اور بے قد کے ایک بارعبد آدمی سے مصافی کرتے نظر  
آئے .. لبے قد کے آدمی نے آخر کہا:

"فرمایے .. آپ لوگوں کو مجھ سے کیا کام ہے۔"

"ہم آپ کو بتانے آئے ہیں کہ ہمارے شہر میں ایک بخی بات  
سننے میں آرہی ہے، اس سے تیادہ بجیب بات ہم نے آج تک نہیں  
تھی۔"

"اور وہ کیا؟" بصری کے گورنر عبد اللہ بن عامر نے قد رے  
ہر ان ہو کر کہا۔

"شہر میں ایک شخص آیا ہے، وہ صفا کا رہنے والا ہے ... وہ  
تو ایک اور سرائے میں عبد اللہ بن سہا بھی باتیں کرتا نظر آیا .. پھر ایک  
ب بھی اور جہاں بھی لوگوں میں بیٹھتا ہے ... یہ کہتا ہے کہ خلافت کا  
جمع میں اسے یہ باتیں کرتے دکھایا گیا ..  
آدمی وستک دے رہے تھے ... آخوند دروازہ بھلا اور ایک دربان نے اقتدار .. اور انہی کو ملتا چاہیے۔"

"اچھا، وہ یہ کہتا ہے... میرا خیال ہے، میں اسے بلوا  
ڈاٹ دیتا ہوں... اگر اس کے بعد بھی اس نے اسکی کوئی بات کی  
پھر اس پر سختی کی جائے گی۔"

"اے ایسے تو ہم آئے ہیں... کہیں یہ بات آگئے نہ ہو۔" "میرے لیے کیا حکم ہے۔"  
جائے اور بلا وجہ لوگوں کے ذہن خراب ہونے لگیں۔" ایک نے کہا۔ "ان دو معزز لوگوں کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ شہر میں کوئی  
ٹھیک ہے، آپ کا شکر یہ... آپ نے ایک اہم اٹھا مر پھرا ہے جو لوگوں میں صحیب عجیب باقی پھیلارہا ہے... اسے ذرا  
بھوک پہنچائی... میں ابھی آپ لوگوں کے سامنے اسے بلوائے جا۔ پلاک میرے پاس لے آؤ۔ اس کا نام عبداللہ بن سaba ہے... یہ لوگ  
کا حکم دیتا ہوں... یہ شخص تھہر اہوا کہاں ہے۔" اس کی نشان دہی کریں گے۔"

"عام طور پر یہ کسی سرائے میں پھرتا ہے.. ایک سرائے۔" "بہت بہتر... آئیے صاحبان چلیں۔"  
کل کر دوسری سرائے میں چلا جاتا ہے۔" "وہ اس کے ساتھ کل کل گئے.. جلد ہی عبداللہ بن سaba کو نز کے  
اوہ! اچھا.. خیر... اس وقت وہ کس سرائے میں ہے۔" کمرے میں داخل ہوتا نظر آیا۔ گورنر نے اسے تیز نظروں سے دیکھا۔  
"سرائے اسود میں۔"

"ٹھیک ہے۔" یہ کہہ کر اس نے دروازے پر دستک دی۔ "مجی ہاں! سکی نام ہے۔" اس نے پر سکون آواز میں کہا۔  
فوراً ہی دربان اندر داخل ہو۔" "تم لوگوں میں کیا خیالات پھیلارہ ہے ہو... تم ہوکون...  
ہماں سے آئے ہو۔" "عڑوہ بن عاصم کو بیان کرو۔"

"مجی اچھا۔" دربان نے کہا اور چلا گیا۔ "شہر صفا کا رہنے والا ہوں... عبداللہ بن سaba میرا نام ہے..  
"عڑوہ بن عاصم کون ہیں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔ یہ کہتا ہوں... خلافت کا حق علیؑ کا قحط.. خود حضرت عمرؓ اس  
سرائے اہل کاروں کا اسچارج... مجرم یا گناہ کار لوگے میں کوئی فیصلہ کر کے نہیں گئے.. انہوں نے فیصلہ چھے مسلمانوں  
کے ذریعے گرفتار کروائے جاتے ہیں۔" اس نے کہا۔

.. غلطی ہو سکتی ہے یا نہیں... اب اس پر بات کرتے کا کی  
فائدہ... مسلمانوں نے مل کر حضرت مہمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ جن بنا  
ہے... اور اب تو ان کی خلافت کو بھی گیارہ سال ہونے کو آئے ہیں۔  
لہذا تم اپنی باتیں اپنے تسلیک رکھو... لیکن میں نے تو سنائے... تم کہ  
پھر ہے ہو... کہ حضرت علیؓ کا حق تو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے  
بھی پہلے تھا۔"

"ہاں! یہ بات درست ہے... کیا ایسا نہیں ہے کہ آپؐ<sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup>  
کھڑے ہو گئے تھے... لیکن جب آپؐ نے حضرت عمرؓ کی قرأت سنی  
نے خلافت کے سلسلے میں وحیت لکھنے کا رادہ فرمایا تھا... لیکن اس وقت تو کیا آپؐ<sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> نے یہ نہیں فرمایا تھا... کہ ابو بکرؓ سے کہو، وہی نماز  
وہاں عمرؓ بھی موجود تھے... انہوں نے کہا تھا کہ کاغذ قلم نہ لایا جائے پڑھائیں۔"

اس لیے کہ ہمارے لیے قرآن کافی ہے..."

"ہاں! انہوں نے یہ کہا تھا، لیکن آپؐ کی حالت دیکھ کر اب  
فرمایا تھا... ورنہ ان کی نیت تھیک تھی... اور اس سے یہ مطلب لینا؟ حضرت علیؓ کے بارے میں خلافت کا فیصلہ دینے والے تھے... یاد  
باکل نظر ہے کہ آپؐ حضرت علیؓ کے بارے میں فیصلہ دینے والے رکو! تم مسلمانوں میں فتاویٰ پھیلاتا چاہتے ہو... اپنے اس کردہ کام  
تھے... کیا آپؐ<sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> نے امامت کا حق دار حضرت ابو بکر صدیقؓ سے یا ز آ جاؤ... اور میرے اس شہر سے نکل جاؤ... ورنہ میں تمہیں  
اللہ عنہ کو نہیں سمجھ ریا تھا۔" "گورنر نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں! اے امیر... یہ بات درست ہے..."

"جب آپؐ<sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کی زندگی میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نکل گیا... وہ اپنی سرائے میں آیا، رات کی تاریخی میں وہاں سے نکلا  
سترہ نمازیں پڑھائیں اور آپؐ نے ان کے علاوہ کسی اور کی امامت و حکیم بن عبد اللہ کے گھر میں داخل ہوا... اندر اس بار حکیم بن جبل بھی  
پسند نہیں فرمایا... تو کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپؐ سلی اللہ علیہ وجوہ تھے، ان کے رنگ فتن تھے... وہ اسے دیکھتے ہی ہوئے:

غیر محسوس طور پر یہ کام جاری رکھیں... دوسروں کے ذہنوں میں یہ خیال پختہ کر دیں... اگر ہم ایک کثیر تعداد میں لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال بخانے میں کامیاب ہو گئے کہ خلافت کے اصل حق دار اصل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں تو سمجھو... مار لیا میداں۔"

"آخر آپ کریں گے کیا... " حکیم بن جلد نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

"ابھی مجھ سے یہ نہ پوچھو... بس کام کرو کام۔"

"وہ ہم کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔"

"جب پھر وہ دون بہت جلد آئے گا... جب ہماری کوششیں اس سلسلے میں کامیاب ہوں گی۔"

"ضرور... ضرور... دو ایک ساتھ ہو لے۔"

پھر عبد اللہ بن سماں سے گلے ملا اور وہاں سے نکل کر رات کی تاریکی میں گم ہو گیا... جلد ہی وہ ایک شہر میں داخل ہوتا نظر آیا... اس نے ایک راگیر کروکر رپوچھا:

"میں مسافر ہوں... کیا آپ مجھے کسی سرائے تک لے جاسکتے ہیں۔"

"ہاں! کیوں نہیں... یہ آپ پسند کریں تو میرے گھر میں غیر ہے... مجھے خوشی ہو گی۔"

"یہ جان کر خوشی ہوئی... آپ کی بہت سہراںی... جیسے پھر

"آپ کو ہاں نہیں آنا چاہیے تھا... ایسا نہ ہو عبد اللہ بن حامر کو ہمارے بارے میں بھی تا جمل جائے۔"

"فخر نہ کرو... میں نے ہاں آنے میں بہت احتیاط سے کام لیا ہے... گورنر تے میرے ارادے کی قدر بھاپ لیے ہیں... لہذا میں ہاں سے کوئی جارہا ہوں... اب میں اپنا یہ کام وہاں کر دوں گا... تم لوگ بہت آہستہ انداز میں ان خیالات کو پھیلاتے رہو... اطلاعیہ ان باتوں کو نہ کہتا... دوست اعجاب کو دعوت و فیرہ دو... اور با توں با توں میں یہ بات کہو... کہ خلافت کا حق حضرت علیؑ کا تحد... دے دیا گیا اب تو کہاً اور پھر حضرت عمرؓ اور اب حضرت عثمانؓ کو... جب تم ایک گروہ کو اپنا ہم خیال بنا لو تو مجھے کوئی اطلاع دینے... میں اپنا ہماں کسی طرح تم تک پہنچا دوں گا... کیا تم یہ کام کرو گے۔"

"کیوں نہیں... یہ کام تو اب ہم دن رات کریں گے... آپ دیکھیں گے، بہت جلد ہمارے اور گرد بہت سے لوگ جمع ہو گے... ہیں... جن لوگوں کے درمیان آپ یہ باتیں کرتے رہے ہیں... پہلے ہی ہم سے رابطہ شروع کر چکے ہیں... ایسے سب لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ خلافت کا حق حضرت علیؑ کا ہے... " اس نے جلد جلدی کہا۔

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات... بس اسی رغبہ پر کام جا رکھو... جو لوگ ہمارے ہم خیال بن جائیں... ان سے کہتے رہو

میں آپ کے گھر میں ہی نہ سہر جاتا ہوں۔"

"آئیے۔"

دونوں چلتے رہے، پھر ایک گھر میں داخل ہوتے.. جلد تی  
دونوں ایک کمرے میں بیٹھنے نظر آئے..

"یہاں کے گورنر کیسے آدمی ہیں؟" اس نے سرسری اندا  
میں پوچھا۔

"گورنر کا نام سعید بن عاصی ہے.. وہ اجتنب آدمی ہیں۔"

"لیکن میں نے تو ساختا.. یہاں کچھ لوگ ان کے مخالف  
ہیں اور اس مخالفت کی وجہ سے وہ خلیفہ کو بھی پسند نہیں کرتے.. ان کا  
کہنا ہے کہ خلیفہ نے ہی تو سعید بن عاصی کو ہمارے سروں پر مسلط کر رکھ  
ہے۔"

"ایسے تو ہر شہر میں کچھ لوگ ہوتے ہیں۔" میزبان نے د  
بنایا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔" ایک نے کہا۔ میں ذرا نماز پڑھ لوں... میں  
رات کو بھی نماز کے لیے اٹھنے کا عادی ہوں... آپ کو میری وجہ س  
کوئی تکلیف تو نہیں ہوگی۔"

"بالکل نہیں.. اس میں تکلیف کی کیا بات ہے۔"

اب سکرین پر عبداللہ نماز میں ہی نماز میں پڑھتا نظر آیا۔  
گھر سے باہر نکلا اور سڑک پر چلتے لگا.. لوگ اس کی شکل و صورت دیکھ

گراڈھ سے اوٹ ہونے لگے..

وہ کچھ لوگوں کے خذیلہ پہنچا.. وہ آپس میں باتیں کر رہے  
ہیں۔

"آپ لوگ سعید بن عاصی گورنر کوفہ کے بارے میں کچھ  
جانتے ہیں؟.. میں صاف ہوں۔" اس نے کہا۔

"کیا آپ ان سے ملتا چاہتے ہیں؟"

"نہیں.. میں نے ستابے.. لوگ ان کو پسند نہیں کرتے..  
اور اس کی وجہ سے امیر المؤمنین عثمانؑ کو بھی پسند نہیں کرتے۔"

"تم نے تو اسکی کوئی بات تھیں سنی.. اور اگر ایسا ہے بھی تو کیا  
ہے.. ہر شہر وہر بستی میں ایسے لوگ ہوتے ہیں۔"

"ہاں ایسی بات ہے.. لیکن ایسے لوگوں سے خبردار تو رہنا  
چاہیے تا۔ اس طرح حکومت کے خلاف باتیں نکلنے لگتی ہیں... بات کا  
بلکہ ان جاتا ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔" ایک نے کہا۔

عبداللہ بن سبأ نے سرہلایا اور آگے بڑھ گیا.. کچھ اور دور  
جا کر دو کچھ اور لوگوں کے پاس بیکی کچھ کہتا نظر آیا۔

پھر سکرین ناریک ہو گئی..

"جنت ہے.. یہ شخص کس طرح شوش چھوڑ رہا ہے.. یعنی  
بات کچھ بھی نہیں ہے... لیکن بالا وجہ اس کو بات کا روپ دے رہا  
ہے۔"

ہے۔ ”پروفیسر راؤ نے براسانت بنا کر کہا۔

”ہاں! اسی کو سازشی ذہن کہتے ہیں۔ .. خیراب آگے دیکھتے

ہیں۔“

ای وقت سکرین روشن ہو گئی... کچھ لوگ ایک جگہ جمع نظر

آئے... وہ دبے لجھے میں کہہ رہے تھے:

”لوگ سعید بن عاص کے غلاف ہوتے جا رہے ہیں اور اس کی وجہ سے عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ان کی رائے بدلتی رہی ہے۔“

”ہاں! اللہ اپنارحم فرمائے... پہاڑیں کیا ہو رہا ہے... مجھے یہ کسی طوفان کی آمد کے آثار نظر آتے ہیں... جد ہر دیکھو... سبھی باتیں ہو رہی ہیں۔“ ایک نے کہا۔

پھر ایک گھر میں وہ کچھ لوگوں کے درمیان نظر آیا۔ وہ کہہ

تھا:

”گورنر صاحب کا رو یہ لوگوں کے بارے میں سخت ہوتا جا رہا ہے... ادھر عثمان اسے گورنر کھکھ پر بٹھدیں... اور میں آپ لوگوں کا ایک خاص بات میتا سکتا ہوں... لیکن رازداری شرط ہے۔“

”اور وہ کیا؟“

”خلافت کے اصل حق و اور اصل علیٰ تھے... لیکن ان کے آپ لوگوں کو بتاؤں گا... آپ لوگ اپنے ہم خیال لوگوں کو جمع کر لجھ جائے خلیفہ بنا دیا گیا ابو بکرؓ کو، پھر جب وہ فوت ہوئے تو بھی گا... پھر میں آؤں گا۔“

حضرت علیؑ کو ان کا حق نہیں دیا گیا اور اس بار خلیفہ عمرؓ بنا دیا گیا، وہ کی شہادت کے بعد میں حضرت علیؑ کو حق نہیں دیا گیا اور خلیفہ بنا دیا گی عثمانؓ... لیکن اب چکونیاں کر رہے ہیں کہ آخر یہ انسانی کیوں کی چار تھیں... عثمانؓ کے بارے میں اور بھی بہت سی باتیں سننے میں آرہی ہیں... ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے تمام عہدے اپنے رشتے داروں میں تقسیم کر دیے ہیں... بھلا اس طرح انصاف ہو سکا ہے، اس طرح تو ہمارا انسانی جنم لے گی... چنانچہ لوگ اب ہمارا انسانی کو شدت سے محبوس کرنے لگے ہیں... تمام حموبوں میں اور تمام شہروں میں اس قسم کی باتیں زور شور سے ہو رہی ہیں... لیکن آپ لوگ احتیاط کریں... ان باتوں کو اپنے تک رکھیں... اچھا میں چلتا ہوں۔“

یہ کہہ کر وہ ان کے درمیان سے اٹھ کر اہوا اور باہر نکل آیا... کلی لوگ اس کے ساتھ چلتے گے...“

”آپ لوگ بھی اپنے گھروں کو جائیں۔“ اس نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔

”جا رے خیالات بالکل وہی ہیں جو آپ کے ہیں... ہم آپ کو یہ بتاؤنا چاہتے ہیں۔“

”خیر... یہ بات معلوم ہو گئی... میں چند اور کام کی باتیں آپ لوگوں کو بتاؤں گا... آپ لوگ اپنے ہم خیال لوگوں کو جمع کر لجھ جائے خلیفہ بنا دیا گیا ابو بکرؓ کو، پھر جب وہ فوت ہوئے تو بھی گا... پھر میں آؤں گا۔“

"آپ تاریخ اور وقت بتائیں.. ہم یہ کام کر لیں گے۔"  
 "ٹھیک ہے... اس ماہ کی پندرہ تاریخ کو میں آپ لوگوں  
 کے پاس آؤں گا... اسی گھر میں جس میں اب بات کی ہے... آپ  
 لوگوں کو کوئی اعتراض تو نہیں۔"

"جی ٹھیں.. اس میں اعتراض کیسا۔"

"مشکر یہ! اب پندرہ تاریخ کو ملاقات ہو گی۔"  
 اور پھر وہ تاریکی میں گم ہوتا نظر آیا... لوگ اوہرہ دوسرے باتے  
 نظر آئے... ایک شخص ان سے کچھ فاسطے پر کھڑا تھا... جب لوگ اوہرہ  
 اوہرہ چلے گئے تو وہ ایک طرف بڑھا... وہاں ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا.  
 اس نے گھوڑے کو کھولا اور اس پر سوار ہو کر سریت روان ہو گیا... جلد  
 ہی وہ ایک بڑے سے مکان کے دروازے پر نظر آیا... اندر سے  
 در بارے نکلا...

"فرمائیے.. کیا بات ہے۔"

"مجھے گورنر صاحب سے ملتا ہے... وہ مجھے جانتے ہیں اور  
 انہوں نے مجھے ایک کام سونپ رکھا ہے... اس کے بارے میں  
 رپورٹ دینا ہے۔"

"آپ کا نام۔"

"آپ ان سے صرف اتنا کہہ دیں... مامون آیا ہے۔"

"اچھی بات ہے... آپ اس طرف تشریف رکھیے... آپ اب لگ ان نا انسانیوں کو سمجھنے لگے ہیں اور عثمانؒ کی خلافت کے

کا پیغام میں ابھی دے دتا ہوں، پھر جو نبی وہ بلا کیں گے... میں آپ  
 کو اندر بھیج دوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

در بارہ چلا گیا، جلد ہی اس کی واپسی ہوئی... اس نے مامون  
 سے کہا:

"آپ آئیے... میں خود آپ کو ان تک پہنچاؤں گا۔"

در بارہ کے ساتھ مامون ایک کرے میں داخل ہوا... اندر  
 ایک بھاری بھر کم سا آدمی بہل رہا تھا... اسے دیکھ کر اس نے تمہنا بند  
 کر دیا... اور بولا:

"ہاں! مامون... کیا خبر ہے۔"

"ایک شخص شہر میں مختلف قسم کی اقواییں پھیلائی ہے، اس نے  
 بہت سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لیا ہے... لوگ اس کی ہاں میں ہاں  
 ملائے نظر آتے ہیں۔"

"وہ کیا کہتا ہے۔"

"وہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بھاڑا ہے کہ خلافت کے  
 اصل حق دار ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؒ سے پہلے علیؓ تھے... جب ابو بکرؓ کو  
 غیضہ بنا یا گیا، اس وقت بھی ان کے ساتھ نا انسانی ہوئی، جب عمرؓ کو  
 غیضہ بنا یا گیا... اس وقت بھی ان کے ساتھ نا انسانی ہوئی... لیکن  
 اب لوگ ان نا انسانیوں کو سمجھنے لگے ہیں اور عثمانؒ کی خلافت کے

خلاف ہر شہر میں سور بڑھ رہا ہے...” یہاں تک کہہ کر مامون خاموش ہو گیا۔

” یہ باتیں کہتا پھر رہا ہے یہ شخص۔“

” ہاں! اے امیر۔“

” یہ ہے کون۔“

” شہر صفا کار بندے والا ہے۔“

” اے پکڑ کر میرے پاس لے آؤ... میں اس کا دمامہ درست کرنا چاہتا ہوں... یہ شخص مسلمانوں میں قساد کا تج بورہ ہا ہے... مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی سوچ رہا ہے... یا تو یہ کوئی منافق ہے، یا پھر مسلمان کے روپ میں کوئی مشرک ہے... خیر... تم اسے میرے پاس لے آؤ۔“

” بہت بہتر جناب! آپ سرکاری اہل کار میرے ساتھ بھی دیں... میں انہیں وہاں لے جاتا ہوں... جہاں وہ نہیں ہوا ہے۔“

” نحیک ہے... میں آدمیوں کا دامت کافی رہے گا۔“

” جی ہاں... بہت کافی۔“

پھر میں آدمیوں کا گھوڑ سوار درست ایک سمت میں جاتا نظر آیا تھا: جلد ہی وہ عبد اللہ بن سہا کو گرفتار کر کے لے آئے... اسے گورنر کے رکھنا... میں بذریعہ خط و کتابت تم لوگوں سے رابطہ رکھوں گا... میرے سامنے پیش کیا گیا... گورنر نے اسے تین نظروں سے گھورا:

” اے شخص... تو کیا چاہتا ہے... یہ تو کیسی باتیں لوگوں میں خط خیرہ طریقے سے آپ تک پہنچتے رہیں گے... آپ لوگوں نے اگر

پھیلا رہا ہے... یاد رکھو... اسکی باتیں مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کا سبب نہیں گی... اور اس کام کا مجرم تو ہو گا... میں تجھے خردوار کرتا ہوں، کہ کوفے سے نکل جا... اگر آج کے بعد تو کوفے میں نظر آیا تو مجھے برا کوئی نہیں ہو گا... سن لے... میرا نام سعید بن عاصی ہے... اور میں تم جیسے لوگوں کے ساتھ بہت بخشنی سے چیش آتا ہوں... یہاں کے سمجھدار لوگ بھی تجھ سے غفرت کر رہے ہیں، ایسے کچھ لوگوں نے مجھے تمہارے بارے میں آکر بتایا تو میں نے اپنے خاص آدمی مامون کو تمہاری گمراہی پر لگا دیا... اس کی روپورث کے مطابق تم مسلمانوں میں فساد پھیلانا چاہتے ہو... نکل جاؤ یہاں سے اور آج کے بعد شہر میں نظر نہ آتا۔“ یہ کہتے ہوئے سعید بن عاصی کا چہرہ سرخ ہو گیا... عبد اللہ بن سہا کچھ کہے بغیر مڑا اور باہر نکل آیا... اس کے چہرے پر غصہ تھا... طریقہ سکراہت تھی... جیسے کہہ رہا ہو... تم مجھے کیا جانو... میرا کا نا تو پانی نہیں مانگتا...“

سکرین ایک لمحے کے لیے پھر تاریک ہوئی... پھر روشن ہوئی، وہ اسی کرے میں بہت سے لوگوں کے درمیان بیٹھا نظر آیا... وہ کہہ رہا

” دوستو! میں کوفے سے جا رہا ہوں... لیکن تم اپنا کام جاری رکھنا... میں بذریعہ خط و کتابت تم لوگوں سے رابطہ رکھوں گا... میرے سامنے پیش کیا گیا... گورنر نے اسے تین نظروں سے گھورا:

میری ہدایات پر گول کیا تو بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے... یہ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ہمارا مقصود کیا ہے... میں یہاں اپنے خاص ساتھی مالک اشتر کے ذمے لگا کر جا رہا ہوں... اب میرا کام یہاں یہ کریں گے اور مجھ سے خط و کتابت رکھیں گے۔“  
”بالکل صحیح... آپ فکر نہ کریں۔“

”مُکْرِي! میں چلا۔“

اور پھر وہ ہاں سے بالکل کرتار کی میں گم ہو گیا... تار کی میں گھوڑے کے ٹاپوں کی آوازیں کئی سیکھ تک شائی دیتی رہیں... اس وقت انہوں نے گھوسی کیا... کمرے میں کوئی زبردست تبدیلی آپنی رہمان نے کہا۔  
...

☆...☆...☆

## تبديلی

”پچھے گھوڑا کیا۔“ اُنکے پڑھنے نے ان سب کی طرف دیکھا۔

”ہاں! کوئی تبدیلی آئی ہے...“

”لیکن کیا۔“ انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

”یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ کیا تبدیلی آئی ہے۔“ غان

رہمان نے کہا۔

”سوچیں، خور کریں۔“ وہ مسکرائے۔

”تو کیا آپ کی بھی میں بات آپکی ہے۔“ آصف نے بے

مکن ہو کر پوچھا۔

”نہیں... بالکل نہیں آئی... میں بھی خور کر رہا ہوں۔“

ادھر سکریں پھر روشن ہو گئی... اُنکے پڑھنے بلند آواز میں

لما۔

”ابھی تھہر جائیں بھی...“

سکریں تاریک ہو گئی... وہ لگے سوچتے... بھاہر انہیں کوئی

دیکھنا نظر نہ آئی... انہوں نے سب ساتھیوں کو کہا... سب کے سب

موجود تھے.. ان میں سے کوئی گم بھی نہیں ہوا تھا۔

"آخہ تم یہ کیون محسوس کر رہے ہیں کہ اس کرہ میں کوئی  
تجددی آگئی ہے۔"

"پھر نہیں... کیون محسوس کر رہے ہیں... ویسے ہو سکتے  
ہے... یہ ہمارا وہم ہو۔" آفتاب نے کہا۔

"بھی سب کے سب تو وہم میں جلا نہیں ہو سکتے۔" پروفیسر  
دواود نے جھلک کر کہا۔

"کوئی بات سمجھنے میں نہیں آرہی.. کیون نہ اگلی قلم ہی دیکھو  
جائے۔"

"ہوں! تھیک ہے.. چلو بھی لگادیں قلم.. آپ بھی کیا  
رجھیں گے... ویسے آپ تھک تو نہیں گئے۔" انسپکٹر جشید نے بلند آواز  
میں ہاک لگائی۔

کوئی جواب نہ ملا.. البتہ سکرین روشن ہو گئی.. تاریکی باہر نکلا تو اس میں سونے کے کئی سکے چک رہے تھے۔  
ہوئی.. عبد اللہ بن سبا کھوڑے پر سوار آتا نظر آیا.. پھر وہ ایک

میں داخل ہوا اور ایک راگبیر کروک کر بیوالا:

"یہ دمشق کا ششام ہے ٹلے۔"

"جی ہاں! آپ کہاں سے آئے ہیں۔"

"میں کوفہ سے چلا آ رہا ہوں۔"

"اوہ اچھا! آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ میں آپ کی رہنمائی کے لئے گھاٹ چر لے گا۔"

کرنے کیلئے تیار ہوں۔"

عبد اللہ ابن سبانے اس کی طرف غور سے دیکھا... پھر

پوچھا۔

"کیا آپ رہبری کا کام کرتے ہیں۔"

"بھی بھجھیں۔"

"میں آپ کو ایک دینار دون گا... اگر آپ مجھے کچھ  
معلومات مہیا کر دیں۔"

"ایک دینار... کیا واقعی... آپ نے دینار کہا ہے یا  
درہم۔"

"درہم نہیں بھجنی.. دینار۔"

"آپ کو شاید معلوم نہیں... دینار سونے کا سکر ہوتا ہے۔"

"یہ دیکھو... یہ کیا ہے۔" عبد اللہ ابن سبانا کا ہاتھ جیب سے

کوئی جواب نہ ملا.. البتہ سکرین روشن ہو گئی.. تاریکی باہر نکلا تو اس میں سونے کے کئی سکے چک رہے تھے۔

ہوئی.. عبد اللہ بن سبا کھوڑے پر سوار آتا نظر آیا.. پھر وہ ایک

آپ جو معلومات چاہجے ہیں بتائیں.. میں آپ کو دون گا، اگر مجھے

معلوم نہ ہوں تو لا کر دوں گا۔"

"خوب! مجھے آپ مجھے ہی آدمی کی ضرورت ہے... ہم

درختوں کے درمیان کہیں چل کر رہ جائیں گے.. میرا کھوڑا بھی بہت تھک

"اوہ اچھا! آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ میں آپ کی رہنمائی کے لئے گھاٹ چر لے گا۔"

”ضرور... کیوں نہیں.. اس طرف چلے۔“  
دونوں بھنگل میں بیٹھنے نظر آئے..

”پہلے تو آپ یہ تائیں.. یہاں کے گورنر کیسے آدمی ہیں۔  
”ابن نمیک ہیں.. سخت طبیعت کے ہیں۔“

”ظیف کے بارے میں ان کے خیالات کیسے ہیں۔“

”ظیف کو بہت پسند کرتے ہیں.. ان کے احکامات پر جنی..  
عمل کرتے اور کرواتے ہیں.. شہر میں کوئی ایسا شخص مل جائے..  
ظیف کے بارے میں کوئی تاریخی مذہبی من میں نکالتا ہو تو اسے پکڑدا۔  
ہیں.. سزا دیتے ہیں۔“

”اوہ اچھا! آپ کا ظیف کے بارے میں کیا خیال ہے..  
پچھے جریں آپ تک پہنچتی ہیں... میرا مطلب ہے... بھر کوفے سے۔“  
”کیسی خبریں.. وہ چونکا۔“

”شایہ.. لوگ ہٹان رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں کرتے۔“ ”اے قسادی انسان! یہاں ایسی کوئی بات نہیں.. تو اپنی پر مختلف قسم کے اڑامات لگاتے ہیں.. دوسرا اہم بات وہ یہ کہ ان مردود باتوں کے ساتھ اس شہر سے نکل بھا۔“  
کہ خلافت کے حق دار تو دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے.. ”اہن سبادہاں سے نکلا نظر آیا۔ وہ رہنماء اس کے ساتھ شہر نے ان سے نا انصافی کی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ظیفہ بنایا.. اسے باہر نکلا نظر آیا.. اس نے اس سے پوچھا۔

”یہ کیا ہوا.. یہاں کے لوگوں نے آپ کو باہر نکال دیا۔“ ”یہ کو خلیفہ بنایا گیا.. پھر تیری مرتبہ حضرت ہٹان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا..“

جن لیا گیا.. اور ایک بار پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادتی ہو گئی.. لیکن اب لوگ ان زیادتیوں کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں.. اور حضرت ہٹان رضی اللہ عنہ کے خلاف باتیں ہر طرف شروع ہو گئی ہیں.. میں جس صوبے میں گیا، جس شہر سے گزرا میں نے یہ اور اس قسم کی باتیں سنی ہیں۔“

”جنت ہے.. میں نے تو یہاں ایسی کوئی بات نہیں سنی۔“

”خیر آپ مجھے کسی سرائے میں پہنچا دیں۔“

”ضرور... کیوں نہیں... دیسے آپ کی باتوں نے مجھے ابھن میں ڈال دیا ہے۔“

”بہت جلد یہاں بھی آپ یہ باتیں سنیں گے۔“

”پھرہ بھی باتیں لوگوں کے درمیان کرتا نظر آیا.. اس کے گرد بہت سے لوگ جمع ہوتے نظر آئے.. پھر کچھ لوگوں نے اسے پکڑ کر مارا وہا اور یہ الفاظ کہتے شانی دیئے۔“

”شایہ.. لوگ ہٹان رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں کرتے۔“ ”اے قسادی انسان! یہاں ایسی کوئی بات نہیں.. تو اپنی پر مختلف قسم کے اڑامات لگاتے ہیں.. دوسرا اہم بات وہ یہ کہ ان مردود باتوں کے ساتھ اس شہر سے نکل بھا۔“  
کہ خلافت کے حق دار تو دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے.. ”اہن سبادہاں سے نکلا نظر آیا۔ وہ رہنماء اس کے ساتھ شہر نے ان سے نا انصافی کی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ظیفہ بنایا.. اسے باہر نکلا نظر آیا.. اس نے اس سے پوچھا۔

”یہ کیا ہوا.. یہاں کے لوگوں نے آپ کو باہر نکال دیا۔“ ”یہ کو خلیفہ بنایا گیا.. پھر تیری مرتبہ حضرت ہٹان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا..“

ہیں.. آپ میرا ساتھ دیں تو ہم اس شہر میں اپنا کام پھر بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔"

"وہ کیسے؟

"میں خطوط کے ذریعے آپ کو بتاؤں گا... آپ میرا خطوط پڑھ کر ان پر عمل کرتے رہیں... میں آپ کو بہت سے دنیا رنگی دوں گلے... یہ چند دن بار اس وقت بھی رکھ لیں..."

وہ اسے دینا رہتا نظر آیا۔

"بہت بہت بخوبی جتابہ.. آپ بہت دریادل ہیں۔"

"ابھی تم نے میری دریادی نہیں دیکھی... بہت جلد تم وہی گئے... اچھا! اب میں چلا.. مجھے کونے اور بصرے میں اپنے دوستوں کو خطوط بھی لکھتا ہیں۔"

"تو آپ وہاں بھی خطوط لکھتے رہتے ہیں۔"

"میں جس شہر میں جاتا ہوں... وہاں اپنے ہم خیال ہوں... پھر ان سے خط و کتابت کے ذریعہ رابطہ رکھتا ہوں... اُنہیں دنیا یات و دنیا ہوں... چنانچہ اس وقت بصرے اور کونے میں کام شہر ہے... یہاں آپ کام کریں گے اور اب میں یہاں سے مصر جائیں... اگر آپ پسند کریں تو میرے گھر پہنچئے، مجھے مہمانی کا شرف گلے..."

"مصر کے گورنر عبد اللہ بن سعد ہیں... ان سے مصر بخشنے۔"

بہت شکایات ہیں۔" رہنمائے کہا۔

"اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے، پٹنے۔"

"یہ میرے لئے خوشی کی خبر ہے.. میں وہاں اچھی طرح کام کر سکوں گا... اور میرے دوست میں آپ کا نام خط کے اوپر اسد فیروز لکھا کروں گا... ہم ایک دوسرے کے اصل نام استعمال نہیں کریں گے.. آپ کو اپنا یہ فرضی نام پسند ہے۔"

"بالکل تھیک ہے... اور میں آپ کے خط پر آپ کا کیا نام لکھوں گا۔"

"میرا نام ابن سبائی تھیک ہے... اس لئے کہ مجھے اس نام کے ذریعے ہی کام لیتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔"

"جب پھر میں چلا.. اللہ حافظ۔"

ایک بار پھر گھوڑا دوڑتا نظر آیا... پھر وہ ایک شہر میں داخل ہوا.. ابن سبائی گھوڑے سے اتر آیا اور ایک رانگیر کو روک کر بولا:

"یہ مصر ہے تا۔"

"ہاں جو ہے.. آپ کہاں سے آ رہے ہیں۔"

"شام سے چلا آ رہا ہوں۔"

"اوہ! جب تو آپ لمبا سفر کے آ رہے ہیں... سافر ہے... یہاں آپ کام کریں گے اور اب میں یہاں سے مصر جائیں... اگر آپ پسند کریں تو میرے گھر پہنچئے، مجھے مہمانی کا شرف گلے..."

بہت جلد آپ یہاں بھی سن لیں گے...“

سکرین پر ایک جگہ اس کے گرد مجھ نظر آیا اور وہ اس حم کی  
باتیں کرتا نظر آیا .. لوگ سر بلا تے نظر آئے .. پھر وہ ایک کرے میں  
اتھما بیٹھا لکھتا نظر آیا .. لکھنے کے ساتھ ساتھ وہ منہ سے الفاظ بھی ادا کر  
دیا تھا۔

۱۰ حکیم بن جبل کے نام عبداللہ بن سبأ کا پیغام... ابن جبل کام میں تیزی لاؤ... لوہا گرم ہو چکا ہے... تم کوفہ میں اپنے تمام اتفاق لوگوں کو اس مضبوط کر دئو:

یہاں کے گورنر نے ٹکلم و تم کے پھاڑ توڑ رکھے  
لیں... رعایا کی کوئی خبر گیری نہیں رکھتے... ان کا جینا حرام  
کر دیا ہے... لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت پر  
گئی اعتراض کر رہے ہیں اور بر طا کہہ دے ہے یہ کہ خلافت  
کے حق دار تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اس مضمون کے خط ایک شہر سے دوسرے میں اور تیرے میں  
بائیں .. اور ایسے سب لوگ بھی یہاں اس قسم کی شکایات کے خطوط  
یعنی کے لوگوں کو بھی ارسال کریں .. تاکہ وہاں کے لوگ بھی غلیظ  
کے بارے میں اچھی طرح بدگمان ہو چاہیں اور جب ہم اپنا وار کریں تو  
وئی ان کا ساتھ وہ یعنی والا ہو .. ”

اس قسم کے خطوط مارکرین پر دھڑکنے اور حکمتی جاتے نظر آئے ..

"یہاں کے گورنر عبداللہ بن محمد کیسے آدمی ہیں۔"

”یوں تو وہ اچھے آدمی ہیں... لیکن افریقہ اور قسطنطینیہ کے معاملات میں ایکھے ہوئے ہیں اس لیے صوبے کے لوگوں کی طرف توجہ نہیں دے پاتے... اس طرح لوگوں کو ان سے شکایات پیدا ہوتی جا رہی ہیں اور لوگ ان سے خوش نہیں ہیں۔“

”یعنی خبر س من کر میں یہاں آیا ہوں... جب تک سے خلیند

خلافت پر برقرار رہیں گے .. یہی کچھ ہوتا رہے گا۔“

"کیا مطلب جتاب .. اس میں ان کا کیا قصور؟" میز بان  
نے جو کہ کر کہا۔

۱۰۰ آپ کا نام کیا ہے .. پہلے تو یہ بتاؤ میں ۔

”میں غرہوں بن مالی ہوں.. آپ کیا کہہ دے ہے تھے۔“ اس نے  
چیراں ہو کر کہا۔

"میں کہہ دے تھا.. لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں پہنچ جائیں.. اور ایسے سب لوگ بھی برادر اس قسم کی شکایات کے خطوط کرتے... برتلا کر دے ہیں کہ خلافت کا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ، مدینے کے لوگوں کو بھی ارسال کریں... تاکہ وہاں کے لوگ بھی غایتہ تھا، میں شیف بن گے عثمان۔"

وہی ان کا ساتھ دینے والا شہر ہے... ”

"اگری باتھیں یہاں تو سننے میں نہیں آگئیں۔"

"جیرت ہے... بصرہ، کوفہ، شام میں تو ان باتوں کا چہہ؟

گھوڑے سوار یہ خطوط ایک شہر سے دوسرے شہر لے جاتے نظر آئے.. لوگ ان خطوط کو پڑتے نظر آئے پڑھ کرچے میگوں یاں کرتے نظر آئے اور پھر سکرین تاریک ہو گئی .. ایسے میں یہ آواز ابھری ..  
”کھانے کا وقت۔“

کھانے کے دوران بھی وہ بھی محسوس کرتے رہے کہ ہال میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے .. لیکن اب بھی ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ تبدیلی کیا ہے۔

”اس کا مطلب ہے .. حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف کہیں بھی بھی صوبے یا شہر میں بھی کوئی بات بھی سرے سے نہیں تھی .. یہ اس نے شوش چھوڑا تھا ..“ عمان رحمان نے کہا۔

”خیر ظاہر ہے۔“

”پاکل .. یہ دشمن دنیا کا سب سے بڑا سازشی عجھن تھا۔ مسلمانوں کے اتحاد کو اس نے پارہ پارہ کیا تھا .. ہم آج تک اسی کی سازش کا شکار ٹھیک آ رہے ہیں .. وہ جو حق بوکر گیا تھا .. اس سے ہم درخت نکلا .. وہ ابھی تک قائم ہے .. بلکہ پھل پھول رہا ہے .. حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد پھر مسلمان مکمل ایک نہ ہو سکے۔“

”افسوس اسازش کی بے بنا و غارت کس عماری سے کھڑا کر دی گئی .. کاش اس وقت کے گورنر اسے صرف شہر بدلتے کرتے پکڑ کر قتل کروادیتے .. پروفسر داؤڈ نے سرد آہ بھری۔“

”نقدرِ اٹل ہے .. جو ہوتا تھا ہو کر رہا ..“ اسکنڈ کامران مرزا نے اداس بچھ میں کہا۔

اب ان خطوط کے ذریعے یہ کام ہوا کہ ہر شہر اور صوبے کے لوگوں نے یہ خیال کرنا شروع کر دیا کہ ہمارے شہر میں تو خیر ایسی باتیں نہیں ہیں .. ہاں دوسرے صوبوں اور شہروں میں ظلم و ستم کا بازار گرم ہے .. گورنر ظلم ڈھار ہے ہیں اور غلیق اپنے گورنروں کے خلاف کوئی ٹکایت سننے کے لئے تیار نہیں ہیں .. نہ انہیں تبدیل کرنے پر آمادہ ہیں .. اس طرح تمام علاقوں میں بے چینی دوزگانی .. حالانکہ بات سرے سے کوئی نہیں تھی .. دوسرے یہ کہ عام طور پر تھوڑی بہت ٹکایات یا رجیشیں تو پر دور میں لوگوں کو ہوتی ہیں .. اس سے زیادہ اس دور میں بھی کچھ نہیں تھا .. لیکن عبداللہ بن سبانے جو جال بچھایا تھا .. حضرت عثمان کا انوکھا جال تھا .. کچھ نہ ہوتے ہوئے اس نے لوگوں کو سازش کا اتحاد کو اس نے پارہ پارہ کیا تھا .. ہم آج تک اسی کی سازش کا شکار ٹھیک آ رہے ہیں .. وہ جو حق بوکر گیا تھا .. اس سے ہم درخت نکلا .. وہ ابھی تک قائم ہے .. بلکہ پھل پھول رہا ہے .. حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد پھر مسلمان مکمل ایک نہ ہو سکے۔“

"اب جب کہ ہم کھانا کھا چکے ہیں... اگلی کیسٹ دیکھتے  
ہیں.. کیا خیال ہے۔"  
"بالکل نہیں۔"

"اب جب کہ ہم کھانا کھا چکے ہیں... اگلی کیسٹ دیکھتے

سکرین تاریک ہو کر پھر روشن ہوئی... این سیا ایک کمرے  
میں بیٹھا نظر آیا... اس کے دروازے پر دستک ہوئی، پھر ایک شخص اندر

داخل ہوا... این سیا بے تباہ بولتا:

"کیا خبر ہیں ہیں؟"

"بہت زوردار۔"

"شایاں! جلدی بتاؤ... میں بہت بے چین ہوں... آج  
اللہ عن کو دے دینے جائیں... تاکہ وہ ان کی طرف توجہ دے سکیں... وقت آگئیا ہے... میں اپنے باپ کے دور کی تمام تاکا میوں کا حساب

چکا دوں گا..."

"خنے پھر... تمام صوبوں اور شہروں میں بے چینی پھیل گئی  
ہیں۔"

"میری اطلاعات یہ ہیں کہ اس قسم کے خطوط ان کے قریبی ہے... لوگ گورنزوں کے خلاف ہو گئے ہیں... حضرت عثمان رضی اللہ  
لوگوں نے انہیں پہنچا دینے ہیں... اور صورت حال معلوم کرنے کے  
لئے انہوں نے اپنے آدمیوں کو روانت کیا ہے... مثلاً حضرت عمر بن  
یا سرہنی اللہ عنہ کو مصر کی طرف روانہ کیا ہے... محمد بن سلمہ کو فے کی  
طرف روانہ کیا ہے... تاکہ وہاں کے حالات معلوم کر کے انہیں

"بہت خوب ایسی وقت ہمارے نکلنے کا ہوگا۔"

"جی! کیا مطلب؟" پیغام لانے والے نے کہا۔

"سنو! خلیفہ نے تمام گورنر ایمیر اور عاملوں کو حکم دیا ہے کہ وہ  
اس سال حج کے موقع پر ضرور آئیں... حج سے فارغ ہو کر وہ مدینے آ

اور مشورے میں شامل ہوں۔"

"یا انہوں نے اچھا قدم اختایا ہے... ہو سکتا ہے اس طرح یہ ہائیں اور جن لوگوں کو گورنزوں اور عاملوں سے شکایات ہوں... وہ

شورش دب جائے۔"

سکرین تاریک ہو کر پھر روشن ہوئی... این سیا ایک کمرے

میں بیٹھا نظر آیا... اس کے دروازے پر دستک ہوئی، پھر ایک شخص اندر

داخل ہوا... این سیا بے تباہ بولتا:

"کیا خبر ہیں ہیں؟"

"بہت زوردار۔"

"شایاں! جلدی بتاؤ... میں بہت بے چین ہوں... آج

اللہ عن کو دے دینے جائیں... تاکہ وہ ان کی طرف توجہ دے سکیں... وقت آگئیا ہے... میں اپنے باپ کے دور کی تمام تاکا میوں کا حساب

چکا دوں گا..."

"خنے پھر... تمام صوبوں اور شہروں میں بے چینی پھیل گئی  
ہیں۔"

"میری اطلاعات یہ ہیں کہ اس قسم کے خطوط ان کے قریبی ہے... لوگوں نے انہیں پہنچا دینے ہیں... اور صورت حال معلوم کرنے کے

لئے انہوں نے اپنے آدمیوں کو روانت کیا ہے... مثلاً حضرت عمر بن

یا سرہنی اللہ عنہ کو مصر کی طرف روانہ کیا ہے... محمد بن سلمہ کو فے کی

ہوں گے..."

"بہت خوب ایسی وقت ہمارے نکلنے کا ہوگا۔"

"جی! کیا مطلب؟" پیغام لانے والے نے کہا۔

"سنو! خلیفہ نے تمام گورنر ایمیر اور عاملوں کو حکم دیا ہے کہ وہ

اس سال حج کے موقع پر ضرور آئیں... حج سے فارغ ہو کر وہ مدینے آ

اور مشورے میں شامل ہوں۔"

"یا انہوں نے اچھا قدم اختایا ہے... ہو سکتا ہے اس طرح یہ ہائیں اور جن لوگوں کو گورنزوں اور عاملوں سے شکایات ہوں... وہ

بھی اپنی شکایات بیان کریں .. گویا ایسے لوگ بھی پہلے جمع کریں گے پھر میں آئیں گے ... "ابن سبایہاں تک کہ کر خاموش ہو گیا .. پیغام لانے والا گلر بلکراس کی طرف دیکھتا رہا .. کہ وہ آگے کیا کہ ہے .. لیکن جب وہ پکھا بھی نہ بولا تو اس نے کہا : "آپ خاموش کیوں ہو گئے .. آگے بھی کہنے والا .. یہ سب لوگ جمع کر کے جائیں گے .. تو؟"

"میں بھجو گیا سردار۔"

"باقی روہ کے چھوٹے شہروں والے ہمارے ساتھی .. انہیں بھی پیغام پہنچا دو .. وہ اپنے طور پر نکل کر رہے ہوں اور مدینے سے باہر ہم سے ملیں۔"

"کیا ہم سب لوگ مدینے سے باہر پڑا دکریں گے .."

"ہاں! سب کے جمع ہونے کا انتظار مدینے سے باہر رہ کر کریں گے .."

"لیکن اس طرح تو ہماری آمد کی خبر مدینے کے لوگوں کو ہو

"کیا یہ کام اس قدر آسانی سے ہو سکتا ہے .. وہ بولا۔

"ہاں! بالکل ہو گا .. تم دیکھتے جاؤ .. میرا خفیہ پیغام بھر جائے گی .." "تم اس کی فکر نہ کرو .. میں تم لوگوں کے ساتھ ہوں گا .. سے اگلے روز تم سب مدینے کی طرف چل پڑو .. ہر شخص پوری طریقہ میں ظاہر میں نہیں .. پوشیدہ طور پر .. میری ہدایات تم تک پہنچی رہیں گے .. لیکن انداز یہ اپنایا جائے کہ جیسے تم لوگ جمع کیئے رہانے لیں گے .."

رہے ہو .. شہر کے لوگوں کو تو کچھ معلوم ہو گا نہیں .. کیونکہ سب لوگ باہر نکلنے کے بعد راستا تبدیل کریں گے .. آپ حقیقت میں وہاں ساتھ نہیں

نے کئے کے بجائے مدینے کا راستا لیا ہے .. یہ پیغام جس قدر جلد ممکن ہو .. سب تک پہنچ جانا چاہئے .. بصرہ سے حکیم بن جبل اپنے تمام ساتھی لے کر روانہ ہو گا، کوڈ سے مالک اشتر اپنے گروہ کے ساتھ نکلے گا شام سے اسد فیروز اور مصر سے تم نکلو گے .. مصرا کے گروہ کے سردار تم بھی کہنے والا .. یہ سب

"میں ہوں گا... لیکن ایک عام آدمی کے روپ میں...  
کسی کو معلوم نہیں ہو گا... سب ساتھیوں میں عبداللہ بن سبا کہاں  
ہے... بس اسی طرح ہدایات تم تک پہنچتی رہیں گی۔"  
"اب میں سمجھ گیا۔"

"جب پھر جاؤ... اور دیر نہ کرو... ایسا نہ ہو گوئز لوگ تکل  
جائیں اور ہم یہیں بیٹھنے رہ جائیں... میں چاہتا ہوں... جب یہ لوگ  
ہمیں کی طرف روان ہونے کے قابل ہو جائیں... اس وقت تک ہم  
اپنا کام کر گزریں۔"

"آپ فکر نہ کریں... یہ سب مجھ پر چھوڑ دیں۔" "اس نے آئے... پھر وہ چھوٹی چھوٹی جھاتیں لکھا شروع ہوئیں... یہ سب صح  
کے ارادے سے جاتے تھیں ہو رہے تھے... یہ لوگ چلتے رہے...  
اب وہ اٹھ کر تکل گیا۔ سکرین پر پھر عبداللہ بن سبا کا پیچا چلتے رہے... پھر ایک میدان میں سب طرف سے یہ لوگ آ کر جمع  
نظر آیا... اس کے پیچے پر انہوں نے ایک شیطانی سکراہت ہونے لگی... یہاں تک کہ وہ سب گروہ آگئے... اب ایک نے بلند  
دینکھی... پھر سکرین تاریک ہو گئی۔ آوازیں کہا۔

وہ سب بہوت ہو کر یہ سب دیکھ رہے تھے... جو نبی سکریں "ہم سب اب یہاں سے کئے تھیں جائیں گے... بلکہ  
تاریک ہوئی... اسکلپٹ کامران مرزا کے من سے نکلا۔" میں نے کارخ کریں گے... جہاں عثمان رضی اللہ عنہ چند لوگوں کے  
"اف مالک... چودہ سو سال پہلے کس قدر سازش کی گئی تھی موجود ہیں... کیونکہ مسلمانوں کی زیادہ تعداد توچ کیلئے جا پہلی  
تھی... کیا یہ رخ تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔" ہے... جو لوگ موجود ہیں... وہ ہمارا راستا تھیں روک سکتے اور جب  
ذین سبا کا ذکر ہر مورخ نے کیا ہے... لیکن اس کی زندگی کے پیشگی... کیوں بھائیوں کیا تم سب اس کام کے لئے خود کو پوری طرح

نگذشتھے کوئی مورخ ظاہرنے کر سکا... یہ ان قلوں کے ذریعے ہمارے  
سانتے آ رہا ہے... یہ سب ہمارے لیے حرمت اگزیز ہے۔"

"اب.. اب کیا ہو گا... پروفیسر پریشان ہو کر بولے۔"

"آئے... اگلی کیسٹ دیکھتے ہیں۔" اسکلپٹ جمیڈ نے فوراً

کہا۔

سکرین ایک بار پھر روشن ہوئی... انہوں نے ایک شہر سے  
ماجیوں کا ایک قاقد نکتے دیکھا... پھر شہر کے دورے حصے سے قاقد  
لھتا نظر آیا... اس طرح دورے تیسرے اور پوتھے شہر سے نکتے نظر

کے ارادے سے جاتے تھیں ہو رہے تھے... یہ لوگ چلتے رہے...  
اب وہ اٹھ کر تکل گیا۔ سکرین پر پھر عبداللہ بن سبا کا پیچا چلتے رہے... پھر ایک میدان میں سب طرف سے یہ لوگ آ کر جمع

نظر آیا... اس کے پیچے پر انہوں نے ایک شیطانی سکراہت ہونے لگی... یہاں تک کہ وہ سب گروہ آگئے... اب ایک نے بلند  
دینکھی... پھر سکرین تاریک ہو گئی۔ آوازیں کہا۔

"ہم سب اب یہاں سے کئے تھیں جائیں گے... بلکہ  
تاریک ہوئی... اسکلپٹ کامران مرزا کے من سے نکلا۔" میں نے کارخ کریں گے... جہاں عثمان رضی اللہ عنہ چند لوگوں کے  
"اف مالک... چودہ سو سال پہلے کس قدر سازش کی گئی تھی موجود ہیں... کیونکہ مسلمانوں کی زیادہ تعداد توچ کیلئے جا پہلی  
تھی... کیا یہ رخ تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔" ہے... جو لوگ موجود ہیں... وہ ہمارا راستا تھیں روک سکتے اور جب  
ذین سبا کا ذکر ہر مورخ نے کیا ہے... لیکن اس کی زندگی کے پیشگی... کیوں بھائیوں کیا تم سب اس کام کے لئے خود کو پوری طرح

تیار پاتے ہو۔"

"ہاں! ہم سب تیار ہیں۔" وہ چلا۔

"جب پھر چلو... اور اب مدینے کے باہر جا کر ہی پڑا وہاں  
جائے گا... راستے میں ہم آرام تو کریں گے... لیکن باقاعدہ پڑا  
نہیں ڈالیں گے... اس طرح وقت شائع ہو گا... ایسا ہے ہو... کہ ہم  
وہاں پہنچیں بھی نہ اور مسلمانوں حج سے فارغ ہو کر مدینے میں  
آ جائیں گے... اس صورت میں ہمارا کام بہت مشکل ہو جائے گا۔"

"آپ فکر کریں... ہم منزلوں پر منزلیں مارتے ہوئے سن  
کریں گے... آندھی اور طوفان کی طرح مدینے پر نوٹ پڑیں گے۔"  
پھر یہ لوگ بلند آوازوں سے نفرے لگاتے ہوئے روان  
ہوئے... جلد ہی میدان خالی ہو گیا... لیکن ایک شخص وہاں کھڑا  
گیا... انہوں نے دیکھا... وہ عبداللہ ابن سبا تھا... جو یہاں تک ا  
ولتے ہوئے مدینے کے ایک راستے پر چلے جا رہے تھے... پھر جو نی  
سائنس سے کچھ لوگ آتے نظر آئے... وہ پکارے۔

"لیکن ہے سردار! ہم وہی کریں گے... جو آپ ہمیں حکم  
دیں گے۔"

یہاں سے شہر کا منظر نظر آنے لگا... پھر آدمی نے بے تحاش  
لولتے ہوئے مدینے کے ایک راستے پر چلے جا رہے تھے... پھر جو نی  
اس کے چھپے پر انہوں نے اس وقت انتہائی مکروہ اور گھنٹا  
سکراہٹ دیکھی... ان کا جی چاہا... کاش اودہ آج سے چودہ سو سا  
پہلے اس دنیا میں ہوتے اور اس شخص کا گلائی گھوٹ دیتے... پھر وہ مزرا  
وہاں روان ہو گیا... وہ بالکل تجا گھوڑے پر سر پت چلا جا رہا تھا.

یہاں تک کہ وہ تار کی میں گم ہو گیا... ساتھ ہی وہ لوگ مدینے  
طرف بہت تیزی سے سفر کرتے نظر آئے... وہ انہیں مسلسل گھوڑیں کی حدود میں داخل ہو چکا ہے... اس میں دو تین

دوڑاتے دیکھتے رہے... آخر ایک جگہ سب رک گئے... ان میں سے  
ایک نے بلند آواز میں کہا:

"بس! سب لوگ یہیں ٹھہر جائیں... پہلے ہم حالات معلوم  
کر لیں... ایسا ہے ہو... غیف نے مدینے میں کوئی بڑا لٹکر چھاپ رکھا  
ہے... اپنے خلاف ہماری سازش کا آخر انہیں علم تو ہے۔"

"ٹھیک ہے... ویسے بھی مدینے کے لوگوں کو ہماری آمد کی خبر  
تو آخر ہوئی پچھی ہو گی... ہمیں آتے دیکھ کر شہر سے باہر کے لوگ دوڑ  
کر مدینے میں گئے ہوں گے... اور انہیں بتایا ہو گا کوئی لٹکر آرہا  
ہے... اس سے پہلے ہم حالات کا جائزہ لیں گے۔"

"ٹھیک ہے سردار! ہم وہی کریں گے... جو آپ ہمیں حکم  
دیں گے۔"

"حملہ آور آگئے... مدینے پر حملہ ہوتے والا ہے۔"  
کیا مطلب ہے... کون لوگ آگئے... تم کون ہو۔" کسی نے  
پہلے اس دنیا میں ہوتے اور اس شخص کا گلائی گھوٹ دیتے... پھر وہ مزرا

کہا۔

ہزار آدمی تو ضرور ہوں گے۔"

"جھرت ہے.. اتنے لوگ اچانک کیسے آگئے.. خبر سکنے

ہوئی.. مدینے کے باہر مسلمان آبادیاں ہیں... اگر کوئی لشکر آ رہا تھا

ہمیں بہت پہلے اس کی اطلاع مل جاتی۔"

"یہ تو ہمیں معلوم نہیں.. جتاب کہ وہ لوگ کون ہیں اور کیسے

آگئے ہیں.. ہم نے تو اطلاع پہنچانا اپنا فرض جاتا۔"

"خیر.. میں خلیفہ کو جا کر خبر کرتا ہوں۔"

جلد ہی وہ شخص ایک دروازے پر دستک دھناتھر آ یا... چھ جانشیں چاہتے ہیں آپ ان کے پاس

دروازے کے اندر سے ایک آواز سنائی دی۔"

"کون ہے بھائی.."

"اے امیر المؤمنین.. میں مدینے کا ایک شہری ہوں..

ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ مدینے سے باہر ایک لشکر پہنچا ہے... اسوار ہوتے اور سر پڑت روشن ہوتے... جلد ہی وہ شہر سے باہر نکل کر اس

لوگوں کے ارادے میکٹ نہیں لکھتے... دورانِ حج میں یہاں لشکر کا لشکر کے سامنے کھڑے نظر آئے... اور لشکر ان کی طرف متوجہ ہو چکا

کام۔"

"اوہ اچھا.. میں کسی کو ان کی طرف بھیجا ہوں... آپ

بہت مہربانی..."

"یہ تو میرا فرض تھا۔"

"میکٹ ہے... آپ چلیں.. میں معلوم کر اتا ہوں۔"

وہ شخص واپس جاتا نظر آ یا... پھر ایک خادم اس گھر سے نکل

ایک سمت میں جاتا نظر آ یا... اس نے ایک دروازے پر رک کر دستک دی... اندر سے ایک بارع بگرو ہمیں آواز سنائی دی۔

"کون ہے بھائی.."

"امیر المؤمنین کا خادم۔"

"اے اکبُر کیا بات ہے.."

"اے علی.. امیر المؤمنین کو اطلاع ملی ہے کہ مدینے سے باہر

ایک لشکر نظر آ کر رکا ہے... امیر المؤمنین چاہتے ہیں آپ ان کے پاس

جلد ہی وہ شخص ایک دروازے پر دستک دھناتھر آ یا... چھ جانشیں چاہتے ہیں آپ ہوں لوگ کوں ہیں.. کیا چاہتے

ہیں۔"

"اوہ.. اچھا.. اندر سے جھرت زدہ انداز میں کہا گیا۔

پھر چھرہ چھپائے ایک صاحب اندر سے نکلے... گھوڑے پر

ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ مدینے سے باہر ایک لشکر پہنچا ہے... اسوار ہوتے اور سر پڑت روشن ہوتے... جلد ہی وہ شہر سے باہر نکل کر اس

لوگوں کے ارادے میکٹ نہیں لکھتے... دورانِ حج میں یہاں لشکر کا لشکر کے سامنے کھڑے نظر آئے... اور لشکر ان کی طرف متوجہ ہو چکا

کام۔

"اوہ اچھا.. میں کسی کو ان کی طرف بھیجا ہوں... آپ

بہت مہربانی..."

"پہلے آپ بتائیں.. آپ کون ہیں۔"

"میں ملی این ابی طالب ہوں۔"

☆☆☆☆☆

## جملی خط

کے اقدامات نے ہر طرف بد امتی اور بے چینی پھیلائی رکھی ہے۔ ان کے گورزوں نے ظلم و ستم کی انتہا کر رکھی ہے وہ کسی کے ساتھ کوئی انصاف نہیں کرتے۔ خلیفہ نے اپنے رشتے داروں کو گورزوں مقرر کر رکھا ہے۔ نیست کے مال میں سے اپنے رشتے داروں کو زیادہ حصہ دیا ہے۔ گورز صرف بنو امیہ میں سے مقرر کیے ہیں۔ ہم ان یاتوں کو بھلاندیں

"بہت خوب ای جان کر خوشی ہوئی۔ اچھا ہوا ہم سے بات سکتے۔ یا تو وہ خلافت سے دست بردار ہو جائیں۔ یا اپنے گورزوں کو کرنے کیلئے آپ آگئے۔ ہم ان سب سے زیادہ آپ کو پسند کرتے تبدیل کر دیں۔ باقی نا انسانیوں کا ازالہ کرنے کا بھی وعدہ کر دیں۔ مصر کا حاکم عبد اللہ بن سعد توحد سے زیادہ ظالم ہے۔ اسے تو فوری ہیں۔"

"اوہو! تم یہ بتاؤ۔ آئے کس لیے ہو؟" حضرت علی رضی طور پر معزول کیا جائے۔ ہمارے سامنے ہی اس کو معزول کرنے کا حکم انہعنے تخت آواز میں کہا۔

"ہم چاہتے ہیں۔ خلیفہ کو خلافت کی گدی سے ہٹا دیں۔ لیں کہ آپ کی طرف سے علوکی طرف اور زیرلوکی طرف سے کوڈ، مصر اور بصرہ کے بزرگوں کو خطوط طے ہیں، ان میں آپ لوگوں نے خود یہ آپ خلیفہ بن جائیں۔"

"تم اس وقت میری بات ہی نہ کرو۔ یہ بتاؤ۔ تسبیح لکھا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اب خلافت کے قابل نہیں رہے، اگر آپ خلیفہ سے کیا شکایت ہے۔ میرے خیال میں وہی خلافت کے حق، لوگوں کے خطوط ان بزرگوں کو نہ طے اور وہ ہم سے بات نہ کرتے تو ہم ہیں اور ان سے کسی کو کوئی شکایت نہیں ہے۔ پھر تم کیوں ان بزرگ اس طرف بے دھڑک نہ آتے۔"

"یہ بالکل خلط ہے۔ ہم نے کوئی خط نہیں لکھے۔ ہم ان کی خلاف ہو رہے ہو۔"

"ہمیں ان سے بہت شکایات ہیں۔ یہاں کوفہ کے بڑے خلافت سے پوری طرح مظلوم ہیں۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔"

"مووجود ہیں، بصرے کے لوگ موجود ہیں، مصر کے لوگ موجود ہیں۔" "وخط ان لوگوں کے پاس موجود ہیں۔" "ان میں سے کچھ لوگ شام کے بھی ہیں۔ ان سب کو خلیفہ سے شکایات ہیں۔" ایک نے کہا۔

"تمہارا کیا نام ہے .. بھلا۔" علی رضی اللہ عنہ کی آواز سائی دی۔

"میں مصر سے آیا ہوں ... مصر سے آنے والے گروہ کا سردار ہوں ... میرا نام عاققی بن حرب گی ہے ... ہمارے گورنر کا نام عبد اللہ بن سعد بن ابی سرخ ہے ... اس کی معزولی کے احکامات کے بغیر تو ہم جیسیں ٹلیں گے۔"

"اچھا! میں چاکر خلیفہ سے بات کرتا ہوں ... تم لوگ یہیں نظر آیا، اس کے باوجود ایک کانفذ تھا ... وہ پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور باغیوں کے پاس پہنچا .. اس نے بلند آواز میں کہا۔

"لو .. سنو .. میں تم لوگوں کے لیے فرمان لکھوا لایا ہوں .. امیر المؤمنین نے گورنر پر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا ہے .. اب تو چھین کوئی اعتراض نہیں رہتا .. لہذا اب تم لوگ چل جاؤ .. قتنے دی .. اندر سے آواز آئی۔

"کون ہے؟"

"امیر المؤمنین! یہ میں ہوں علی .. باغیوں سے مل کر آتا ہوں۔"

"آپ اندر آ جائیں اور مجھے تائیں ... انہوں نے کیا کہ جاتے ہیں ... آپ امیر المؤمنین سے کہیے گا .. ہمارے باقی مطالبات بھی ہلداں لیں اور فوراً ان پر عمل شروع کر دیں ... اس طرح ہم مطمئن ہو جائیں گے .."

"انہوں نے آپ پر کئی اذیات لگائے ہیں ... لیکن الحال وہ سب سے پہلے یہ چاہتے ہیں کہ مصر کے گورنر عبد اللہ بن سعد:

ابی سرخ کو آپ معزول کر دیں، اس کی جگہ کسی اور کو گورنر مقرر کر دیں۔"

"اچھی بات ہے .. گیا انہوں نے کسی کا نام تجویز کیا ہے .."

"اس بارے میں یہری ان سے کوئی بات نہیں ہوئی، لیکن یہ رأیاں ہے کہ آپ مصر کا گورنر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیں .. وہ خوش ہو جائیں گے .. وہ انہیں پسند کرتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے ... میں ان کی گورنری کا فرمان لکھ دیتا ہوں .."

پھر انہوں نے دروازہ کھلتے دیکھا اور گھوڑے سوار باہر لفڑ نظر آیا، اس کے باوجود ایک کانفذ تھا ... وہ پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور باغیوں کے پاس پہنچا .. اس نے بلند آواز میں کہا۔

"لو .. سنو .. میں تم لوگوں کے لیے فرمان لکھوا لایا ہوں .. امیر المؤمنین نے گورنر پر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا ہے .. اب تو چھین کوئی اعتراض نہیں رہتا .. لہذا اب تم لوگ چل جاؤ .. قتنے اور فساد سے بیا ز آؤ۔"

"ٹھیک ہے .. آپ یہ فرمان ایسیں دے دیں .. ہم چلے گا .."

"آپ اندر آ جائیں اور مجھے تائیں ... انہوں نے کیا کہ جاتے ہیں ... آپ امیر المؤمنین سے کہیے گا .. ہمارے باقی مطالبات بھی ہلداں لیں اور فوراً ان پر عمل شروع کر دیں ... اس طرح ہم مطمئن ہو جائیں گے .."

"اچھی بات ہے .. تم چاؤ .. میں ان سے بات کروں

سکرین پر لفکر جاتے نظر آئے... گھوڑے پر سوار نے اپنا رخ پھر مدینے کی طرف کر لیا.. سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی، لیکن ساتھ ہی روزش ہو گئی اور اب اس سماں ایک درخت کے نیچے تاریکی میں کھڑا نظر آیا.. ایک گھوڑے سوار بیلا کی رفتار سے آتا نظر آیا.. اس کا سانس پھوٹا ہوا تھا.. اب اس سماں کے نزدیک پہنچ کر وہ گھوڑے سے اتر اور مشکل سے بولا:

”کام خراب ہو گیا.. ان بے وقوفی نے علی رضی اللہ عنہ کی بات مان لی... صرف مصر کی گورنری پر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا فرمان لکھوا کر واپس لوٹ رہے ہیں۔“

”اس طرح تو ہمارا منصوبہ پورا نہیں ہو گا...“ اب اس سماں جھٹا کر کہا۔

”ای لیے تو میں آپ کے پاس آیا ہوں... وہ لوگ مدینے سے واپس چل پڑے ہیں..“

”اس سے پہلے کہ وہ زیادہ فاصلہ طے کریں... مدینے کی طرف سے ایک آدمی کو روادہ کر دو... وہ دور سے ہی پر اسرار نظر آئے.. اس کے پاس ایک خط ہونا چاہیے... یہ خط امیر المؤمنین کی طرف سے ہونا چاہیے... میرا مطلب ہے... جعلی خط... نیچے اپنے لکھا ہوا آگے بڑھ گیا.. ایک نے بلند آواز میں کہا۔ المؤمنین کے جعلی دستخط ہوں... اب رہا مہر کا سلسلہ... اس غرض کے

لئے میں نے پہلے ہی تیاری کر لکھی ہے... جعلی مہر.. کیا سمجھے..“

”واہ.. بہت خوب! لیکن اس خط میں لکھا کیا ہو گا۔“

”امیر المؤمنین کی طرف سے مصر کے گورنر عبد اللہ بن ابی سرح کے تمام پیغام کہ جو نبی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگ یہاں پہنچیں، ان سب کو قتل کروادو.. ظاہر ہے... وہ اس آدمی سے یہ خط حاصل کر لیں گے اور اس کو پڑھ لیں گے.. پھر اس سے پوچھیں گے کہ خط تمہیں کس نے دیا ہے.. وہ کہے گا... امیر المؤمنین کے سیکرٹری نے دیا ہے... بس اس کے بعد یہ تنہوں لفکر پھر سے مدینے کی طرف مڑ جائیں گے۔“

”اگر وہ نہ مڑے۔“

”وہ ضرور مڑیں گے... میں خود مدینے کی طرف آ رہا ہوں... کوئی ایسی صورت حال دیکھی تو خود درمیان میں کوڈ پڑوں گے... لیکن منصوبے کو مکمل ضرور کروں گا... جاؤ... جلدی کرو... کہیں دیرتے ہو جائے۔“

گھوڑے سوار واپس روادہ ہوا.. سکرین ایک لمحے کے لئے تاریک ہوئی... پھر جو روزش ہوئی... تو تنہوں لفکر آگے آتے نظر آئے.. اس وقت ایک گھوڑے سوار بہت تیزی سے ان کے پاس سے لکھا ہوا آگے بڑھ گیا.. ایک نے بلند آواز میں کہا۔

”اے.. کون ہے.. رک جاؤ..“

جانے لگی.. آخراً ایک خداوس کے کپڑوں میں پچھا ہوا مل گیا۔

"واہ! یہ تو خط ہے... یہ کس کا خط ہے..."

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"یہ تو اب کون گاہ ہو گیا.. دیکھو خط میں کیا لکھا ہے۔"

خط کھولا گیا.. اس نے پڑھا لکھا تھا۔

یہ خط امیر المؤمنین کی طرف سے مصر کے گورنر کے نام ہے...

آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ جو نبی یہ قادی لشکر آپ کے پاس پہنچیں، ان سب کو قتل کر ادوا۔

"ارے یہ کیا.. یہ تو ہمارے قتل کا حکم ہے... اس کا مطلب

ہے... خلیفہ تم سے دھوکا کرنا چاہتا ہے... ایک طرف تو اس نے مصر

کی گورنری کا حکم نامہ لکھ کر ہمیں دیا.. دوسری طرف ہمارے قتل کا حکم

نامہ جاری کر دیا.. اب ہم وہیں مدینے جائیں گے... خلیفہ کو ہٹا کر

رہیں گے یا انہیں ثتم کر دیں گے..."

تینوں لشکر وہاں مرتے نظر آئے... اور پھر رات کی تاریکی

میں وہ مدینے میں داخل ہوئے.. مدینہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازوں

سے گوش اٹھا.. لوگ جاگ گئے اور دروازے اور کھڑکیاں کھول کر

دیکھنے لگے کہ یہ مسئلہ کیا ہے... انہوں نے ہزاروں فسادیوں کو تکلی

تمواریں لیے آتے دیکھا.. تو دم بخوب ہو گئے.. پھر ان فسادیوں نے

ایک گھر کو تھیر لیا.. گھر کی چھت سے کسی نے کہا۔

گھوڑے سوار یہ سن کر بھی نہ رکا اور آگے بڑھتا رہا.. اب کسی نے چیز کر کہا۔

"اے پکڑو! یہ ضرور کوئی جاسوس ہے... کہیں ہمارے خلاف کوئی سازش تھی ہو رہی ہو۔"

چند گھوڑے سوار اس کی طرف سر پٹ دوڑے اور اسے جالیا.. اسے گھیر لیا گیا۔

"کون ہوتم۔"

"مم.. میں.. میں ایک مسافر ہوں۔"

"کہاں چارہ ہے ہو۔"

"مصر جا رہا ہوں۔"

"ہمیں تم پر شک ہے.. ہم تمہاری حلاشی لیں گے۔"

"نہ نہیں... میرے پاس کچھ نہیں ہے... آپ مجھے پریشان نہ کریں۔"

"اگر تمہارے پاس کچھ نہیں ہے تو پھر پریشانی کسی.. حلاشی دو اور چلے جاؤ۔"

"نہیں نہیں... میرا بانی فرمایا کہ میری حلاشی نہ لیں.. میرے پاس کچھ نہیں ہے۔"

"اس کی اچھی طرح حلاشی الو۔"

اب ان لوگوں نے اسے گھوڑے سے اتار لیا اور حلاشی کی ایک گھر کو تھیر لیا.. گھر کی چھت سے کسی نے کہا۔

"کیا بات ہے... تم لوگ پھر کیوں آئے ہو... میں نے تو تمہاری پسند کے آدمی کو مصر کا گورنمنٹر کر دیا ہے۔"

"ہم آپ سے کوئی بات نہیں کر سکتے... آپ علیؑ کو پیغام بھیج دیں گے... وہ ہم سے بات کریں۔"

"ایچی بات ہے... میں غلام کے ذریعے پیغام بھیجا ہوں... تم لوگ سبکر کرو۔"

"ہم بہت سبکر چکے... اب اور سبکر نہیں کریں گے..."  
ادھر سے کوئی جواب نہ دیا گیا... ایک گھوڑے سوار وہاں سے روانہ ہوتا نظر آیا... پھر وہ گھوڑے سوار ان کی طرف آتا نظر آیا جس نے پہلے ان سے بات کی تھی... نزدیک آ کر اس نے سخت لگے میں کہا۔

"یہ کیا... تم پھر آ گئے۔"

"ہاں اے علیؑ! ہم پھر آ گئے۔"

"لیکن کیوں... وہ بلند آواز میں یوں لے۔"

"ہم جا رہے تھے؛ مصر کی طرف... لیکن اس وقت ہم نے مدینے سے ایک شخص کو آتے دیکھا... ہمیں اس پر شک گزرا... ہم نے چانے والے ایک شخص سے برآمد ہوا ہے... اس میں آپ کی طرف اسی روک لیا، اس کی علاوی لی... اس کے پاس سے ایک خط برآمد ہوا... سے لکھا ہے کہ جب یہ لوگ مصر پہنچیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔"  
وہ خط امیر المؤمنین کی طرف سے مصر کے گورنر عبد اللہ بن سعد بن سرما کے نام... اس میں لکھا ہے جب یہ سب لوگ آپ کے پاس پہنچیں تو

انہیں قتل کر دیا جائے۔"

"کیا... نہیں۔" گھوڑے سوار نے چلا کر کہا۔

"آپ خود خط دیکھ لیں۔"

گھوڑے سوار نے جلدی جلدی خط پر خط... پھر بولا۔

"اچھا! میں یہ غلیقہ کو دکھانا ہوں... پہلے تو یہ لکھنا ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔"

"ایچی بات ہے... آپ ان سے بات کر لیں، لیکن ہم واپس نہیں جائیں گے۔"

"پہلے مجھے بات کرنے دو۔" اس نے سخت لمحے میں کہا۔  
اب وہ پھر غلیقہ کے دروازے پر پہنچ... دستک دی تو اندر سے آواز سنائی دی۔

"ہاں! کون ہے۔"

"یہ میں ہوں علیؑ ابن ابی طالب۔"

"ہاں! کیا رہا... یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔"

"ان کے پاس ایک خط ہے... مدینے سے مصر کی طرف اسی روک لیا، اس کی علاوی لی... اس کے پاس سے ایک خط برآمد ہوا... سے لکھا ہے کہ جب یہ لوگ مصر پہنچیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔"

"کیا... نہیں... میں نے ایسا کوئی خط نہیں لکھا۔"  
"اس خط پر آپ کی مہربانی ہے۔"

"اس کے باوجود میں نے وہ خط نہیں لکھا.."  
 "اچھا! میں بلوائیوں سے بات کرتا ہوں... مجھے یقین  
 ہے... یہ خط آپ نے نہیں لکھا.. یہ ضرور سازش ہے۔"  
 اب گھوڑے پر سوار بلوائیوں کی طرف آیا اور بلند آواز میں  
 بولا۔  
 "دیکھو! میں جھیس یقین دلاتا ہوں... یہ خط امیر المؤمنین نے  
 نہیں لکھا۔"  
 "ہم اس بات پر یقین نہیں کر سکتے... یہ خط انہیوں نے تھا  
 لکھا ہے... اب ہم ان کا خون بھائے بغیر نہیں جائیں گے... آپ  
 ہمارا ساتھ دیں... اس کام میں ہماری مدد کریں۔"  
 "تمہارا دماغ خراب ہے... میں اور اس کام میں تمہارا  
 ساتھ دوں گا۔"

سب پھر آپ نے ہمیں خط کیوں لکھتے تھے... طلخا اور زیر  
 نے خط کیوں لکھتے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اب بہت بڑھے ہو گئے  
 ہیں... خلافت ان کے بس کاروگ نہیں رہ گئی... لہذا تم لوگ آجائو.  
 ہم مل کر انہیں خلافت سے ہٹا دیں گے۔"  
 "یہ فضول کی باتیں ہیں... ہم نے اینا کوئی خط نہیں  
 لکھا... نہ طلخا اور زیر نے کوئی ایسے خط لکھتے..."  
 "ہمارے پاس وہ خط موجود ہیں۔"

"خط تو تمہارے پاس یہ بھی موجود ہے... لیکن یہ خط بھی  
 غیف نے نہیں لکھا... وہ ایسا نہیں کر سکتے..."  
 "آپ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔"  
 "تب پھر میں چلا۔"  
 "ہاں! آپ جائیں... ہم اپنا کام خود کر لیں گے۔"  
 گھوڑے سوار نے باگ موزلی... سکرین تاریک ہو گئی۔  
 "ڈرامہ بھروسہ... ابھی اگلی کیست نہ لگا۔... ہم ڈرامہ  
 میں کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔" ایسے میں انپکڑ جمشید کی آواز اپنی۔



## ساتھ ساتھ

وہ سب اپکر جشید کی طرف دیکھتے گے۔

”اس محالہ میں چند باتیں بہت عجیب چلی آ رہی ہیں۔“

لیکن یہ فلم دیکھنے کے بعد محالہ بہت واسع ہو جاتا ہے۔ تاریخ ہمیز ہے۔ وہ باوجا ایک باتیں نہیں کہہ رہا۔

اس بات کا جواب نہیں دیتی کہ وہ خط کس نے لکھا۔ اس پر مہر کس۔ رگاں تھیں۔ پکھہ مورخوں نے یہ کام مرداں بن حکم کا لکھا ہے۔ یہ مرداں پیونک کر کہا۔

”بیس تو پھر... یہ سارا کیا دھرا صرف اور صرف ابن سما کا ہی۔ بن حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشیر تھے۔ ان کے رشتے دار تھے۔ تاریخ کی کتابوں میں چونکہ مختلف باتیں ہیں اس لیے یقین۔ تھا۔ اس میں جن دوسرے لوگوں کے نام لے گئے ہیں ان کا ہاتھ ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ واقعی مرداں بن حکم نے لکھا تھا۔ یہ فلم ہمیں تباش تھا۔ یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اسے ایسا ہے کہ عبد اللہ بن سبانے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مہربانی ہو کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ مخالف لوگ یا وجہ اسے ان معاملات میں تھی۔ لہذا یہ خط اس نے لکھا تھا۔ پھر یہ غور کے قابل ہے۔ حضرت الجماتے ہیں۔ جب کہ یہودیوں کی مہربانی کہ وہ ہمیں تاریخ ایک علی رضی اللہ عنہ نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں نے انداز میں دکھار ہے ہیں۔“

”ہوں۔۔۔ سمجھی بات ہے۔“ اپکلہ کام مرزا ابو لے۔

کو خط لکھتے تھے۔۔۔ لیکن وہ ایسے خطوط کا ذکر کرتے ہیں۔۔۔ جوان میرا خیال ہے۔۔۔ اس وقت ہمیں بہت کم محسوس ہو رہی ہے۔ طرف سے انہیں ملے تھے۔۔۔ یہ اب خلیفہ رہنے کے قابل نہیں رہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت زیرؓ نے بھی ایسے خطوط لکھنے سے انکار کیا تھا۔ اپنے تبرہ پھر کر لجئے گا۔۔۔ اب اگلی فلم دیکھ لیتے ہیں۔“ محمود نے بے

تباہ اندراز میں کہا۔

”ہاں! نحیک ہے، چلو بھی کیسٹ لگاؤ۔“

سکرین روشن ہو گئی... ہزاروں لوگ تلکواریں لہراتے نظر آئے... اور ان سب نے ایک گھر کے گرد گھر اڑاں ل رکھا تھا... ایسے میں چھٹ پر ایک آدمی نظر آیا، اس نے بلند آواز میں کہا:

”لوگو! میری بات سن لو.. تم مجھے کیوں قتل کرتا چاہے ہو...“

میں نے کیا جرم کیا ہے... تم نے میرے گھر کو کہتے توں سے ٹھیکر کو میں نے پانی اور کھانے کی کوئی چیز تک اندر نہیں آنے دیتے... تم مجھے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے بھی روک دیا ہے... کیا تمہیں یہ نہ پہنچائی ہے؟ میں اسے نہیں اتار سکتا۔“

”جب پھر ہم نہیں جائیں گے... آپ کو قتل کر کے رہیں گے...“ ”تم مالک اشتہر ہوں... ہاں۔“ ”میرا بھروسہ اللہ پر ہے۔“ ”میرا بھروسہ اللہ پر ہے۔“

ان افالاٹ کے ساتھ وہ غصہ چھٹ پر سے ہٹ گیا... بلوائی پانی کا بس ایک کنوں تھا، وہ کنوں ایک یہودی کی ملکیت تھا... مسلمانوں کو پانی نہیں لینے دیتا تھا... یا فروخت کرتا تھا، اس۔ رہ لئے گے... تکواریں لہرانے گے... پھر ان میں سے چند مسلمانوں کو سخت تکلیف ہی... میں نے وہ کنوں خرید کر مسلمانوں... اندھرے پکھہ آوازیں بلند ہوئیں... آخر لیے وقف کیا تھا، آج تم مجھے اس کنوں سے پانی نہیں پہنچنے دیتے، وہ اپس آتے نظر آئے... ان کی تکواریں خون میں ڈوبی ہوئی تھیں... لوگوں کو کوکیا ہو گیا ہے... یا ورکھو، تم لوگوں نے اگر میرا خون بہایا تو، ہر لکھتے ہی وہ پکارے۔

”ہم نے غلیف کا کام تمام کر دیا... ہم کا میاب ہو گے۔“ ”اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی... اس طرح صدر دع ہو جائیں گی... جو کبھی ختم نہیں ہوں گی... اس طرح صدر

کمزور پر جائیں گے... دشمن کا رعب ان پر چھا جائے گا... سوچو تم کیا کرنے جا رہے ہو... تم کے قتل کرتا چاہتے ہو۔“

چند لمحے تک فسادی خاموش گھرے رہ گئے، شاید اس تقریب کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا... آخر وہ چلا اٹھے۔

”ہم کچھ نہیں جانتے... ہم کچھ نہیں جانتے... آپ بس خلافت چھوڑ دیں... آپ اس کے قابل نہیں ہیں... ہمارے سردار عبد الرحمن بن عدلیں اور عاصی بن حرب کی کامیابی فصلہ ہے۔“

”اس کا جواب بھی سن لو... خلافت کی یہ قیص مجھے اللہ تعالیٰ ہے...“

”میں اسے نہیں اتار سکتا۔“

”جب جگ کم پڑ گئی تھی، مسلمانوں کی تعداد اوزیادہ ہوئی... تو میں نے مسجد کے لیے زمین خرید کر دی تھی، آج تم مجھے اُن مل مالک اشتہر ہوں... ہاں۔“

”میرا بھروسہ اللہ پر ہے۔“

ان افالاٹ کے ساتھ وہ غصہ چھٹ پر سے ہٹ گیا... بلوائی

پانی کا بس ایک کنوں تھا، وہ کنوں ایک یہودی کی ملکیت تھا... مسلمانوں کو پانی نہیں لینے دیتا تھا... یا فروخت کرتا تھا، اس۔

رہ لئے گے... تکواریں لہرانے گے... پھر ان میں سے چند

مسلمانوں کو سخت تکلیف ہی... میں نے وہ کنوں خرید کر مسلمانوں... اندھرے پکھہ آوازیں بلند ہوئیں... آخر

لیے وقف کیا تھا، آج تم مجھے اس کنوں سے پانی نہیں پہنچنے دیتے، وہ اپس آتے نظر آئے... ان کی تکواریں خون میں ڈوبی ہوئی تھیں... اس طرح صدر

کوکیا ہو گیا ہے... یا ورکھو، تم لوگوں نے اگر میرا خون بہایا تو، ہر لکھتے ہی وہ پکارے۔

”ہم نے غلیف کا کام تمام کر دیا... ہم کا میاب ہو گے۔“

”اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی... اس طرح صدر

ہو گئی... اور عبد اللہ ابن سبیا ایک عالی شان کرے میں بیٹھا نظر آیا... اس کے پڑپرے پر فخر اور غرور تھا... خوش تھی، آنکھیں چمک رہی تھیں... ایسے میں تین آدمی اندر آئے... ان کے پڑپرے بھی دمک رہے تھے۔

”ہاں! کیا خبریں ہیں۔“

”عثمان شہید کر دیئے گئے... انہیں شہید کرنے والوں کے نام ہیں... عبد الرحمن بن عدیلیں، کنان بن بشیر، عمرو بن عقبہ، عمر بن حنبلی، سروان بن عاقفی۔“

”بہت خوب! اس کے بعد کی خبریں شاؤ۔“

”مسلمانوں نے علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ جن بنا ہے... اکسلٹے میں ہمارے ساتھیوں مالک اشتر اور حکیم بن جبلہ و قیرہ نے اتنا کروارادا کیا ہے، پہلے انہیوں نے ہی بیعت شروع کی تھی... عثمان دفن کرنے والے چند آدمی تھے... وہ بھی رات کی تاریکی میں لے گئے تھے... اب ہمارے سارے ساتھی علی رضی اللہ عنہ کے گرد ہیں... سب سے پہلے خلافت کی بیعت کرنے والے بھی وہی لوگ تھے... مدینے کے لوگوں نے ان کے بعد بیعت کی۔“

”بہت خوب! یہ کام ہماری خواہش کے مطابق ہوا ہے... اب سنو... کچھ میں یہ خبر پھیلا دو کہ عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے... علی خلیفہ جن بنا گیا ہے... لیکن ابھی تک عثمان کے قاتمتوں کو گرفتار نہیں گیا... اور یہ بھی شوہر چھوڑ دو... لوگ زور و شور سے عثمان کے قاتم-

کی گرفتاری کا مطالبہ کر رہے ہیں... سنو... مسلمانوں کی ماں عائشہ نے کرنے کیلئے کمی ہوئی ہیں... انہیں عثمان سے بہت لگا تھا... جب وہ یہ خبر میں گی تو اسکے میں رہ جائیں گی... وہیں ان کے ذہن میں یہ بات جنم جائے گی کہ عثمان کے قاتل کیوں نہیں پکڑے گے... جب کہ وہ ابھی مدینے میں موجود ہیں... اب جب کہ علی خلیفہ بن عکے ہیں... تو قاتل پکڑے جانتے چاہئیں... اولہ شام میں بھی یہ شور پھاڑو... امیر معاویہ کو علی پہلے ہی اچھا نہیں سمجھتے... جب امیر معاویہ کی طرف سے مطالبہ کیا جائے گا کہ عثمان کے قاتل پکڑے جائیں تو معاملہ کرم ہو گا۔“

”وہ کیسے... اس طرح تو معاملہ دب جائے گا۔“ ایک نے کہا۔

”دب کیسے جائے گا... ہمارے سارے ساتھی علی کے گرد موجود ہیں... ان کی موجودگی میں قاتمتوں کی گرفتاری آسان کام نہیں ہے... بہت مشکل ہے... علی خوار آیہ کام نہیں کر سکیں گے... وہ دعہ کریں گے... لیکن ہم ان کے دعے کے کوئی مثال کا نام ویسیں گے... ہم انہوں نیں پھیلا میں گے کہ ہاں مثال سے کام لیا جا رہا ہے... خلیفہ قاتمتوں کو گرفتار کرنا بھی نہیں چاہتے۔“

”یہی تو ہم کہتے ہیں... اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا... اس

”تم بے وقوف ہو... ہمارے ساتھی نہیں پکڑے جائیں گے۔“

”تم بے وقوف ہو... ہمارے ساتھی نہیں پکڑے جائیں گے۔“

گے... انہیں اندر جاتے اور باہر آتے کسی نے تمیں دیکھا.. کسی نے اگر دیکھا ہے تو محمد بن ابی بکر کو دیکھا ہے... وہ پکڑا جاتا ہے اور بدے میں قتل کر دیا جاتا ہے تو کر دیا جائے... ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا... اصل مسئلہ ایسا ہے یہ اور مغلیٰ کا ہے۔"

"کیا مطلب۔"

"ان دونوں کو لڑانا ہے بے وقف... درہ مسلمانوں کا شیر ازہ کس طرح بکھرے گا... ہمیں عثمان سے کوئی دیکایت نہیں تھی... کوئی اکلیف نہیں تھی... انہیں قتل کرنے کی کوئی ضرورت تھی... یہ ضرورت صرف اس لیے تھی کہ مسلمان آپس میں لڑا کر مریں گے... اب تم دیکھی لو گے... ان میں ایسی آگ بہار کے گی... جو کبھی نہ بچھے گی... اور ابھی تو میں اور کام کروں گا... تم سے جو کہا ہے... میں کرو۔"

"بہت اچھا... میں اسی وقت اپنے آدمی کے اور شام کی طرف روان کر رہا ہوں۔"

"بس لمحک ہے... دیسے اس بار ایک شکر میں میں خود بھی موجود رہوں گا... ہمارے جو ساتھی شام میں موجود ہیں... شامی شکر میں انہیں بھی شامل ہو جانا چاہئے... اس لیے کہلی تیر دست کو شر یہ ہو گی کہ صلح ہو جائے جنک تھے... عائشہؓ کی کوشش بھی بیکی ہو گی... عثمان کے قاتم کو گرفتار کیوں نہیں کیا، کیا عثمان کا خون یوں بھی رائیگاں اس لیے دونوں شکروں میں ہمارے آدمی موجود ہوئے چاہئیں... اس جائے گا۔"

چاؤ۔"

سکرین تاریک ہو کر پھر روشن ہوئی... ایک بڑا شکر ہاتھ اٹھ آیا... پھر دسری طرف سے دوسرا شکر ہاتھ نظر آیا... پہلے شکر میں ایک ادٹ پر کوئی خاتون بیٹھی نظر آئی... وہ گورت کہری تھی۔  
"چلو بھادرو! ہم مدینے پہنچ کریں وہ لیں گے... عثمان کے خون کا بدل لیں گے یا مطہی قاتم کو گرفتار کریں گے۔"

"ان شاء اللہ۔" سب نے کہا۔

اور شکر کی رفتار تجز ہو گئی... دسری طرف کا شکر بھی آئے بڑھتا نظر آیا... اس میں کسی نے کہا:  
"امیر المؤمنین... اماں عائشہ کا شکر ہمارے قریب آپنچا۔"  
"اللہ اپنا رحم فرمائے... جو میں خیں پاہتا تھا... وہ ہورہا ہے... اللہ اپنا رحم فرمائے... میں انہیں سمجھانے کی پوری کوشش کروں گا۔"

پھر سکرین پر دونوں شکر آئے سامنے نظر آئے...

"اماں! آپ اس شکر کو لے کر اس لیے آئی ہیں... میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔"

"میں اس لیے آئی ہوں اے علیؓ... کہ آپ نے اب تک

عثمان کے قاتم کو گرفتار کیوں نہیں کیا، کیا عثمان کا خون یوں بھی رائیگاں اس لیے دونوں شکروں میں ہمارے آدمی موجود ہوئے چاہئیں... اس جائے گا۔"

"دشمن! میں انہیں گرفتار کروں گا... لیکن میری کچھ مشکلات ہیں... میں پہلے ان مشکلات پر قابو پاتا چاہتا ہوں... جو نی خالات میرے قابو میں آئے، میں ان پر ہاتھ دال دوں گا... اور پھر آپ دیکھیں گی کہ میں ان کے ساتھ کوئی رحمات نہیں کر دوں گا۔"  
"لیکن ہم نے سنائے... آپ ان کے قاتلوں کو گرفتار کرنے میں بحیرہ نہیں ہیں۔"

"میں بحیرہ ہوں آپ مجھے کچھ محفلات دیں... مسلمانوں کو آپس میں لڑانے سے حالات اور خراب ہوں گے... مسلمانوں کی طاقت کمزور ہوگی۔"  
"میں یہ بات جانتی ہوں اور میرا خیال ہے..."  
"میں اس لئے لشکر سے شور بلند ہوں...  
"علی کے لشکر نے حملہ کر دیا... حملہ کر دیا..."

پھر تیر سناتے ہوئے سروں پر سے گزد گئے... اوہرواں لشکر میں بھی شور بلند ہا... عائش کے لشکر نے حملہ کر دیا... حملہ ہو گیا...  
اوہم سے بھی تیر بر سائے جانے لگے... اور پھر تو دونوں لشکر آپس میں مکرا گئے... تکواریں چکنے لگیں... ترپنے لگیں... وہ بلند ہو گئیں...  
بیچ آئیں اور پھر وہ ابھریں تو خون میں نہایی ہوئی تھیں... ہر طرف بیچ دیکھاں گے... پھر اچانک عائشہ کی فوج کے پاؤں اکھر تے نظر آئے... ایسے میں دوسری طرف سے آواز ابھری۔

"بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے... نہ انہیں قتل کیا جائے... کسی کے ساتھ کوئی ظلم نہ کیا جائے..."  
سکرین تاریک ہو کر پھر روشن ہو گئی... عبداللہ ابن سبا ایک جنگل میں گھوڑے پر بیٹھا نظر آیا... کچھ گھوڑے سوار اس کی طرف آتے نظر آئے...  
"لا ای شروع ہوتے ہی میں نکل آیا تھا... تھیں اس سے غرض نہیں کہ اس لا ای میں کون بیٹھا کون ہارا۔ کس کا کتنا تقاضاں ہوا...  
یا ماں ایک کے لشکر میں سے کتنے آدمی مارے گئے... یا علی کے لشکر میں سے کتنے آدمی مارے گئے... مجھے صرف یہ بتا دو... آخر میں کیا ہوا...  
کل کتنے آدمی مارے گئے... یہ جاننا چاہتا ہوں میں تو بس۔"

عبداللہ ابن سبا کی آواز میں تبردست گونج تھی... اس کی آنکھیں مارے جو شکر کے باہر کو اٹل آئی تھیں... آنے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"دونوں طرف کے قریباً گیارہ ہزار آدمی مارے گئے... زیگ الگ ہیں... ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے... لا ای کے اختتام پر عائشہ کے پاس گئے اور یوں لے اماں! آپ کا کیا حال ہے... اللہ آپ کی غلطیوں کو معاف کرے... عائشہ نے یہ سن کر کہا میں تھیک ہوں... اللہ آپ کی غلطیوں کو بھی معاف فرمائے... اس کے بعد علی نے انہیں حقافت سے لے کر پہنچانے کا حکم دیا ہے... انہوں نے عبداللہ

ہن عجائب کو بصرے کا گورنمنٹر کیا ہے.. ایک جملہ عائشؓ نے یہ کہا ہے کہ کاش میں اس واقعے سے 20 سال پہلے مر گئی ہوتی... یعنی جملہ علیؑ نے کہا.. بہر حال اب دونوں میں صلح ہوتی ہے.. دونوں گوبہت فلکن ہیں.. ”

”آج تک میں نے جھنی کوشیں کی ہیں... یہ ان میں سب سے بڑی اور کامیاب کوشش تھی... ایک ہی وار میں گیارہ ہزار مسلمانوں کا صفائی ہوا گیا اور ہمارا کیا گیا.. ہمارا تو ایک آدمی بھی ضائع نہیں ہوا... اسے کہتے ہیں کامیابی... لیکن اب اس سے اگلا مرحلہ زیادہ مشکل ہے.. جانتے ہو... اب کیا ہو گا۔“

”کیا ہو گا..“ وہ ایک ساتھ یوں لے۔

”علیؑ اب امیر معاویہؓ کی طرف توجہ دیں گے.. ان سے کہیں گے... وہ ان کی بیعت کریں... وہ بیعت کریں گے نہیں.. مطالب کریں گے کہ پہلے ہمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ان کے خواہے کیا جائے... اور علیؑ رضی اللہ عنہ سے سب سے پہلے بیعت ہمارے ساتھیوں نے کی ہے... جو ہمان کے قتل میں شریک رہے ہیں اور اس وقت سب سے بڑھ کر وہی ان کے حاصل ہے... پھر ان کے ساتھیوں میں شال میں آگ لگادیں گی... دمشق میں ہمارے جو ساتھی ہیں...“

”نهایت ہوشیاری سے امیر معاویہؓ کے لشکر میں شامل ہو جائیں...“ کوفہ بصرے اور مصر میں ہمارے جو ساتھی ہیں وہ پہلے ہی علیؑ کے لشکر ہزار کے قریب لوگ موجود ہیں... یہ سب کے سب سے بگڑ جائیں میں شامل ہیں..“ وقت والے ساتھیوں کو کرتا یہ ہے کہ وہ انتقام کی رث گے... ان حالات میں علیؑ یہ کسی طرح پسند نہیں کریں گے... لہذا لکائے رکھیں... جہاں جائیں... جس سے بات کریں... بس یہی کر دونوں ایک دوسرے کے سامنے آئیں گے... اسکے بعد...“

اپنے لشکر کے ساتھ... معاویہؓ کے پاس سامنہ ستر ہزار کی فوج ہے... علیؑ کے پاس اسی فوج سے ہزار کی فوج ہو جائے گی... وہ اپنے گورنزوں کے ذریعے ادھر ادھر سے فوج ملکوں میں گے... اس طرح دونوں لشکر لا ایسی پر آمد اہوں ہوں گے... لیکن چونکہ... دونوں طرف مسلمان ہیں اس لیے ان سب کی کوشش ہو گی کہ کسی طرح لا ایسی فوج جائے... اور ہماری کوشش کیا ہو گی بھلا۔“ یہاں تک کہ کر عبد اللہ بن سبار ک گیا... اس کے پھرے پر پھر ایک شیطانی سکراہت ناچنے لگی۔

”ہماری کوشش یہ ہو گی کہ یہ لا ایسی کسی طرح نہ ٹلتے... ہو کر رہے... اگر ہم نے انہیں لڑا دیا... تو اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو گی... ہزار ہماں مسلمان ہمارے جائیں گے... اس طرح مسلمان کمزور ہو جائیں گے اور ہمیں چھلنے پھولنے کا موقع ملے گا... اب سوال یہ ہے کہ یہ لا ایسی نئے نہ... اس کے لئے ہم کیا کریں... میرے ذہن میں تدبیریں ہیں... اگر تم نے احتیاط سے کام لیا... تو وہ تدبیریں مسلمانوں میں آگ لگادیں گی... دمشق میں ہمارے جو ساتھی ہیں...“

”نهایت ہوشیاری سے امیر معاویہؓ کے ساتھیوں نے کی ہے... جو ہمان کے قتل میں شریک رہے ہیں اور اس وقت سب سے بڑھ کر وہی ان کے حاصل ہے... پھر ان کے ساتھیوں میں شال میں آگ موجود ہیں... یہ سب کے سب سے بگڑ جائیں ہزار کے قریب لوگ موجود ہیں...“

”کافی طرح پسند نہیں کریں گے... لہذا لکائے رکھیں... جہاں جائیں... جس سے بات کریں... بس یہی کر دونوں ایک دوسرے کے سامنے آئیں گے... اسکے بعد...“

خیفہ ہیں کہ کسی سے نہیں ہوتے... ان کے قاتل ان کے اروگر موجود ہیں اور وہ ان پر ہاتھ نہیں ڈالتے... ہے کوئی تک.. اب اس کا حل یہ ہے کہ طاقت کے ذریعے ان سے اپنا مطالبہ منوازا جائے... ہمارے امیر کو چاہئے... وہ ان سے قاتلوں کا مطالبہ زور شور سے کریں... وہ بھی نہیں پکارے جائیں گے... اس طرف تو ہمارے آدمی یہ کام کریں گے... دوسری طرف علیٰ کے لٹکر میں شامل لوگ یہ باتیں کریں گے... دیکھو جی... یہ کیسا شخص ہے امیر معاویہ... تمام مسلمان حضرت علیٰ سے بیعت کر چکے ہیں... اپنا خلیفہ چن پکے ہیں... لیکن اس نے اب تک بیعت نہیں کی... کیا یہ بغاوت نہیں ہے... کھلی بغاوت ہے اور اس بغاوت کا انہیں حرہ چکھانا ضروری ہے... جب تک علیٰ ان پر چڑھائی نہیں کریں گے... وہ بیعت نہیں کریں گے اور جب تک... بیعت نہیں کریں گے... مسلمان سکھ اور چین کا سانس نہیں لے سکتیں گے... جس طرف کے لوگ یہ باتیں پھیلاتے رہیں... بہت جلد ملک پڑھنے تھے... ایسے میں پروفیسر داؤد کے منزے اکا: دنوں لٹکر ایک دوسرے کے مقابلے میں آ جائیں گے... جب لٹکر آئے سامنے آ جائیں اس وقت اور زیادہ ان پاؤں کی ضرورت ہوگی، لیکن ان لوگوں کی سازشوں سے ہوں تھیں۔

دوںوں فریقوں کو احساس نہ ہو سکے کہ وہ کسی کی سازشوں کے جال میں پوری طرح آچکے ہیں۔ یہاں تک کہ کر عبد اللہ ابن سبارک گیا۔ "ٹھیک ہے سردار... ہم سمجھ گئے اور آپ غفران کریں... آپ کی ہدایات ایک ایک کارکن تک بخوبی پہنچ جائیں گی... علیٰ اور معاویہ کو تو اپنی اپنی پڑی ہے... وہ ہماری طرف کیا دھیان دے سکیں گے۔"

"ہاں ایسی بات کی ہے... اب تم لوگ چاؤ... اور ہاں میں فو بھی علیٰ کی قوچ میں موجود رہوں گا... اپنے ساتھیوں کی کارگزاری آنکھوں سے دیکھوں گا... یہ بات بھی سب لوگوں کو بتادی جائے۔"

"مبت اچھلا... کیا اب ہمیں اجازت ہے۔"

"ہاں ایا اکل۔"

سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی... وہ سب سکتے کے عالم میں پڑھنے تھے... ایسے میں پروفیسر داؤد کے منزے اکا: "اف مالک... یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں... مسلمانوں میں آئے سامنے آ جائیں اس وقت اور زیادہ ان پاؤں کی ضرورت ہوگی، لیکن ان لوگوں کی سازشوں سے ہوں تھیں۔"

کیونکہ ہر بارے مسلمان دنوں کی آپس میں صلح کرانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے... خود علیٰ اور معاویہ یہ بھی جگ ٹھیک نہیں چاہیں گے... لیکن ہم جگ اور صرف جگ چاہے ہیں... مسلمانوں کا شیراز... لکھیر نے کیلئے یہ بہت اہم ہے... اور جسے داری کی باتیں ہیں کہ بعد دیکھیں گے۔"

"کوئی جواب نہ ملے... شاید انہیں بات چیت سے روکا گی تھا.. وہ بال سے نکل آئے.. دن خوب روشن تھا.. آٹاں بانکل ہیں.. نہ میں تحقیق کرنے کی ضرورت رہ جائے گی.. نتیجہ یہ کرنے ساف تھا... لیکن یہاں موسم گرم نہیں تھا.. نہ سردی کا احساس ہے.. کیونکہ یہ کیش تصویر کے اس رنگ کو دکھارنی ہیں جو تھا.. پاپنڈہ پلا آ رہا ہے..."

"تب پھر ایک تجربہ پیش کرتا ہوں۔" شوکی کی آواز ابھری۔  
لباس کے ہیں... فی الحال تو صرف ہمارا یہاں سے نکل جانا ممکن نہیں آتا۔"  
"ہاں! ضرورت..." انہوں نے اس کی طرف دیکھا۔  
"ہم یہاں سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں... اور کیش  
دیکھنے کا ہے.. ہم دیکھنے میں بھی تو انجھے ہوئے ہیں۔"

"ہاں! اگر نہیں یہ کیشیں نہ دیکھنا ہوں... تو ہماری پورا یہ کہنا آسان ہے.. کرنا مشکل... ان کیش کی دلچسپی توجہ یہاں سے نکلنے کی طرف جائے گی... اس صورت میں ضرور کوئی ایں دیکھنے پر مجبور کرو رہی ہے دوسرا طرف ابھی نہ تو راستا ملا ہے کہ کوئی صورت نکل آئے گی... دوسرا طرف تجھی چاہتا ہے... یہ کیش کیش لے جانے کی کوئی صورت نظر آئے۔"

بھی ضرور دیکھنی جائیں... یہ تاریخ کا وہ حصہ ہیں... جو دنیا "ہولہ... تب پھر دنوں کام ساتھ ساتھ ہی تھیک ہیں... آنکھوں سے اوپر رہا ہے... یہ بہت کم تاریخ کی کتابوں میں ذکر ہے جب موقع ہو گلا.. کریں گے... مخلائق کی راستا نظر آ جاتا ہے اور کیا ہے... وہ بھی وضاحت سے نہیں... ایک مریبوط سازش کے قرآنی صورت کیش لے جانے کی بن جاتی ہے... تو ہم پہلے اس طرف نہیں... بس پیش آنے والے واقعات کے سلسلے میں ذکر آ رہا ہے... آج ہیں گے... تو اس وقت ہم راستے کی طرف توجہ رہے رہے ہیں... عبد اللہ ابن سبأ اور اس جیسے چند لوگوں پر بات قاعدہ ریسرچ کی ضرورت تھک جائیں گے... قہاں میں پہنچیں گے..."

تمی... لیکن مورخ حضرات نے یہ کام نہیں کیا... جس طرح واقعہ... میں اس لمحے انہوں نے ایک باریکی آواز سنی... ان کے پیش آئے انہوں نے تو بس اسی طرح لکھ دیا... تجربے اور تحقیقات کمترے ہو گئے... وہ خاموشی سے نکتے رہے... یہاں تک کہ

آواز بند ہو گئی۔

"فرزاد یہ کسی آواز تھی .." ان پکڑ جشید بے چین ہو گئے۔

" غالباً راکنڈوم کی۔" فرزاد بڑا اپنی۔

"لیکن ہمیں راکنڈوم نظر نہیں آیا۔" غالباً اس وقت راکنڈا

اترا ہے... اور آس پاس میں کہیں اترتا ہے۔" ان پکڑ کا مران حمزہ  
حران ہو کر کہا۔  
"اپنے اس کیا کہا۔"

"خدا کا شکر ہے۔"

"خدا کا شکر ہے۔" "منور علی خان... آپ نے سندا... پرو فیسر صاحب نے کیا  
کہا ہے۔" "میرا خیال ہے... راکنڈوم اسی دیوار کی دوسری طرف ہے۔" رفعت نے حمزہ  
بڑھا۔

"افسوس! ہم دیوار کے اس طرف نہیں دیکھ سکتے۔"

"ہم... ہم دیکھیں گے... ہمیں دیکھنا ہو گا... " پرو فیسر دیکھا۔  
داؤ دیکھا۔

"داؤ... دونوں۔"

"دونوں کیسے۔"

"آج تر کیسے... پرو فیسر انکل کیسے؟" فردت نے حمزہ

کہا۔

"مجھے نہیں معلوم... منور علی خان بتا سکیں گے۔" پرو فیسر  
داؤ نے فردت کو گھورا۔

"مل... لیکن... آپ مجھے گھور کیوں رہے ہیں۔"

"حد ہو گئی... اب میں تمہیں گھوروں بھی نہ... لے دے  
تھے ہیں۔" ایسے میں رفعت کی آواز سنائی دی۔  
یہاں اور کام ہی کیا ہے۔" پرو فیسر داؤ دبو لے۔

"آپ کا مطلب ہے... یہاں تکیں بس گھورنے کا کام

"ہاں! اور کیا... وہ مسکراتے۔"

"خدا کا شکر ہے آپ مسکراتے تو۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"ایک بار اور خدا کا شکر ادا کرو... یہ لو میں پھر مسکرا رہا

ہوں۔" انہوں نے ہس کر کہا۔

"خدا کا شکر ہے۔"

"خدا کا شکر ہے۔" "منور علی خان... آپ نے سندا... پرو فیسر صاحب نے کیا  
کہا ہے۔"

"تنہ... ہاں... وہ ہنگلاتے۔"

"یہ آپ نے نہیں کہا ہے یا ہاں۔" رفعت نے حمزہ ہو کر

"یہ آپ نہیں کہا ہے۔"

”اوہ اوہ۔“ فرزانہ کی آواز حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

”کیا ہوا ہمیں... خیر تو ہے۔“

”میرا مطلب ہے... یہ سوال میں نے کیوں نہیں کیا۔“

رفعت نے کیوں کیا۔“

”حد ہو گئی... تو اب کرلو یہ سوال... ہمیں کوئی اختراع چاہا دیا... یہ چاقو بھی محمود کے چاقو کی مانند تھا... پھر جو نمیں اپنے

نہیں... کیوں انکل۔“ فاروق نے جھلا کر اپنے کامران مرزا کا مامنہ تھا۔ کامران مرزا نے چاقو درخت پر پلا دیا... ان کے درمیں سے بھی کامران مرزا کا مامنہ تھا۔

”طف دیکھ لے.. اس لیے کہ رفت نے یہ سوال ان سے پہلے چھا تھا۔“

”ہاں کیوں نہیں... ضرور۔“ اپنے کامران مرزا بھی کامران مرزا کے

سے گئے۔

”لیکن اس سوال کی تکہ ہماری سمجھی میں نہیں آئی۔“ ہم

اس وادی میں اب تک پتھر نام کی کوئی جیج نہیں دیکھی۔ یہاں درد

ضرور ہیں...“ متور علی خان بولے۔

”خیر...“ میں اپنا سوال دوسرا طرح کرتی ہوں...“

آپ کتنا وزنی درخت کا تکڑا اس دیوار کی اوچھائی تک پہنچیں

ہیں۔“

”یقینی بات نہیں کر سکتا۔“ اپنے کامران مرزا نے کہا۔

”میرا خیال ہے... محمود کا چاقو اس قابل تو ہے کہ درد

کھلا کاٹ سکے۔“

”ہاں کیوں نہیں... اس کی صرف نوک مردی ہے۔“

”چاقو تو ایک میں بھی دے سکتا ہوں... خاص موقعوں کے  
لئے اپنے کپڑوں میں پچھا کر رکھ لیتا ہوں۔“

”اوہ... بہت خوب ایہ ہوئی نابات۔“

اب انہوں نے خیریہ جیب میں سے چاقو نکال کر ان کی طرف

”حد ہو گئی... تو اب کرلو یہ سوال... ہمیں کوئی اختراع چاہا دیا... یہ چاقو بھی محمود کے چاقو کی مانند تھا... پھر جو نمیں اپنے  
نہیں... کیوں انکل۔“ فاروق نے جھلا کر اپنے کامران مرزا کا مامنہ تھا۔

☆...☆...☆

”درخت کے اردوگر دکھدائی کر کے دیکھتے ہیں... ہم اس کو جز سے اکھاڑی سکیں گے... اور اس میں سے کرنٹ بکال دیں گے۔“  
”خوب! اچھی ترکب ہے۔“

اب دونوں چاقوؤں کی مدد سے درخت کے اردوگر دکی جگہ کھو دی جانے لگی... یہاں تک کہ درخت کا زمین میں دفن حصہ بھی نظر و پھر اگھرا گئے... پہلے جب دیوار سے چاقو مکرایا تھا تو ایسا تو اُنے لگا... اب انہوں نے درخت کی شاخوں کو پکڑ کر کھینچا... تو وہ ہوا تھا... لیکن وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ درخت پر بھی چاقو دیا جائیں پر گر گیا... اب انہوں نے اس کی جزوں کے اندر کے حصے کو روکھل طاہر کرے گا... چاقو اسکر کامران مرزا کے ہاتھ سے نکل کر... مٹا... یہاں بھلی کے ہار پھیلے ہوئے نظر آئے... اب ان کا کام جاگر اور خود وہ بھی گرتے نظر آئے۔

”حمد ہو گئی... کیا اب درختوں میں بھی کرنٹ آئے۔“ اب دونوں نے درخت کو باہر نکالا تو اچھے بھی نہ ہوا...  
”آپ قاب نے منہ بنایا اور اسکر کامران مرزا کی طرف اپکا۔“ آپ اس درخت کو کتنی اوپھائی تک اچھال سکتے ہیں۔“  
”یہاں اگھرا دنیں...“

”اس کا مطلب ہے... یہ سب درخت ہی مصنوعی ہیں۔“ ”اوہ اچھا! میں تمہارا مطلب سمجھ گیا... پتا نہیں کتنا اوپھائی کسی وحات کے ہیں... پلاسٹک کے بھی نہیں ہیں۔“ ”اچھال ملکا ہوں... تجوہ کر لیتے ہیں۔“

”کمال ہے... اتنا بڑا دھوکا کھا گئے ہیں۔“ آصف۔ ”کریں پھر۔“

انہوں نے درخت اٹھا کر دیکھا وہ زیادہ وزنی نہیں تھا... اٹھا بڑا اکر کبہا۔

”یاں دائی... اس سے چھوٹا دھوکا کھانا چاہیے تھا۔“ ”اپھا اتو فصف دیوار سے بھی کافی نیچے تک گیا اور آگرا۔“ ”نہیں بھی... کم از کم میں اس کو دیوار کی اوپھائی تک نہیں بول پڑا۔“ انہوں نے انکار میں سر ہلا دیا۔

آصف اسے سمجھو کر رہ گیا۔

یہ کیا ہے

”لیکن۔“ فرزانہ پر زور انداز میں بولی۔

”خدا کا شکر ہے... ان حالات میں ایک عدد لیکن تو سال دیا۔“ فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

”اوہوا! بھائی اسے آگئے تو کہنے دو۔“ آصف نے جملہ کہا۔

”لیکن... اگر ہم اسے انکل منور علی خان گی آنکھوںے والی سے باندھ دیں اور آپ حضرات یعنی چاروں انکل اسی درخت کے گھما نہیں... تو کیا یہ دیوار کے دور سری طرف نہیں جا گرے گا۔“

”شاید... ایسا لیکن ہے۔“ انپکڑ کا مردانہ روزانے پر جزو انداز میں کہا۔

”جی نہیں۔“ انپکڑ جمیش نے منہ بٹایا۔

”کیا مطلب؟“ وہ ان کی طرف مڑے۔

”مطلب یہ کہ ری پر زور ایک وقت میں ایک آدمی ہی لگا سکتا ہے... یہ کوئی رسائی کا مقابلہ نہیں ہے... کہ ایک رسائی پر چھاس آؤ رکھ کر ہم دیوار کے اوپر تک جا سکتے ہیں۔“ بھی زور لگا سکتے ہیں... ذرا سوچیں... چار آدمی ایک رسائی کو کس طریقے کی... ان گفت درخت الکھاڑا ہوں گے۔“

”اوہ ہاں... واقعی۔“

”ارے۔“ فرحت بہت زور سے اچھلی۔

”یہ اچھا ہے... ایک عدد ادارے بھی شامل ہو گیا...“ بے چار کافی اونچائی تک جایا جا سکتا ہے اور پھر ان کی شاخوں سے ہم رسیوں کا

لیکن تو پھر پھسارہا۔“ فاروق نے جس کر کہا۔

”تم تو ایسی باتیں بنایا کرو۔“ فرزانہ نے اسے گھورا۔

”اچھا... مشورے پر عمل کروں گا۔“ فاروق نے فوراً کہا۔

”حد ہو گئی... گویا تم باتیں بناتے نہیں... اب بنایا کرو گے۔“ پردہ فیض داؤ دھنے۔

”جی بس... جب بن جائیں... قسمت ہے۔“

”فرحت! اپنے ارے کی وضاحت کرو۔“

”جی ہاں! کیوں نہیں... اس باغ میں ایک ہی تو درخت ہے نہیں... یہاں تو قدم قدم پر درخت ہیں اور سب کے سب معمتوں ہیں... اگر ہم ایک درخت الکھاڑا کلتے ہیں تو اور کیوں نہیں الکھاڑا کلتے۔“

”ضرور الکھاڑا کلتے ہیں... لیکن ہم کیا کریں گے۔“

”درختوں کی سیر ہی بن سکتی ہے... یا ایک دوسرے کے اوپر ہے... یہ کوئی رسائی کا مقابلہ نہیں ہے... کہ ایک رسائی پر چھاس آؤ رکھ کر ہم دیوار کے اوپر تک جا سکتے ہیں۔“

”ترکیب اچھی ہے... لیکن اس میں بہت محنت کرنا پڑے گھما سکتے ہیں۔“

”ہوں... خیر... شروع کرتے ہیں یہ کام... میرا خیال

ہے... درختوں کو ایک دوسرے پر اگر خاص طریقے سے رکھا جائے تو

”یہ اچھا ہے... ایک عدد ادارے بھی شامل ہو گیا...“ بے چار کافی اونچائی تک جایا جا سکتا ہے اور پھر ان کی شاخوں سے ہم رسیوں کا

کام لیں گے۔"

"پلنے پھر... شروع کریں۔" فرحت نے پر جوش انداز میں کہا۔

سب لوگ اس کام میں معروف ہو گئے... درختوں پر درخت  
گرتے گئے... ایسے میں پروفسر داؤنے کہا۔

"لیکن جمیشید... ان لوگوں کو مصنوعی درخت لگانے کی کام  
ضرورت تھی... جب کہ قدرتی درخت لگانا بہت زیادہ آسان کام  
ہے۔"

"میں بھی بھی سوچ رہا ہوں... اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور  
ہے۔"

"مہربانی فرمائ کر اس وجہ کی تلاش میں ذہن دوزاتے رہو۔"  
وہ اپنے کام میں معروف رہے... ساتھ میں یہ بھی سوچتے  
رہے کہ ان لوگوں کو مصنوعی درخت لگانے کی کیا ضرورت تھی... لیکن  
کوئی وجہ بھی میں نہ آ سکی۔"

"حیرت ہے... فرزانہ۔" محمود نے اسے آواز دی۔

"میرا نام حیرت ہے فرزانہ نہیں ہے۔" اس نے منہ بنایا۔  
"اوہو! مجھے تم پر حیرت ہے۔" محمود جھلا اٹھا۔

"ہو گی... مجھے اس سے کیا...?" اس نے کندھے اپنکا نے۔  
"تو پہبھے تم سے۔" محمود بولا۔

"کوئی بات نہیں۔" فرزانہ نے پٹ سے کہا۔

"واہ واہ... ہزا آگیا... بالکل بیمری لفظ کر رہے ہو۔"

"کون! محمود یا نہیں۔" فرزانہ بولی۔

"دونوں۔" اس نے کہا۔

"پہلے یہ تو پوچھ لو... محمود کو حیرت کس بات پر ہے۔"

فرحت نے جمل کر کہا۔

"شکریہ فرحت۔"

"لو! اب یہ حیرت فرحت کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی

کوشش کریں گے۔" آصف نے منہ بنایا۔

"اچھا بھائی... میں نہیں کرتا کوشش... یہ کوشش تم کرلو۔"

"تم لوگوں میں بس یہ بات بڑی ہے... بات بے بات"

بات کا بخکڑہ بنا ذاتے ہو۔"

"اس سے زیادہ القابات نہیں دے سکتے کیا؟" فرحت نے

جل کر کہا۔

سب لوگ مسکانے لگے۔

"وہ حیرت والی بات رہ گئی۔"

"ارے ہاں! میں تو صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ ابھی تک فرزانہ

بھی یہ بات نہیں جان سکی کہ مصنوعی درخت کیوں لگائے گئے ہیں۔"

"ارے تو کیا میں ایسا جان اور انکل سے زیادہ ذین ہوں..."

یہ غلط نہیں کیے ہو گئی۔“

”میں ایسا ہرگز نہیں سمجھتا... لیکن وقت طور پر ایسا ممکن ہے... کوئی بات ان کے ذہن میں نہ آئے اور تمہارے ذہن میں آجائے... بلکہ ہم میں سے کسی کے ذہن میں آجائے۔“

”یہ تھیک ہے محدود۔“ اپکلر جمیڈ نے فوراً کہا۔

”بہر حال حقیقت بیکا ہے کہ میں ابھی تک وجہ نہیں جان سکا۔“

”تھیر... پہلے تو ان درختوں سے تفت لیں۔“

اور پھر درخت کا، بہت بڑا، صحرائگیا۔ اب انہوں نے ان کو ایک خاص طریقے سے ایک دوسرے کے اوپر رکھنا شروع کیا۔ اس طرح درخت کم استعمال ہو رہے تھے جبکہ اونچے زیادہ ہو رہے تھے۔ اور اس طریقے سے ایک سیر گئی سی بُنیٰ جاری تھی۔ آخر درخت دیوار کے اوپر تک پہنچ گئے اور ساتھ ہی اپکلر جمیڈ اور اپکلر کامران مرزا دوسری طرف دیکھنے کے قابل ہو گئے۔

”اوہو! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔“ اپکلر جمیڈ کے ہد سے مارے جرت کے نکلا۔

”یہ... یہ کیا۔“ اپکلر کامران مرزا کی جرت میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

ایسے میں یونچے ایک سردا آواز گئی۔

## جنگ

”خبردار... باقی لوگ اور نہیں چڑھیں گے۔“

ان الفاظ کے ساتھ ہی دہاں ایک زبردست دھماکا ہوا۔

درختوں کی سیڑھی آن کی آن میں درہم برہم ہو گئی۔ اپکلر جمیڈ اور اپکلر کامران مرزا دیویار پر رہ گئے۔ انہوں نے یونچے دیکھا۔ ان کے ساتھی بے لیے نظر آئے۔ اور وہاں ملکا سادھوں پھیلانظر آیا۔ گویا جو نہیں کام بھایا گیا تھا۔ لیکن یہ دھوکا ایسا تھا کہ اس کے آر پار نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔

”وہت تیرے کی...“ اپکلر جمیڈ نے چھلا کر کہا۔

”اب ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنا پڑے گا...“

”لیکن یہ بھی کام کس نے... نظر تو کوئی آیا نہیں ہے۔“

اپکلر کامران مرزا بولے۔

”آواز ضرور ستائی دی تھی...“

”اتنی اوچائی سے ہم یونچے چھالگ نہیں لگا سکتے... لگا بھی

ریں تو اس طرف والا کام نہیں ہو سکے گا۔“ انہوں نے دوسری طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ہم ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کر لیتے ہیں۔"

آخر خدا خدا کر کے دہ لوگ ہوش میں آگئے... سب پہلے فاروق کی آواز سنائی دی۔

"میں... میں... کہاں ہوں۔"

"وہیں ہو... جہاں سے چلے تھے۔" آقا بیسا۔

"لک... کیا مطلب۔"

"کس بات کا مطلب بتاؤ۔" آقا بولا۔

"ربنے دو بھائی... تم سے کون مفرما رے۔"

"مفرما نے کیاے اب ہمارے پاس مفرما کب گئے ہیں وہ تو میں کا وہ بھم شاید سب کچھ ساتھ لے گیا۔"

"منور علی خان... بھائی تم ہوش میں آئے یا نہیں۔"

"میں... کچھ کہہ نہیں سکتا۔" منور علی خان نے پریخان کہا۔

"حد ہو گئی انگل... کہہ بھی رہے ہیں... یہ بھی کہہ رہے ہیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" فاروق نے حران ہو کر کہا۔

"یار تم چپ رہو... مجھے اپنا دماغ بالکل خالی خالی لگ طرف نیچے جائے... اور اس طرف والا سر اور خست سے باندھ دو۔"

"گویا تم دوسرا طرف اترنا چاہیے ہو۔"

"ہاں! اس کے بغیر چار نہیں۔"

"ارے باپ رے۔" خان رحمان گھبرا گئے۔

"اب آپ کو کیا ہوا۔"

"میں بھی بھی محوس کر رہا ہوں۔"

"گویا سب کے دماغ خالی ہو گئے ہیں۔"

"ہاں جمیشید... یہ سب دھوئیں کا اثر ہے۔"

"لیکن منور علی خان اتنا تو کہی سکتے ہیں کہ آنکڑہ اور پھینک دیں۔"

"اس کا کیا کریں گے آپ لوگ۔" آصف نے کہا۔

"آپ پھینکیں تو سمجھی۔"

منور علی خان نے آنکڑہ اور پھینکنا چاہا... لیکن وہ یہ کام نہ کر سکے...

"ٹھیک بھی... ہاتھ بہرنی الحال کام نہیں کر رہے... ہاں کچھ دری بعد ایسا ہو سکے گا۔"

"اوے کے... ہم ہر یہ انتظار کر لیتے ہیں۔"

ایک گھنٹے کے بعد منور علی خان آنکڑہ پھینکنے کے قابل ہو

گئے... انہوں نے اس کو اچھا لالا... وہ دیوار کی دوسری طرف کرا... میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"منور علی خان! اس کو اور لکا دو... یہاں تک کہ یہ دوسری

"یار تم چپ رہو... مجھے اپنا دماغ بالکل خالی خالی لگ

طرف نیچے جائے... اور اس طرف والا سر اور خست سے باندھ دو۔"

"گویا تم دوسرا طرف اترنا چاہیے ہو۔"

"لیکن اس طرف کیا ہے۔"

"اس طرف پانی ہے... ہر طرف پانی ہی پانی... شاید یہ سمندر ہے... دیوار کے ساتھ ایک سمندری جہاز کھڑا ہے... اس جہاز تینا... پھر جو ہو گا... دیکھا جائے گا۔"

کے اوپر ایک راکٹ وم موجود ہے..."

"اور لوگ۔"

"کوئی نظر نہیں آیا۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"یہ تو ہم چیخے جا کر دیکھنا چاہتے ہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے... اسے تم سے خطرہ محسوس ہونے لگا ہے۔"

ہے... آخر راکٹ وم میں کوئی تو آیا تھا... اس جہاز کا عملہ بھی جہاز ہے... "چکو بھی ہو... ہم یہ کیش اپنے ملک تو لے کر جائیں ہونا چاہئے۔"

"لیکن ہم چاہتے ہیں... صرف آپ دوسری طرف نہ چاہئے گا۔" پروفیسر داؤڈ نے کہا۔

"اوہ کیش جو اس طرف موجود ہیں..... ان کا کیا کرنے چاہئے۔" اپنے بھی ساتھ لے کر چلیں۔

ان کے قدم جہاز کے عرش پر لگے... ری انہوں نے پہلے ہی جہاز پر "خیر... اگر صرف آپ اتنا چاہتے ہیں تو پہلا کام جا کر یہ اہل تھی... اب انہوں نے آگزے کو ایک ستون سے کس دیا... کریں کہ آگزہ جہاز کے کسی ستون سے باندھ دیں... تاکہ ضرورت اک باقی لوگ ضرورت پڑنے پر آئیں... پھر جو نبی وہ جہاز کے پڑے تو ہم اس طرف آئیں۔"

"میرا خیال ہے... موقع اپھا ہے..." اپنے کام مرا نہ دہا۔

دوسری طرف جب باقی لوگ انتظار کرتے کرتے تھک

بولے۔

"لگ... کون سا موقع... " اپنے کمزیر جشید نے کہا۔

"ہم ان تمام کیس کو جہاز پر لا دیتے ہیں اور نکل جائے

"سمندر ہے... دیوار کے ساتھ ایک سمندری جہاز کھڑا ہے... اس جہاز

"لیکن ابھی یہیں کچھ معلوم نہیں... چیخ کیا کچھ ہے... ان

وکوں نے یہاں بھری جہاز کیوں کھڑا کر رکھا ہے... اور اس پر راکٹ وم

کیوں موجود ہے... تھارے ساتھیوں کو بے ہوش کس نے کیا تھا۔"

"میرا خیال ہے... اب روڑی ہم سے پچھا چڑاانا چاہتا

"ہی تو ہم چیخے جا کر دیکھنا چاہتے ہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے... اسے تم سے خطرہ محسوس ہونے لگا ہے۔"

ہے... آخر راکٹ وم میں کوئی تو آیا تھا... اس جہاز کا عملہ بھی جہاز ہے... "چکو بھی ہو... ہم یہ کیش اپنے ملک تو لے کر جائیں

گے۔"

"لیکن ہم چاہتے ہیں... صرف آپ دوسری طرف نہ چاہئے گا۔" پروفیسر داؤڈ نے کہا۔

"اوہ کیش جو اس طرف موجود ہیں..... ان کا کیا کرنے چاہئے۔" اپنے بھی ساتھ لے کر چلیں۔

ان کے قدم جہاز کے عرش پر لگے... ری انہوں نے پہلے ہی جہاز پر

"خیر... اگر صرف آپ اتنا چاہتے ہیں تو پہلا کام جا کر یہ اہل تھی... اب انہوں نے آگزے کو ایک ستون سے کس دیا... کریں کہ آگزہ جہاز کے کسی ستون سے باندھ دیں... تاکہ ضرورت اک باقی لوگ ضرورت پڑنے پر آئیں... پھر جو نبی وہ جہاز کے

پڑے تو ہم اس طرف آئیں۔"

"میرا خیال ہے... موقع اپھا ہے..." اپنے کام مرا نہ دہا۔

گے... تو محمود نے کہا۔

”اب بھوئے سے ہر یہ انتظار نہیں ہو رہا... اس طرف سے کہاں نے ایک آواز سنی۔

اطلاع نہیں ملی... میں اور پر جا رہا ہوں۔“

”اچھا اللہ حافظ۔“ آصف نے کہا۔

”کویا تم نہیں آؤ گے۔“

”تو آپ لوگ ہوش میں آگئے... اس وادی کے بہت سے

ماں آپ لوگوں نے معلوم کر لیے تھے... خطرہ تھا کہ کہیں آپ کیش

بہت انکل تھے جائیں... لہذا اوری طور پر یہاں چھڑانا پڑا۔“ اس

”میں... میں آؤں گا... جب تم دوسری طرف اترنے لگتیں کہ آپ خطرناک لوگ ہیں... آپ کی خطرناکی مجھے اس

گے... اور صورت حال بتاؤ گے... جب آؤں گا۔“

” بت پر مجور کر رہی ہے کہ آپ کو کوئی مہلت نہیں جائے اور کیش

”صورت حال تو اپا جان اور انکل نہیں بتا سکے... میرا باری ہونے سے پہلے ہی موت کی نیند سلا دیا جائے...“

”یہ تو کوئی انعام نہ ہوا... مسٹر رودھی... یا جو بھی آپ کا نام

”اچھا خبر... تم جاؤ تو سمجھی۔“

پھر محمود چلا... اس کی طرف سے بھی کوئی جواب نہ ملا۔

”ہاں ایسے انعامات نہیں ہوا... وعدہ خلافی بھی ہو گی... لیکن

وہ ملکر مند ہو گئے۔

”میرا خیال ہے... ہم جاں میں آگئے ہیں۔“ خان رنگرے پاس۔“

”جیلے پھر... اس رعایت کی وضاحت ہی کر دیں ذرا۔“

”کچھ بھی کیوں نہ ہو... میں دوسری طرف جاؤں گا۔“ حق نے سرداہ بھری۔

”اب اس طرف ہم رہ کر کریں گے بھی کیا... تمہارے باقی لوگ مکارا ہیے۔

”وہ رعایت یہ ہے کہ اس کرے میں آپ بس باقی کیش

لیں... شکرے سے نکلنے کی کوشش کریں... نہ کوئی اور کام کرنے

اس طرح وہ سب باری باری دوسری طرف جاتے۔ یہ خیال کر لیں کہ آپ لوگ اس کرے میں قید ہیں اور

”پاں... اور کیا۔“

بس... سہیں آپ کو کھانا پہاڑے... سہیں سوتا ہے... ساتھ میں با تھر دم ہیں... ضروریات سے سہیں فارغ ہوتا ہے... بس اس شہر پر آپ کو وہ کیش دکھائی جا سکتی ہیں... لیکن اگر آپ نے اس کرنے سے نکلنے کی کوشش کی... سوتے میں کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی... پھر میری ہر رعایت ختم ہو جائے گی... پھر میں اس بات کی پرواہ کروں گا کہ آپ لوگوں نے کتنی کیسٹش دیکھ لی ہیں اور کتنی باقی ہیں۔“ او کے... چنانچہ پھر پہلے کیسٹش دیکھ لیتے ہیں۔“ اسکے جذبے نے بر اسلامہ بنایا۔

“پہلے کیا مطلب؟“ روڈی نے چوک کر کہا۔

“اس کے بعد جو آپ کرنا چاہیں کر لجھے گا... جو ہم سے نہ کروں گے۔“

“نہیں بس... میں آپ کو کچھ نہیں کرنے دوں گا...“ کمرے میں سوت کی گیس چھوڑ دوں گا... اور آخری کیٹ ختم گی... ادھر سوت کی گیس۔“

“آخر آپ کو اس وادی میں ہم سے کیا خوف محسوس ہوا تھا؟“ آسف نے پوچھا۔

“ہم ابھی تک نہیں جان سکے کہ آپ لوگوں نے بھل کا کہا۔“ اس ہال میں بھی سب چیزیں موجود تھیں... لہذا خود بخوبی لیا تھا... بس خوف محسوس ہوا... کہیں آپ وہاں سے کلراٹاکی سکرین روشن ہو گئی... دو بڑے لٹکر ایک دوسرے کی طرف

جائیں... چنانچہ یہاں لا تاپڑا... اب قائم دیکھنے کے بارے میں کیا خیال ہے۔“

“کس طرح...“

“اس طرح تو ہمارا آپ سے مقابلہ ہوئی نہیں کے گا... آخری منظر میں جب تک دو دو ہاتھ نہ ہوں حرامیں آتا... جیسے قلوں میں ہوتا ہے نا۔“

“مجھے آپ لوگوں سے دو دو ہاتھ کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے... میں ایک ایک ہاتھ کرنا بھی پسند نہیں کروں گا۔“

“جلد پسند آیا... خیر آپ کی مرضی... ہم خود گرلیں گے۔“

“کیا کر لیں گے۔“

“دو دو ہاتھ۔“ فاروق پہاڑ۔

“میں ہاتھ آؤں گا تو دو دو ہاتھ کریں گے نا۔“

“ہاتھ لٹکن کو آری کیا۔“ محمود نے جلدی سے کہا۔

“خوب خوب! بھی آپ کی مادری زبان تھہری... میں تو

آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اب آپ کیسٹش سے دل بھلا کیں۔“

“تھی ماں! اب سی کرنا ہو گا... شروع کریں پھر۔“

کس طرح گڑ بڑ کیا تھا... دوسرے یہ کہ آپ نے درختوں کا راز لیا تھا... بس خوف محسوس ہوا... کہیں آپ وہاں سے کلراٹاکی سکرین روشن ہو گئی... دو بڑے لٹکر ایک دوسرے کی طرف

بڑھتے نظر آئے... یہاں سکرین بھی بڑی تھی... مناظر بہت بڑے نظر آ رہے تھے... دونوں طرف سے لوگوں کا ایک سیاہ سامنہ چلا آ رہا تھا۔

تمن آدمی لٹکر سے الگ ہو کر ایک طرف بڑھتے نظر آئے پھر تمن آدمی دوسرے لٹکر سے نکل کر ان کی طرف گئے... ان میں سے ایک نے کہا۔

”تم لوگ کیوں مسلمانوں کا خون بہانے پر جسے ہو، صلح رکھو... یعنی کہ بات چیت طے کرو... اڑائی کے بغیر بھی معاملات طے ہو سکتے ہیں۔“

”تم تیار ہیں... ہر طرح سے تیار ہیں۔“

”جب پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیں... اس لیے کہ مسلمان اُنہیں اپنا خلیفہ مان چکے ہیں، ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔“

”ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ پہلے آپ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کرو دیں... ہم جانتے ہیں وہ آپ کے لٹکر میں موجود ہیں۔“

”ہم اُنہیں آپ لوگوں کے حوالے ضرور کر لیں گے... ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے کوئی بھروسہ نہیں ہے... لیکن پہلے حالات قابو کرنے دیں... اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے... جب آپ علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیں۔“

”ضرور بیسیں... ہم کیا چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے کا خون بھائیں۔“

”اف ماں! اتنے بڑے لٹکر انہوں نے کس طرح دکھا دیے۔“ رفتہ چلاتی۔

”فلکوں میں ایسا دکھانا مشکل نہیں ہوتا۔“ شوکی نے براسا۔ مٹھنیا۔

ایسے میں سکرین پر آواز ابھری۔

”اڑے مسلمانوں ہوش کرو... کیوں آپس میں لڑنے چلے ہو... اے امیر معاویہ!“ اعلیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس بھڑے کو ہمیشہ کے لئے فتح کیوں نہیں کر دیتے۔“

”آپ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کیوں نہیں کر دیتے... پھر دیکھیں ہم بیعت کرتے ہیں یا نہیں۔“ دوسری طرف سے آواز سنائی وی۔

”ہماری طرف سے ایک بند بات چیت کے لئے آ رہا ہے... ہم نہیں چاہتے مسلمان ایک دوسرے کا خون بھائیں... اللہ نے چاہا تو صلح کی صورت نکل آئے گی۔“

”ضرور بیسیں... ہم کیا چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے کا خون بھائیں۔“

"پہلے آپ بیعت کریں۔"

"اچھا ہم حضرت امیر معاویہ کو جا کر یہ بات چیت ہتاں ہیں..."

"اور ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہتاتے ہیں... پھر جوان کا فیصلہ ہو گا... کر لیں گے۔"

دونوں وفد اپنے اپنے لٹکر کی طرف جاتے دکھائی دی ایسے میں ایک خیسے میں چار آدمی لکھر پھر کرتے نظر آئے۔

"اگر ان دونوں میں صلح ہو گئی تو تم تو مارے گے... علی تم لوگوں کو پکڑ کر امیر معاویہ کے حوالے کر دیں گے اور وہ تمہاری گرد میں مار دیں گے۔"

"ہاں! اس صورت میں تو سبی ہو گا... لہذا دونوں لٹکروں کا آپس میں لکرا جانا ہی ہمارے حق میں بہتر ہو گا... اور یہ کام آج ہمیں درمیان قرآن فیملہ کرے گا۔"

دونوں طرف یک لخت تکواریں روک گئیں... کیونکہ اس ساتھی دوسرے لٹکر پر تیر بر سانا شروع کر دیں گے... دوسری طرف اقت اسی بہت خون بہہ چکا تھا... ہر طرف لاشیں ہی نظر آرہی تھیں... بھی ہمارے ساتھی اس طرف تیر بر سانے لگیں گے... اس طرح صلح کا پھر ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا:

بات چیت درمیان میں رہ جائے گی اور جنگ چھڑ جائے گی... علیؑ کے افکر والے کہیں گے امیر معاویہ کے لٹکر نے حملہ کر دیا... امیر معاویہ بات کروں۔"

کے لٹکر والے کہیں گے، علیؑ کے لٹکر نے حملہ کر دیا... اس طرح ہمارا کام "ٹھیک ہے، آپ بجا کر بات کریں... وہ کیا کہتے ہیں۔" خوب بن جائے گا۔"

"بس تو پھر اس کام کے لیے تیار رہو۔"

سکرین ایک لمحے کے لیے تاریک ہوئی اور پھر روشن ہو گئی... ساتھی ہی تیر سنتا نظر آئے... پھر جیج و پکار گئی... پھر تکواریں چکنے لگیں... ہر طرف خون اچھلا نظر آیا... ہزار ہائکواریں آپس میں گمراہی تھیں... جیج و پکار کی آواز سنتی دے رہی تھیں... وہ بہوت اکراں لڑائی کو دیکھ رہے تھے... پچھے دیر کے لیے وہ بھول گئے کہ وہ قم دیکھ رہے ہیں... وہ بھی محسوس کر رہے تھے کہ حقیقت میں سب کچھ ان کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے... آخر ایک لٹکر میں گز بڑے آثار پیدا ہوئے... اسی وقت ان کے درمیان سے کچھ لوگوں نے قرآن نیزوں پر اٹھا لیے اور پکارے:

"ہاتھ روک لو... ہاتھ روک او... ہمارے اور تمہارے

آپس میں لکرا جانا ہی ہمارے حق میں بہتر ہو گا... اور یہ کام آج ہمیں درمیان قرآن فیملہ کرے گا۔"

دوسرے

دوسرا

لٹکر

پر

تیر

بر سانا

شروع

کر دیں

گردیں

کر دیں

پاس جا کر کہا:

”مجھے امیر المؤمنین علیؑ نے بھیجا ہے... میں اشعت بن قیس ہوں... وہ پوچھتا چاہے ہیں... آپ لوگوں نے قرآن کیوں بلند کیا۔“

”ہم چاہتے ہیں ہمارے اور آپؑ کے درمیان قرآن سے فیصلہ ہو جائے یا آپ ﷺ کے فرمان کی روشنی میں فیصلہ ہو جائے... ایک شخص کو ہم اپنی طرف سے جن لیں اور ایک کو آپ اپنی طرف سے جن لیں... وہل کر جو فیصلہ ہیں دو توں فریق اس کو مان لیں۔“

”اچھی بات ہے... میں جا کر یہ بات انہیں بتاؤں۔“

اشعت بن قیس نے کہا: پھر وہ گھوڑا دوڑاتے واپس اپنے لشکر پہنچنے اور بولے۔

”امیر المؤمنین! وہ چاہتے ہیں... ایک آدمی ان کا اور ایک آپ کا، دو توں مل کر فیصلہ کروں... دو توں فریق ان کے فیصلہ کو مان لیں۔“

”ٹھیک ہے... اشعت بن قیس... تم پھر جاؤ اور ان سے پوچھو وہ کس آدمی کو اپنی طرف سے مقرر کرتے ہیں... ہماری طرف سے ابو موسیٰ اشعریؑ مقرر کئے جاتے ہیں۔“

اشعت پھر گھوڑا دوڑا کر واپس پہنچنے اور بتایا کہ علیؑ نے ایذ طرف سے فیصلہ کرنے کے لیے حضرت ابو موسیٰ اشعریؑ کو مقرر فرمایا۔ آئیں... تحریر لکھ دی جائے اور دو توں فریق دعویٰ کروں...“

ہے آپ کے مقرر کرتے ہیں۔“

”میری طرف سے ہم دوں ہائی مقرر کئے جاتے ہیں۔“

”ٹھیک ہے، آپ انہیں بھیج دیں... یہ دونوں حضرات مل کر جعلے کریں گے دو توں فریق اس کو منظور کر لیں گے۔“

پھر دونوں آدمی میدان میں نکل آئے... اب ان کی طرف سے یہ کہا گیا۔

”ہم اللہ کو حاضر نہ تھر جان کر اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے، اس کو جگ و جدل سے بچائیں گے... ہمیں مہلت دی جائے... کیونکہ فوری طور پر تو فیصلہ ہو گا نہیں۔“

”آپ مہلت ملے کر لیں... دو توں لشکر ہیں کو منظور ہو گی۔“

”ہمیں چھ ماہ کی مہلت دی جائے... اس مہلت کے اندر اور اندر ہم جب چاہیں گے فیصلہ نہادیں کے... یہ ضروری نہیں کہ چھ ماہ یہ لکھیں... ہو سکتا ہے... ہم چند دن میں فیصلہ نامنے کے قابل ہو جائیں۔“

”ٹھیک ہے۔“

”بہتر ہو گا کہ ہم اس معاملے کو تحریری خل میں لے آئیں... تحریر لکھ دی جائے اور دو توں فریق دعویٰ کروں...“

”یہ مقول بات ہے۔“

اس کے بعد معابدہ تحریر کیا گیا... وہ سکرین پر معابدہ تحریر ہوتے دیکھتے رہے...“

”معابدے کی ایک لقل حضرت علیؑ کے پاس اور دوسری حضرت معاویہؓ کے پاس رہے گی۔“  
”ٹھیک ہے...“

اب دوتوں لٹکر دہان سے واپس روانہ ہوئے ... میدان لاشون سے بھرا پڑا تھا... انہوں نے اپنی اپنی لاشون کو اخانا شروع کیا...“

اس وقت سکرین تاریک ہو گئی... پھر روشن ہوئی تو عبد اللہ ابن سبا ایک درخت کے نیچے لکڑا نظر آیا... ایک آدمی پر اسرار انداز میں اس کی طرف آتا نظر آیا... جوئی وہ نزدیک پہنچا، عبد اللہ ابن سبا نے سرگوشی کے انداز میں پوچھا۔

”کیوں؟ کیا رہا... کتنے مارے گے۔“

”دوتوں طرف کی فوجوں کے کل 70 ہزار آدمی مارے گئے۔“

”واو! بہت خوب... یہ ہے اصل کامیابی... ہماری ایک ذرا سی چال سے 70 ہزارہ مسلمان مارے گئے... اور ہمیں کیا چاہئے... لیکن ابھی ہمارا کام ختم نہیں ہوا... بلکہ ہمارا کام تو اب شروع ہوا۔“

”ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”بُس دیکھتے جاؤ... میں کسی کو پہلے سے کچھ نہیں بتا سکتا آؤ... لٹکر کی طرف۔“

”وہ ایک لٹکر کی پیچھے اس میں شامل ہوئے نظر آئے... کچھ لٹکر کے سارا رکی طرف بڑھتے...“

”امیر المؤمنین! ہمیں یہ فیصلہ پسند نہیں آیا... آپ واپس ٹھیک ہوں اور شامیوں پر حملہ کریں۔“

”اقرار نامہ لکھا جا پکا ہے... مسلمانوں کے دوتوں گروہوں اس پر اتفاق کر چکے ہیں... اب یہ کیسے ملکن ہے کہ میں ان پر حملہ کروں... اب تو جو فیصلہ ہو گا میں اس کو مانوں گا... جب صلح ہو گئی تو میں جنگ کی بات کیوں کروں... یہ تو بالکل تقطیع بات ہو گی۔“

اب لٹکر میں شور ہونے لگا... مختلف آوازوں ابھر نے لگیں۔

”یہ ٹھیک نہیں ہوا... نہ جانتے وہ کیا فیصلہ دیں...“

”لیکن اب فیصلہ ہو چکا... اس سے جیچھے نہیں ہٹا جا سکتا۔“

”ہمیں جنگ بند نہیں کرنا چاہیے تھی... نیز وہ پر قرآن ان اٹھاٹا

ٹھائیں کی چالا کی تھی... ہم ان کی چالا کی میں آگئے... افسوس۔“

”اب کچھ نہیں ہو سکا۔“

”لیکن ان حالات میں ہم امیر المؤمنین کا ساتھ نہیں دے

سکتے... ہم ان سے الگ ہو رہے ہیں۔"

"وہ امیر المؤمنین ہیں... ان کا حکم ماننا ہمارا حق بتتا ہے۔"

"تم مانوں ان کا حکم... ہم تو ہمیں سے الگ ہو رہے ہیں۔"

سو بھی... جو لوگ اس فیصلے کے خلاف ہیں ... وہ اس طرف آ جائیں... ہم ان کے لشکر سے الگ ہو رہے ہیں۔" بلند آواز سالہ دی۔

پھر اس لشکر کے دو حصے ہوتے نظر آئے... ایک لشکر الگ سست میں جاتا نظر آیا... دوسرا اپنے راستے پر چلا نظر آیا... ایسے میں کسی نے کہا۔

"یہ تم نہیں کر رہے۔"

"ہماری مرضی... ہم جو چاہیں کریں... تم کون ہوتے ہمیں روکنے والے۔"

"تم... تم ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہو... ہم خارجی ہو... خارجی۔" کسی نے چیخ کر کہا۔

"ہم خارجی بھلے... ہمیان علی ہمیں کے۔"

"تب ہم ہمیان علی ہی بھلے۔"

دو ٹوٹوں لشکر خلاف سست میں جاتے نظر آئے... ان کرتے ہیں۔ وہ میان فاسد بڑھتا چلا گیا... سکریں ایک بار پھر تاریک ہو گئی... کرتے ہیں۔"

"ذر اٹھرنا بھی... ہم یہاں تھرہ کرتا چاہتے ہیں... اب عبد اللہ ابن سہا کا گروہ

انکل جسید بول اٹھے۔

"ہاں بالکل... اس کا مطلب ہے... اس جگہ دو گروہ پیدا ہو گئے تھے... ایک گروہ جو حضرت علیؑ کا ساتھ چھوڑ گیا... خارجی کہلا یا اور جوان کے ساتھ درہ ہمیان علی کہلا یا۔"

"بالکل یہی بات ہے۔"

"نہیں ہے... لیکن بے شار مسلمان امیر معاویہؓ کے حق میں دہے... اور بہت سے ایسے مسلمان بھی رہے ہوں گے جو ان تینوں گروہوں سے بالکل الگ ہو گئے ہوں گے... وہ گوش نشین ہو کر رہے گے ہوں گے تاکہ آپس کے جھڑوں سے بالکل الگ تھلک رہیں۔"

"یہی بات ہے..."

"تب پھر یہ کہا جائے گا... ان حالات میں عبد اللہ ابن سہا کا میاپ رہا، اس نے مسلمانوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا... مسلمان اس کی سازشوں کو سمجھنا سکے... اور آپس میں لڑنے سرنے پر عمل گئے... افسوس۔"

"تھی ہاں! میر اخیال ہے... اب ہم الگی کیست و لکھ لیں... بہت سُنیں محسوس ہو رہا ہے۔"

"ہوں نہیں ہے... اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ دلوں اگر وہ کیا کرتے ہیں۔"

"پہلے تو یہ دیکھنا چاہیے... اب عبد اللہ ابن سہا کا گروہ

شیجان میں شامل رہایا خارجیوں میں۔“

”دیکھنے سے پہلے میں بتا سکتا ہوں... کونکاب تک ہم اس کی چاہوں کو بخوبی بھینٹ لے گیں... اب دہ کرے گا یہ کہ اپنے پکھ آدمی اور ہمراپ کھواہ ہر شام کر دے گا...“

”بالکل بھی نظر آ رہا ہے۔“ خان رحمان بول اٹھے۔  
”اچھا نہیں... لگاؤ بھائی کیتھ۔“

سکرین روشن ہو گئی... ایک گروہ ایک میدان میں جمع نظر آیا... ان میں سے ایک اوپنی جگہ کھڑا نظر آیا... وہ تقریر کرنے کے انداز میں کہہ رہا تھا۔

”سو بھائیو! میں شیخ بن ربانی ہوں، ہمارے سردار اس وقت سے عید اللہ ابن الکوہ ہیں مرتوس بن زیدر بھی ہمارے ساتھ ہیں... ہم نے علیٰ سے علحدگی اختیار کر لی ہے، کونکاب ہماری ایک نیس سنتے... صین کی جنگ کے موقع پر انہوں نے ہمارے مشوروں کو بالکل نیس ماٹا... رد گردیا، اس کے بعد صلح کی بات چیز کے دوران ہماری کوئی بات نہیں سنی... لہذا ہم ان کی بیعت توڑنے کا اعلان کرتے ہیں... بیعت صرف اللہ کی ہے... کوئی خلیفہ اور کوئی امیر نہیں، اب ہم ان سے لڑیں گے اور فتح حاصل کرنے کے بعد تمام کام مسلمانوں کے مشورے اور کشت

رانے سے انجام دیا کریں گے... ہمارے نزدیک امیر معاویہ اور علیٰ دو توں ہی خطا کار ہیں۔“

”خیک ہے... ہم آپ کے ساتھ ہیں... ہم ایک ہیں... علیٰ کے مقابلے پر بھی اور امیر معاویہ کے مقابلے پر بھی... وہ ہمارے پکھ نہیں... ہم ان کے پکھ نہیں۔“ نجیسے میں سے کسی نے کہا... ایسے نہیں کہہ رہا اس کے پیڑھے پر جانا کا... انہوں نے اس پیڑھے کے چھپے چھپی شیطانیت صاف دیکھی... گویا یہ عبد اللہ ابن سبأ کا آدمی تھا... اسی وقت منتظر دہری طرف منتقل ہو گیا... پکھ لوگ ایک جگہ نظر آنے لگے... ان میں سے دو آدمی اوپنی جگہ کھڑے نظر آئے... ان میں سے ایک نے کہا۔

”لوگو! میں ابو موسیٰ الشعراًی اور یہ عمر بن عامش آپ کے سامنے ہیں... ہمیں فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا... ہمیں حضرت علیٰ اور حضرت معاویہ کے درمیان فیصلہ کرنا تھا، ہمیں چھے ماہ کی مہلت دی گئی تھی، سو آج ہم یہاں فیصلہ ناتے کے لیے جیں ہیں... میں ابو موسیٰ الشعراًی اور عمر بن عامش کا فیصلہ یہ ہے کہ ہم حضرت علیٰ اور حضرت امیر معاویہ دو توں کو ہی حمزہ ل کرتے ہیں، اب مسلمان ہے چاہیں، اتفاق رانے سے اپنا خلیفہ منتخب کر لیں۔“

ان الفاظ کے ساتھ ان میں سے ایک بینہتا نظر آیا، وہ سارا انھا

"ہاں! کیوں نہیں۔" مجھ چلا اٹھا۔

"بہت خوب! میں اپنے خاص ساتھیوں کے ناموں کا اعلان کیے دیتا ہوں۔ یہ لوگ میرے نائب ہوں گے۔ عبد اللہ بن الحکو، شیعہ بن ربعی، مرقاوی، بن زید، تمزہ بن سان، زید بن حفیث، ولائی، شرع، بن اوفی، عفسی، مشریع، عذجی... ہاں تو تم لوگ جنگ کی تیاری کرو... میں نے نا ہے حضرت علیؑ اپنے لشکر سمیت ہماری طرف بڑھ رہے تھے... گویا پہلے وہ ہم سے کلراتا چاہتے ہیں... ہم جوان کے نزدیکی سماں تھے خیر کوئی پر داہیں... ہم ان سے لڑیں گے... تم دیکھو گے، ہم وزیر وزیر مخصوص ہوتے جائیں گے... ہماری تعداد بڑھتی چلی جائے گی اور پھر کوئی ہمارے سالاب کو روک نہیں سکے گا... کیا آپ تیار ہیں۔"

"ہاں! بالکل... بالکل۔" سب نے نظر الگایا۔

اسی وقت ایک گھوڑے سوار بے تحاش گھوڑا دوز اتا نظر آیا... سب اس کی طرف مڑ کے... اور اسے نزدیک آتے ہوئے دیکھتے ہیں... آخروہ نزدیک آگیا اور گھوڑے پر ہی بولا۔

"علیؑ کا لشکر ہماری طرف بڑھ رہا ہے... انہوں نے ہم پر پڑھائی کر دی ہے۔"

"اس قدر جلد ان کے چلے کی امید نہیں تھی... خیر... جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔"

پھر دوسری طرف سے ایک بزرگ آتا نظر آیا... جلد ہی

اور اس نے یہ تقریر کی۔

"آپ لوگوں نے الہامی اشعری کی بات سنی۔ انہوں نے علیؑ اور معادیؑ کو معزول کر دیا ہے، لیکن میں امیر معادیؑ کو معزول نہیں کرتا۔ علیؑ کو خود ان کے مقرر کردہ آدمی نے معزول کر دیا ہے۔ لہذا اب وہ خلیفہ نہیں رہے اب خلیفہ معادیؑ ہوں گے۔"

ان الفاظ کے ختم ہوتے ہی شور جی گیا... شور بلند ہوتا ہے... گیا... جب شور حد سے زیادہ بڑھ گیا تو سکرین تاریک ہو گئی... ایک پار پھر رہن ہوئی تو ایک لشکر نظر آیا... اس میں چند لوگ اوپری جگہ پر نظر آئے... ان میں سے ایک کہہ رہا تھا:

"بھائیو! میں عبد اللہ بن وہب ہوں... تمہارا کیا امیر ہے؟ ماهگز رجاء نے پر بھی ان دونوں میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ علیؑ ہماری کوئی بات نہیں مانتے... لہذا اب ہم بھی انہیں خلیفہ نہیں مانتے... ہم امیر معادیؑ کو خلیفہ مانتے ہیں... پہلے علیؑ کے خلاف جنگ کریں گے... پھر امیر معادیؑ کا رخ کریں گے... میں آج ہی اوپر ادھر ہر طرف سے اپنے ساتھیوں کو بلوار ہاں ہوں... بہت جلد ہمارا لشکر عظیم نظر آئے گا... کیا تم سب علیؑ کے خلاف جنگ کرنے کے لیے تیار ہو۔"

دونوں لشکر کا گئے، تکوarیں چلکتی اور خون آلو دھوپی نظر آئیں... چہ مت تک لڑائی کا مظہر جاری رہا پھر خارجیوں کا لشکر بھاگتا نظر آیا... ایسے میں ایک بلند آواز ابھری۔

"ابھی بیچ کرتے جانے پائے... ان کا قل عالم کرو... انہوں نے بغاوت کی ہے۔"

پھر ان کا قل عالم ہوتا نظر آیا... اس کے باوجود بہت سے خارجی بھاگتے اور بیچ نکلتے نظر آئے... یہاں تک کہ میدان میں لاشیں ہی لاشیں نظر آئیں... وہ سر لشکر ایک طرف بیج ہوتا نظر آیا۔

"ان میں میں سے ایک نے انہ کرو روازہ کھولا... پھر تو آدمیوں کے ساتھ اندر آیا... ایم..."

المومن۔"

ان الفاظ کے ساتھی سکرین تاریک ہو گئی... فوراً یہ روش ہوئی تو ان سماں چند آدمیوں کے درمیان ایک تاریک کمرے میں اس کی ضرورت نہیں... اب جو کام کرو... مشورے کے بغیر انہیں... ویسے تمہارے ذہن میں کوئی بات ہو تو کرو۔"

"ہم نے سوچا ہے... شرہبے گا بائس نہ بیجے گی بانسری۔"

"خارجیوں کو خلست ہو گئی ہے، ان میں بڑے بڑے آذیزے نے کہا۔ مارے گئے ہیں: مثلاً عبد اللہ ابن وہب، زید بن حسین، مرتضیٰ بن عقبہ... کیا مطلب... میرا خیال ہے تم عبد الرحمن ابن ملجم ہو۔"

"ہاں یہ میں ہی ہوں... اور یہ میرے ساتھ ہر کب بن عبد اللہ کا اور عمرہ بن بکر تھی ہیں... ہم تینوں کی رائے یہ ہے کہ علی معاویہ اور ان سعد تینوں پر بیک وقت وار کیا جائے اور تینوں کا کام ختم ہو جائے"

"تب پھر علی امیر معاویہ پر چڑھائی کریں گے... اور ہم اس سے فائدہ اٹھائیں گے... پہلے جب یہ دونوں لشکر لڑائے تو قریباً 70 ہزار سکھان دونوں طرف مارے گئے تھے... اب دیکھتے ہیں... کتنے مارے جاتے ہیں... بہر حال خارجی بھی آخر ہادے ساتھ ہیں... البتہ ہمارے پاس بیچ جانا چاہئے تھا۔"

ایسی وقت دروازے پر دستک ہوئی... وہ چونکہ اٹھے۔

"میں دیکھتا ہوں سردار... پاہر کون ہے۔"

ان میں سے ایک نے انہ کرو روازہ کھولا... پھر تو آدمیوں

کے ساتھ اندر آیا..."

"بیچ سردار ایا آگئے۔"

"تم لوگوں نے اچھا کیا... یہاں آگئے... بہر حال اداں روشن ہوئی تو ان سماں چند آدمیوں کے درمیان ایک تاریک کمرے میں اس کی ضرورت نہیں... اب جو کام کرو... مشورے کے بغیر انہیں... ویسے تمہارے ذہن میں کوئی بات ہو تو کرو۔"

"ہاں کیا خبریں ہیں۔"

"خارجیوں کو خلست ہو گئی ہے، ان میں بڑے بڑے آذیزے نے کہا۔ عبد اللہ ابن حبیر، شریح بن اوفی وغیرہ۔"

"نک جانے والے لوگ کیاں ہیں۔"

"ان کا کوئی پتا نہیں۔"

... تاک تھارا کام اور آسان ہو۔"

"پر و گرام بر انہیں۔"

"عبداللہ ابن سبانے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر سنے... علی پر وار میں کروں گا۔"

"ابن مطہم نے کہا۔

"خوب! عبداللہ ابن سبانے خوش ہو کر کہا۔

"امیر معاویہ پر برک بن عبد اللہ تھی وار کرے گا اور عمر بن مکہ

تھی عمر بن سعد پر وار کرے گا... یہ تینوں دار ایک ہی تاریخ کو ایک وقت میں ہوں گے۔"

"تاریخ اور وقت میں مل کر دیتا ہوں رمضان کی 17 تاریز

کو یہ کام کیا جائے گا۔"

"بہت بہتر سردار۔"

"اور پوری ہوشیاری سے کوئی تمہیں دیکھے نہ چاہیے یا تم پکڑ-

ش جاؤ۔"

"آپ غفرنہ کریں... ایسا نہ ہو گا۔"

اس کے بعد سکریں تاریک ہو گئی... روشن ہو گئی تو رُ

سویں کا نام تاریک سا وقت نظر آیا... ایک شخص اپنے گھر سے لفڑا

آیا... وہ کبھر رہا تھا...

"لوگوا الھو... تمماز کا وقت ہو گیا ہے..."

ایسے میں تاریکی میں سے ایک آدمی دبے یا وہ انکا اور

کی طرف بڑھتا نظر آیا... اس کے ہاتھ میں خیز تھا، پھر فضا میں ایک

بلند ہو گئی... ساتھ ہی دوسرویں چیز بلند ہو گئی... اور سکریں تاریک ہو گئی۔  
روشن ہو گئی تو پھر عبد اللہ ابن سبانے نظر آیا... ایک آدمی اندر  
 داخل ہوا:

"ہاں! کیا خبر ہے۔"

"ابن مطہم کا میاپ رہا، اس نے علی گوغل کر دیا، امیر معاویہ پر  
وار او چھاپڑا دھیج گئے... عمر بن سعد بیمار تھے، گھر سے آئے ہی نہیں  
ان کی جگہ خاجہ بن ابی قتل ہوئے، وہ تمماز پڑھانے کے لیے آگے آئے  
تھے۔"

"خبر! یہ بھی برا نہیں ہوا... اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان کے  
خیفہ بنتے ہیں اور امیر معاویہ کیا کرتے ہیں ہمیں تو بس انہیں  
آپس میں لڑانا ہے... آج کی تاریخ ہے بھلا۔"

"رمضان 21 41ھجری۔"

"خوب! اب دیکھتے ہیں... مسلمان... کے... ارے  
اوہ... میرے دل میں درد اٹھا ہے... بہت شدید... ذرا دوز کر سکیم  
صاحب کو بلا کر لے آؤ..."

ساتھ ہی وہ زمین پر گرتا نظر آیا...

"سنو! میں مر رہا ہوں... تم لوگ مسلمانوں کو آپس میں  
لڑاتے رہتا... میرے طریقوں پر گل کرتے رہتا... اور ہاں! علی گوخد  
کہنا شروع کر دو... جیسا کہ میں ان کی زندگی میں کہتا رہا ہوں... اللہ

علیؑ کے روپ میں زمین پر آ گیا ہے... علیؑ خود اللہ ہیں... یا علیؑ نہ  
الله طول کر گیا ہے... اس طرح کی باتیں میں نے پھر لانا شروع کر دیا  
تھیں... لیکن پھر اس حتم کے خیالات کو کچھ لوگوں کو علیؑ نے زندہ بنا  
دیا تو میں اس کام سے رک گیا تھا... لیکن اب جب کہ علیؑ اس ویبا  
رخصت ہو گئے ہیں... تم یہ کام آسانی سے کر سکو گے... ان کی مون  
کے بعد کوئی جسمیں زندہ نہیں جلائے گا... جوں جوں یہ عقیدہ چھیلے گا۔  
مسلمانوں کی مسلمانی ختم ہوتی جائے گی... وہ شرک میں جلتا ہوتے ہے  
جا میں کے... جس طرح عیسائی لوگوں نے عیسیٰ ابن مریم کو خدا کا بیان  
لیا... اور شرک میں جلتا ہو گے... اسی طرح مسلمانوں کو شرک میں  
کر دو... جب مسلمان شرک میں جلتا ہو جائیں گے تو پھر یہودیوں  
ان سے کوئی خطرہ نہیں رہ جائے گا... یہودیوں کو ان سے خطرہ  
وقت تک ہے... جب تک کہ وہ پکے مسلمان ہیں... ان کا پاکان بن حتم  
دو... وہ بے کار ہو جائیں گے... اور بھی کسی کو یہ بتاتا کہ میں م  
ہوں... یا میں کن حالات میں مرا ہوں... مجھے تم زندہ رہنے دو...  
کی سیکی صورت ہے کہ میرا کام جاری رکھو... میرے کام کو آ  
پڑھاتے رہتا... میں خیال کرتا ہوں... اب مسلمان علیؑ کے ہوئے  
حسن گو ظیفہ بنائیں گے... لیکن امیر معاویہ نہیں بھی خلیفہ نہیں م  
گے... لبذا تم ان دونوں میں لڑائی کرانے کی پوری کوشش کرتا...  
اپنے بعد سردار سلیمان بن حرد کو بخارا ہوں... وہ میری چالوں کو فو

سبحتا ہے... میرے کام کو جاری رکھے گا... لبذا تم سب اس کے  
انکامات ماننا... اسے خبر کر دو... میں دنیا سے رخصت ہو گیا ہوں...  
اب وہ یہاں آ کر میری جگہ سنبھالے... اور... اور... ”  
ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کی گزدن حملہ کی... سکریں  
تاریک ہو گئی...  
چند لمحے تک وہ ساکت بیٹھے رہے... ادھر دوسری فلم بھی نہیں  
لگائی تھی... پھر پروفیسر داؤڈ کی آوازا بھری۔

”سازش کا بانی تو تیر گیا... اب کیا رہ گیا۔“

”اصل سازشیں ہی اب شروع ہوں گی... بس حضرت  
امیر معاویہ“ کا زمانہ پر سکون گزرنے گا... لیکن نہیں... اس سے پہلے  
یہ دیکھیں گے... حضرت حسنؓ کیا کرتے ہیں... ہم جانتے ہیں...  
حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد مسلمانوں نے اتفاق رائے سے حضرت  
حسنؓ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا تھا... لیکن انہوں نے خلافت حضرت  
امیر معاویہ“ کو سوتپ دی تھی... کیونکہ انہیں مسلمانوں کی بھلانی اسی  
میں نظر آئی تھی... پھر حضرت حسنؓ کو کس نے زہر دے دیا تھا... آج  
تک یہ پہانہ پہل سکا کہ انہیں زہر کس نے دیا تھا... خود حضرت حسنؓ نے  
یہ الفاظ کہے تھے... جس پر مجھے شہر ہے میں اس کا نام لینا نہیں چاہتا  
اللہ بڑا انتقام لینے والے ہیں... یعنی میرا بدل اللہ تعالیٰ نہیں گے...  
ویسے وہ تقریباً چھٹے ماہ تک غیفر ہے... اپنے آس پاس کے لوگوں کی

ظلہ حرکات دیکھ کر انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ حکومت امیر معاویہ<sup>ؑ</sup>  
خواں کروں جائے... ان کے بعد امیر معاویہ قریباً 19 سال تک ظلہ  
رہے... ان کا دور اسلام کے حق میں بہت بہترین دور تھا... آخر  
کی بھی وفات ہو گئی... اور اس کے بعد اصل سازشیں ہو گئی...  
خیال ہے... ہم سکرین پر دیکھتے ہیں... یہ سازشیں کس رخ سے  
گی... دنیا کی سب سے بڑی سازش۔"

انپلٹ جوشید یہاں تک کہ کر خاموش ہو گئے... اسی دن  
سکرین روشن ہو گئی۔

☆...☆...

ایک گھر سکرین پر نظر آیا، پھر اس کے ایک کمرے میں کچھ  
”امیر معاویہ سر گئے“ ان کا پیٹا یزید خلیفہ بن گیا... ہمیں اپنے  
مرحوم سردار عبد اللہ ابن سبأ کی وصیت کے مطابق مسلمانوں کو آپس میں  
ذلتا ہے... امیر معاویہ نے اپنے میٹے کو مرتبہ وقت وصیت کی تھی کہ وہ  
انہیں کے تھارے مقابلے پر آنے کے امکانات ہیں، ایک عبد اللہ بن  
زیبر اور سرے حسین بن علی... میں سمجھتا ہوں، امیر معاویہ بہت دور تک  
دیکھ لیتے تھے، کیونکہ جوئی امیر معاویہ فوت ہوئے اور یزید خلیفہ بنا،  
عبد اللہ ابن زیبر اور حسین ابن علی میں چھوڑ کر کے چلے گئے ہیں،  
عبد اللہ ابن عزٰ اور عبد الرحمن بن ابی بکر<sup>ؓ</sup> نے بھی اگر چون یہ کی بیت  
لیں کی، لیکن انہوں نے یہ کہ کر علیہم گی اختیار کر لی ہے کہ انہیں یزید کی  
خدمت رکوئی اعتراض نہیں ہے... جب یا تو لوگ بیعت کر لیں گے تو  
اکی کر لیں گے... اب رہ گئے عبد اللہ بن زیبر اور حسین بن علی سنئے  
میں آیا ہے کہ عبد اللہ بن زیبر نے کے کی حکومت سنچال لی ہے...

## حیرت زده آواز

لیکن حسین بن علی نے ان سے بیعت خیلیں کی... گویا نہ تو انہوں نے  
بزید کو غلیظ مانا ہے نہ عبداللہ ابن زید کو... اس لیے اب ہمارے لیے  
کام کرنے کا وقت آگیا ہے... ہم امیر معاویہ کے دور میں پکھ بھی خیلیں  
لےکر... اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اختلافات بہت سخت تھے... ہر  
طرف ان کی نظریں تھیں، لیکن اب حالات ہمارے حق میں ہیں... اگر  
لوگ بزید کو پسند نہیں کرتے... حسین بن علی کے والد کی جگہ امیر  
معاویہ سے ہوئی تھی... اب ہم انہیں بزید کے مقابلے پر لا میں گے...  
جب وہ بزید کو مقابلے پر آئیں گے تو ایک بار پھر مسلمان آپس میں  
لڑیں گے... اور ہم فائدہ ہی فائدہ اٹھائیں گے... لہذا اے میرے  
ساتھیوں... تم حسین بن علی کو خطوط لکھو... کہ یہاں کوئی میں لوگ  
بزید کے خلاف ہیں، دوسرے صوبوں میں بھی یہی حال ہے... سب  
لوگ آپ کو پسند کرتے ہیں... اگر آپ یہاں آجائیں تو ہم بزید کو  
تحت سے اتار دیں گے اور آپ کو ظلیف بن عالیٰ گے اصل خلافت کے حق  
دار آپ ہیں نہ کہ بزید... اور لکھو کہ یہاں آپ کے طرف دار  
ہزاروں کی تعداد میں ہیں جو آپ پر جائیں شمار کرنے کا جذبہ رکھتے  
ہیں... بزید فاسق اور فاجر ہے... ہر وقت شراب پیتا رہتا ہے... اور  
بھی برے کام کرنے کا عادی ہے... ہم آپ کا بے چیزیں سے انتظار کر  
رہے ہیں... انہیں امید ہے... آپ ضرور آئیں گے اور اپنے ناتاکی  
امت کو جاہی سے بچائیں گے... بزید اگر اقتدار میں رہا تو یہ امت

گناہوں میں ڈوب جائے گی... اسے گناہوں سے بچانے کے لیے  
اس خالِم، فاسق اور فاجر کی حکومت سے بچانے کے لیے آپ کو آتا ہو  
گا... اس طرح کے خطوط تم سب لکھو اور بار بار لکھو... بار بار ان تک  
بچاؤ... تازہ دم گھوڑوں سے یہ کام لیا جائے تاکہ وہ آئے کے لیے  
بے چیز ہو جائیں... میں دیکھ رہا ہوں... یہاں شعث بن رعنی موجود  
ہے... چار بن الجیر موجودہ بزید بن حارث موجودہ، قیس بن اشعث  
موجود ہے... اور بہت سے لوگ یہاں موجود ہیں... تم سب کا کام  
اب بس یہی ہے کہ انہیں برابر خطوط لکھتے رہو... اور مجھے خبریں  
لکھاتے رہو... آج سے میں تمہارا سردار ہوں... تم جانتے ہو...  
برادر امام سليمان بن حرد ہے۔“

”ہاں! ہم آپ کو جانتے ہیں... ہم اپنا کام کرنا بھی جانتے  
ہیں... ہم ایسے خط لکھیں گے کہ حسین بن علیٰ خود اس طرف روانہ ہو  
جائیں گے... ادھر بزید کو جب ان کے آئے کی خبر ملے گی تو وہ ان کے  
 مقابلے پر فوج بیسیے گا... اس طرح دونوں کا تکلہ اور ہو گا... مسلمان ایک  
بار بھر آپس میں لڑیں گے... سبی ہمارا منصوبہ ہے...“

”بالکل تھیک... شباباں... مجھے ساتھ ساتھ اطلاعات دیتے  
ہیں۔“

”مہبت بہتر۔“

پھر سکرین پر تیز رفتار گھوڑے ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر

بہت اچھا سلوک کرتا چاہئے... سب لوگ ان سے دھڑا دھڑ بیعت  
کرنے لگیں گے... وہ یہ حالات دیکھ کر حضرت امام حسینؑ کو لکھ دیں  
گے کہ یہاں حالات ان کے موافق ہیں... لہذا وہ یہاں آ جائیں...  
ال طرح ہو سکتا ہے اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ شامل ہو  
جائیں... یہاں زیادہ تر زیادہ لوگ ان کے ساتھ آئیں گے تبھی<sup>۱</sup>  
پہنچنا کہہ ہو گا... ادھر سے یہ یہاں پر اٹکر لے کر نکل گا تو صفين کی  
لائی کی یاد تازہ ہو جائے گی... جب ملائی اور امیر معاد یہ آپس میں  
کرائے تھے... اور 70 ہزار کے قریب مسلمان دوتوں طرف کے  
ارے گئے تھے... ایسا کوئی صرک ہوتوبات بنے۔

”تمیک ہے... تم مسلم بن عقیل کے ساتھ بہت اچھا سلوک  
کریں گے۔“

”اس سے کیا ہو گا؟“

”اس سے یہ ہو گا کہ وہ حسین بن علیؑ گوہر را بیخا میجھیں گے...  
فرمایاں آ جائیے سب لوگ آپ کو خلیفہ بنانے پر تیار ہیں۔“

”پھر اس سے کیا ہو گا...“

”اس سے یہ ہو گا کہ وہ یہاں آئیں گے... یہ اپنی یہاں  
نے سے روکنے کے لیے فوج بیسے گا... ادھر بھی مسلمان ہوں گے اور  
بھر بھی...“

”لیکن... سننے میں تو صرف یہ آیا ہے کہ حسین بن علیؑ صرف

دوڑھ نظر آئے... وہ خطوط لارہنے لے جا رہے تھے خطوط پر چھے جا  
رہے تھے اور ان کے جوابات لکھنے جا رہے تھے... آخر ایک چھوٹا سا  
لٹکر روانہ ہوتا نظر آیا... پھر اس کرے میں وہ لوگ مجع نظر آئے...  
ایک نے کہا۔

”وہ جمل پڑے ہیں... لیکن ہمارا خیال غلط ثابت ہو گیا...  
ان کے ساتھ صرف ان کے گھر کے افراد ہیں... باقی لوگوں نے انہیں  
اس سفر سے منع کیا تھا... اور جب وہ نہ مانے جب انہوں نے ساتھ  
چلنے سے بھی انکار کر دیا۔“

”انہوں نے ایسا کیوں کیا... کیا کہا انہوں نے۔“  
”انہوں نے حضرت امام حسینؑ سے کہا ہے کہ لوگوں نے  
آپؑ کے والد کو دھوکے پر دھوکے دیے ہیں... پھر آپؑ کے بھائی حسنؑ  
کو بھی دھوکا دیا... یہ آپؑ کو ضرور دھوکا دیں گے... لیکن حضرت امام  
حسینؑ نے ان کی کوئی بات نہ مانی... اور کہا آپؑ لوگ میرا ساتھ نہیں  
دیتے نہ دیں... میں ضرور جاؤں گا... اس پر انہوں نے ایک اور  
مشورہ دیا کہ پہلے کسی کو کوئی بھیج کر حالات معلوم کرالیں... انہوں  
نے یہ مشورہ مان لیا ہے...“

”سب پھر... انہوں نے کے بھجا ہے۔“  
”اپنے بچاڑا او بھائی مسلم بن عقیل کو۔“

”اوہ اچھا... خیر... جب وہ کوئے آئیں تو ان کے ساتھ

اپنے گھر کے لوگوں کے ساتھ آ رہے ہیں، ان کے ساتھ کوئی فوج نہیں  
ہے۔"

"دیکھے مجھے... پورا کوف ان سے بیت ہونے کے لیے تیار  
ہے... ہم ان کی طرف سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں...  
تاکہ آپ کا اطمینان ہو جائے... آئیے ہم کوف جا کر بڑی مسجد میں  
پڑتے ہیں... یہ کام وہیں کر لیں گے۔"

"اور کوف کے گورنر... کیا وہ آڑے نہیں آئیں گے  
کلاں نہیں بیس گے۔"

"وہ بہت نرم ہرماں آدمی ہیں... نعمان ہن بیشتر... وہ  
ہم نے جو سوچا تھا... وہ نہیں ہو گا... لیکن کچھ تھو نے سے کچھ ہونا بہتر  
آئیں گے ضرور... لیکن پورے شہر کو دیکھ کر کچھ نہیں کریں گے... کچھ  
ہے... آنے والے... ہمارا کیا جاتا ہے... مگر انہیں گے تو پھر بھی مسلمان  
لہیں لگیں گے... آپ چلے۔"

پھر لوگوں کا اڑدھام ایک بہت بڑی مسجد میں نظر آیا... لوگ  
لادھ آنے والے کے ہاتھ پر بیعت کرتے نظر آئے... ایسے میں  
لکرین ایک لمحے کے لیے تاریک ہو کر پھر روشن ہو گئی... امر پھر کی آوازیں ابھریں... کوف کے گورنر مسلم دستے کے  
ایک گھوڑے سوار شہر میں داخل ہوتا نظر آیا... لوگ اس کی طرف تاکہ مسجد کی طرف آ رہے ہیں۔"

دوڑتے نظر آئے... بے شمار لوگوں نے اسے روک لیا اور پوچھنے لگے۔ "پرواہ کرو... اپنا کام کرو... جب ہم یہاں کو ظیفہ نہیں  
کیا آپ مسلم بن عقلیں ہیں... حضرت حسین بن علیؑ کے لئے وہ انہیں کیوں گورنر نہیں۔"

ایسے میں مسلم دستے مسجد کے دروازے پر بیٹھ گیا... ایک  
چیخار او بھائی۔"

"ہاں! میں مسلم بن عقلیں ہوں... حضرت حسین بن علیؑ نے وہی نہیں کی آواز ابھری:  
مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے... تاکہ میں دیکھوں جو تم نے لکھا  
وہ پر بیعت کر لی ہے، انہیں اپنا خلیفہ مان لیا ہے، ان حالات میں تمہارا  
ہے... وہ حق ہے یا نہیں۔"

"ہاں! سبھی اطلاعات ہیں... ووسرے تمام صحابہؓ اور ان کی  
اولاد نے حسین بن علیؑ کا ساتھ نہیں دیا، وہ ان کے ساتھ نہیں... بلکہ ان  
بے نے انہیں روکنے کی پر زور کوشش کی ہے، لیکن یہ اور بات ہے کہ  
ہمارے خطوط کی وجہ سے وہ رک نہیں، انہوں نے کسی کی بات نہیں  
مانی... اس لیے صرف ان کے گھر کے لوگ آ رہے ہیں... اس طرح  
ہم نے جو سوچا تھا... وہ نہیں ہو گا... لیکن کچھ تھو نے سے کچھ ہونا بہتر  
ہے... آنے والے... ہمارا کیا جاتا ہے... مگر انہیں گے تو پھر بھی مسلمان  
لہیں لگیں گے... آپ چلے۔"

"جی ہاں! یہ تو ہے..."

لکرین ایک لمحے کے لیے تاریک ہو کر پھر روشن ہو گئی... امر پھر کی آوازیں ابھریں... کوف کے گورنر مسلم دستے کے

ایک گھوڑے سوار شہر میں داخل ہوتا نظر آیا... لوگ اس کی طرف تاکہ مسجد کی طرف آ رہے ہیں۔"

دوڑتے نظر آئے... بے شمار لوگوں نے اسے روک لیا اور پوچھنے لگے۔ "پرواہ کرو... اپنا کام کرو... جب ہم یہاں کو ظیفہ نہیں

کیا آپ مسلم بن عقلیں ہیں... حضرت حسین بن علیؑ کے لئے وہ انہیں کیوں گورنر نہیں۔"

"لوگوں ایتم کیا کرو رہے ہو... مسلمانوں نے امیر بن یہاں کے  
مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے... تاکہ میں دیکھوں جو تم نے لکھا  
وہ پر بیعت کر لی ہے، انہیں اپنا خلیفہ مان لیا ہے، ان حالات میں تمہارا  
ہے... وہ حق ہے یا نہیں۔"

بزار ہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے... سارے حالات  
تارے بالکل موافق ہیں... لہذا آپ آ جائیں...“  
سکرین تاریک ہوتی پھر روشن ہوتی... ایک تنہ پر شامانہ  
انداز سے ایک شخص بیٹھا نظر آیا... کسی نے بلند آواز میں کہا۔

”کوفے سے پیغام آیا ہے...“  
”بھیج دو...“ اس نے کہا۔

ایک نوجوان اندر داخل ہوا اور ادب سے بولا۔

”اے امیر احسین بن علی کے پیچازاد بھائی کو فتح کے  
ہیں اور ہزار ہالوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔“  
”اوہ اچھا... میں ان لوگوں کا بندوبست کرتا ہوں...  
سر جون کو بناو۔“

فوراً ہی ایک غلام اندر آیا:

”کیا حکم ہے سرکار۔“ اس نے کہا۔

”تمہیں معلوم ہے... حسین بن علی کے پیچازاد بھائی مسلم  
بن عقیل کو فتح کئے ہیں، وہاں کے بزارہا بے وقوف نے ان کی  
بیعت کر لی ہے... اب ظاہر ہے، وہ حسین بن علی کو نکالیں گے کہ وہ  
آجائیں... اس طرح ایک بار پھر ہنگامہ ہو گا... اسی حتم کا ہنگامہ جیسا  
علیٰ کے زمانہ میں ہو چکا ہے... لہذا تم بتاؤ... میں ان حالات میں کیا  
کروں؟“

ایسا کرنا محیک نہیں... یہ خلیفہ کے خلاف کھلی بغاوت ہے اور امیر زید  
اس بات کو ہرگز پسند نہیں کریں گے... وہ پھر تم لوگوں پر بھتی کریں  
گے...“

”بھیں کوئی پرانیں۔“ مجع چلا یا۔

”دیکھو... میں تم سے یہ کہتا ہوں... شورش برپا نہ کرو...  
بہت مشکل سے مسلمان ایک ہوئے ہیں... حسن بن علیؑ کی مثال سامنے  
رکھو... انہوں نے مسلمانوں کو ایک تبع کر دیا تھا... امیر معاویہ کے  
ہاتھ پر بیعت کر لی تھی... پوری امت مسلم کا خلیفہ انہیں مان لیا تھا...  
اب وہ زید کو خلیفہ بنانے کے ہیں... امیر زید جیسے بھی ہیں... مسلمان  
ایک جگہ تبع تو چیز آپس میں لڑ رہا تھا... میں اس لیے تم لوگ ایسا  
نہ کرو... اور انہیں واپس بھیج دو... یہ واپس جا کر حضرت حسینؑ  
سمجا میں... وہ شام کا رخ نہ کریں۔“

”دیکھیں! ایسیں ہو گا...“ مجع پھر چلا یا۔

آخر نے والے واپس لوٹ گئے۔

”آپ نے دیکھا... یہ لوگ ہم سے ڈر کر واپس چلے گئے...  
اس لیے کہ آپ کے ساتھ ہیں... اسی طرح مصر اور لاهور کے  
لوگ بھی آپ کے ساتھ ہیں... بس آپ انہیں پیغام لکھ کر بھیج دیں کہ  
وہ جس قدر جلد ہو سکے... آ جائیں۔“

”محیک ہے... میں انہیں لکھ دیتا ہوں... یہاں آتے“

”آپ میرا مشورہ مانیں گے ... جو میں کہوں گا... کرے۔“

”تمہارے ہی مشورے پر تو عمل کرتا ہوں۔“ امیر نے کہا۔

”تو پھر سننے اے امیر بیزید! نعمان بن بشیر سے وہاں... حالات قابو میں نہیں آئیں گے ... بھرے کا حاکم عبید اللہ بن زبیر... وہ اس کام کے لیے بہت مناسب رہے گا... میں اس کے ہمراہ کو جانتا ہوں ... بہت سخت ہے ... وہاں پہنچنے ہی حالات قابو میں لے گا۔“

”اچھی بات ہے ... تمہارے مشورے کو مانتا ہوں ... عبید اللہ بن زیاد کو حکم لکھتا ہوں کہ میں نے بھرے کے ساتھ اسے کوئی اس مسجد کے باہر آ کر کے ... وہ گھوڑوں سے اتر گئے اور مسجد میں داخل ہو گئے ... پھر مسجد سے اعلان کیا گیا۔“

”امیر بیزید نے کوفہ کے حاکم نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا ہے ... پھر جو حالات ہوں گے ... دیکھا جائے گا... امید ہے ... مسلم بن عقیل کی گرفتاری کی خبر سن کر حسین بن علیؑ ویس رک جائے ... اور مجھے عبد اللہ بن زیاد کو یہاں کا والی مقرر کیا ہے ... یعنی بھرے کے ساتھ میں اب یہاں کا بھی حاکم ہوں ... کوفہ کے کے۔“

”یہ بعد کی بات ہے ... فوری طور پر آپ یہ کام اُوکوں سے بہت ضروری پیغام سنانا ہے ...“ فوراً اس لوگ مسجد میں آجائیں ... اور جو مسجد میں نہ سماں کیں وہ مسجد کے گرد جمع ہو جائیں۔“

”اچھی بات ہے۔“ سکرین تاریک ہو کر پھر روشن ہوئی ... اور چند گھوڑے آئے ... اس طرح مسجد جلد ہی پھر گئی ... پھر اُوگ مسجد کے باہر نظر من چھپائے ایک شہر میں داخل ہوتے نظر آئے ... وہ فوراً کوٹ آئے ... اس وقت عبد اللہ بن زیاد کی آواز گوئی:

”والی نعمان بن بشیر کے پاس پہنچے ...“

”نعمان بن بشیر! امیں عبد اللہ بن زیاد ہوں ... امید بیزید نے مجھے کوفہ کا حاکم مقرر کیا ہے ... آپ امیر بیزید کے پاس چلے جائیں ...“

”میں خود یہاں نہیں رہتا چاہتا ... ان حالات میں کون اپنی گردن پھنسائے۔“ وہ یوں لے۔

”تحمیک ہے ... اب میں ان لوگوں کو سیدھا کرتا ہوں ... آؤ بھائی۔“

ان الفاظ کے ساتھ گھوڑے دوڑتے نظر آئے ... اور پھر وہ

عبید اللہ بن زیاد کو حکم لکھتا ہوں کہ میں نے بھرے کے ساتھ اسے کوئی اس مسجد کے باہر آ کر کے ... وہ گھوڑوں سے اتر گئے اور مسجد میں داخل ہو گئے ... وہاں جائے اور مسلم بن عقیل کو گرفتار کیا گیا۔

”امیر بیزید نے کوفہ کے حاکم نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا ہے ... پھر جو حالات ہوں گے ... دیکھا جائے گا... امید ہے ...“

مسلم بن عقیل کی گرفتاری کی خبر سن کر حسین بن علیؑ ویس رک جائے ... اور مجھے عبد اللہ بن زیاد کو یہاں کا والی مقرر کیا ہے ... یعنی بھرے کے ساتھ میں اب یہاں کا بھی حاکم ہوں ... کوفہ کے

”یہ بعد کی بات ہے ... فوری طور پر آپ یہ کام اُوکوں سے بہت ضروری پیغام سنانا ہے ...“ فوراً اس لوگ مسجد میں

آجائیں ... اور جو مسجد میں نہ سماں کیں وہ مسجد کے گرد جمع ہو جائیں۔“

”اعلان پار پار دہرا�ا جانے لگا... لوگ دوڑ دوڑ کر آتے نظر

سکرین تاریک ہو کر پھر روشن ہوئی ... اور چند گھوڑے آئے ... اس طرح مسجد جلد ہی پھر گئی ... پھر اُوگ مسجد کے باہر نظر

من چھپائے ایک شہر میں داخل ہوتے نظر آئے ... وہ فوراً کوٹ آئے ... اس وقت عبد اللہ بن زیاد کی آواز گوئی:

بن زیاد کے سامنے پہنچا تو وہ بے جھی کے عالم میں بُل رہا تھا... فوراً مزرا  
اور بولا:

"کیا خبر ہے..."

"خبر یہ ہے امیر... کہ مسلم بن عقیل بانی بن عروہ کے گھر  
تل نہیں ہوئے ہوئے ہیں اور بے شمار لوگ ان کے گرد جمع ہیں... ان  
ولادت میں تو یہاں سے انہیں گرفتار کرنا آسان کام نہیں ہو گا۔"

"بانی بن عروہ کو پیغام دو... امیر عبداللہ بن زیاد نے اسے  
پناہ دے گا... یا جس کے گھر رہنے کی بھی اطلاع ملے گی کہ اس-

مسلم بن عقیل کو پناہ دی ہے... میں ساتھ میں اسے بھی قتل کر دوں گے  
وہ اسی وقت گھوڑوں پر روانہ ہوئے... جلد ہی ایک اویز عمر

اوی کو لیے ہواں پہنچ۔

"بانی بن عروہ حاضر ہے۔"

"بانی بن عروہ... مسلم بن عقیل کہاں ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم۔"

عبداللہ مجہد سے اکلا اور گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا... ار-

ساتھ آنے والے بھی انگلی تکواریں لہراتے روانہ ہوتے...

پھر وہ قصر امارت میں داخل ہوتے نظر آئے... وہاں

بڑی تعداد میں موجود تھے... عبد اللہ نے فوراً کہا۔

"جاو... جا کر مسلم بن عقیل کا ہا چلاو... وہ کس ہے۔"

یہ کہہ کر ابن زیاد نے اس کے سر پر ایک ضرب لگائی... پھر

"امیر بن علی کے بھائی مسلم بن عقیل یہاں آئے ہوئے ہیں... میں نے  
ٹاہے حسین بن علی کے بھائی مسلم بن عقیل یہاں آئے ہوئے ہیں۔  
اور تم لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہو... یاد رکھو... یہ امیر بن  
کے خلاف کھلی بغاوت ہے... وہ مسلمانوں کے خلیفہ ہیں اور ایسکا  
بات ہرگز بروادشت نہیں کر سکتے... لہذا میں تم لوگوں پر واضح کر  
چاہتا ہوں... مسلم بن عقیل کو فوراً میرے حوالے کر دو... جو شخص ان  
پناہ دے گا... یا جس کے گھر رہنے کی بھی اطلاع ملے گی کہ اس-

مسلم بن عقیل کو پناہ دی ہے... میں ساتھ میں اسے بھی قتل کر دوں گے

میں یہاں سے سیدھا قصر امارت جا رہا ہوں... مسلم بن عقیل کو

پہنچا دیا جائے... یہ میرا حکم ہے... ورنہ بدرے انجام کے لئے تو

جاو۔"

اس اعلان نے سنتی طاری کر دی... لوگ جاتے نظر آئے...

پھر وہ قصر امارت میں داخل ہوتے نظر آئے... وہاں

بڑی تعداد میں موجود تھے... عبد اللہ نے فوراً کہا۔

"جاو... جا کر مسلم بن عقیل کا ہا چلاو... وہ کس ہے۔"

نہیں ہوئے ہیں۔"

وست فوراً روانہ ہو گیا... پھر وہ واپس آتا نظر آیا...

"اے قید میں ڈال دو... اور رات کے وقت جا کر مسلم  
عقلیں کو اس کے گھر سے پکڑ لانا۔"

عکریں تاریک ہو کر پھر روشن ہو گئی...  
ایک شخص دوڑتا ہوا باتی بن عروہ کے گھر میں داخل ہوا اور بڑا  
آواز میں بولا۔

"باتی کو این زیادتے قید کر لیا ہے۔"  
اندر مسلم موجود تھے... انہوں نے تکوار ہاتھ میں لے لی  
بلند آواز میں بولے:

"آدمیرے ساتھ ہم باتی کو آزاد کرائیں گے۔"  
مسلم کے ساتھ ہزاروں آدمی قصر امارت کی طرف بڑھتے  
آئے... قصر امارت کی چھت پر سے کسی نے کہا:

"امیر نے باتی کو صرف بات چیت کے لیے روک لیا ہے  
وہ خیرت سے ہیں... انہیں کوئی خطرہ نہیں، آپ سب لوگ  
جائیں..."

"لوگو! یہ بات درست نہیں ہے... ہم باتی کو ساتھ  
جائیں گے۔" مسلم بن عقلیں نے کہا۔

اب محل کی چھت پر سے بہت سے لوگوں نے بار بار کہنا شروع  
کیا... باتی خیرت سے ہے... سب لوگ یہاں سے لوٹ جائیں  
ورنہ امیر ختنی سے ہیں آئیں گے۔"

وہ لوگ یہ کہتے ہوئے داپس چانے لگے کہ لوگوں... جب نی  
خیرت سے ہے تو ہم کیوں بیکام کریں... آؤ جیں... آؤ جیں۔"  
مسلم بن عقلیں انہیں روکتے رہ گئے... لیکن وہ سب لوٹ  
گئے... مسلم دباں جب اسکیلے رہ گئے تو ماہیوں ہو کر داپس پلتے...  
راستے میں ایک گورت سے پانی مانگا... پھر اس گورت کے گھر میں  
انہوں نے پناہی... اس گورت کا اندر وہ داخل ہوتا نظر آیا، اس نے  
مسلم کو دیکھ لیا... وہ فوراً باہر نکلا اور ایک شخص کے پاس گیا اور راز  
دار ائمہ اذماز میں بولا۔

"اے محمد بن اشعث... مسلم ہمارے گھر میں چھپا ہوا ہے۔"  
محمد بن اشعث قصر امارت کی طرف روان ہوا اور عبید اللہ بن  
زیاد سے بولا۔

"اے امیر! مسلم ہمارے گھر میں چھپا ہوا ہے۔"  
وہ! بہت خوب! کام بکن گیا... اس نوجوان کے ساتھ جاؤ  
اور مسلم کو پکڑ کر لے آؤ اگر وہ مقابلہ کرنے کی کوشش کریں تو گھیر کر پکڑ  
لینا۔"

"بہت اچھا۔"

اب ایک دست اس نوجوان محمد بن اشعث کے ساتھ روان  
ہوا... اور اس کے گھر پہنچا... مسلم بن عقلیں باہر نکلے... سواروں کو  
دیکھ کر انہوں نے تکوار نکال لی...  
www.allurdu.com

" تمہارے لیے امان ہے ... تمہاری جان کو کوئی خطرہ نہیں ... امیر عبید اللہ صرف تم سے بات چیت کرتا چاہتا ہے۔"

مسلم نے تکوار میان میں رکھ لی ... اب یہ لوگ انہیں محلی طرف لے چلے ... پھر وہ محل میں داخل ہوتے نظر آئے ... عبید اللہ بن زیاد کے سامنے انہیں پیش کیا گیا ... اس نے کہا۔

" انہیں محل کی محنت پر لے جا کر قتل کر کے الاش نیچے پہنچ دو ... تاکہ لوگ دیکھ لیں ..."

اس وقت تک محل کے نیچے بے شمار لوگ جمع ہو چکے تھے اور شور چارہ ہے تھے ... بانی کو چھوڑ دو ... مسلم کو چھوڑ دو ... نہیں تو ہم محل کی ایسٹ سے ایسٹ بجاؤں گے۔"

ایسے میں دو لاشیں اوپر سے نیچے وہڑا م دھڑا م گریں ... لوگ ان لاشوں کو دیکھ کر اس طرح بھاگ چھیے انہوں نے موت کو دینے لیا ہو ... آن کی آن میں وہاں کوئی بھی نہ رہا۔

سکرین تاریک ہو گئی ... جلد ہی پھر روشن ہو گئی ... ایک گھوڑے سوار سر پت دوڑتا نظر آیا ... پھر وہ حضرت صین بن علی کے قافلے کے پاس پہنچ کر رکا اور بولا:

" اے حسین بن علی ... جلدی نہ کریں ... آپ اس طرز تج جائیں ... مسلم بن عقیل ... آپ کے بھائی کو عبید اللہ بن زیاد نے قتل کر دیا ہے ..."

" اَللّٰهُ وَالنَّاسُ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ - " ان کے مت سے انکا ... پھر وہ بولے۔

" کیا ہمیں واپس لوٹ جانا چاہئے۔"

" نہیں ... اب ہم اپنے والد کا انتقام لیں گے ... ہم نہیں رکیں گے ... مسلم بن عقیل کے بچے بول اٹھئے۔"

" تم نے نا اے پیغام بر ... انہوں نے کیا کہا ہے ... اب ہم نہیں رک سکتے ... ہمیں جانا ہو گا۔"

" لیکن مسلم بن عقیل کا آپ کے نام پیغام یہ ہے کہ آپ اس طرف نہ آئیں ... یہ لوگ آپ کا ساتھ نہیں دیں گے ... یعنی جن لوگوں نے آپ کو خلوطاً لکھ کر بلوایا ہے ... ساتھ نہیں دیں گے۔"

" کچھ بھی ہو ... اب جانا ہو گا۔"

پھر وہ قدر روانہ ہوتا نظر آیا اور آخراً یک میدان میں آ کر رکا ... اس کے ایک طرف دریا نظر آیا، دوسری طرف سے قریباً ایک ہزار سواروں کا لشکر آتا نظر آیا ... یہ لشکر ان سے کچھ فاصلے پر آ کر رکا ... پھر قرباً چار پانچ ہزار سواروں کا لشکر آتا نظر آیا ... اب دو تلوں طرف کے لشکر اپنی صیفی بناتے لگے ... ایک طرف پانچ چھتے ہزار کا لشکر تھا، دوسری طرف صرف 70 افراد ... جن میں نہیں اور عورتیں بھی شامل تھیں ... پھر ان 72 کے لشکر میں سے ایک گھوڑے سوار میدان میں آگے بڑھا ... اس نے بلند آواز میں کہا۔

"لوگو! وقار انہیرو! جلدی نہ کرو... مجھے اپنی بات کہہ لینے دو... دیکھو میں حسین بن علی ہوں... تمہارے نبی کا نواس... تم میرے خون کے پیاسے ہو! جب کہ میں خود نہیں آیا... مجھے بلا یا گیا ہے... یہ دیکھو میرے پاس خطوط سے بھرا تھیا موجود ہے... اس میں وہ خطوط ہیں ہو مجھے لکھئے گئے کیا تم لوگ اس بات سے انکار کر سکتے؟" کتم نے ہی یہ خط لکھتے تھے، اگر نہیں تو پھر تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہئے ہو... میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں... پہلی یہ کہ جس طرف سے آیا ہوں اسی طرف سے داپس چلا جاؤں... دوسرا یہ کہ تم مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو... میں وہاں اسلامی افکر میں شامل ہو کر جہاد کر دوں گا... یا تم مجھے بزید کے پاس جانے دو... میں اپنا معاملہ اس سے خود طے کر لوں گا۔" یہاں تک کہ کرسوار خاموش ہو گیا۔

"ہم نے آپ کو کوئی خط نہیں لکھے... آپ کے لیے صرف ایک صورت ہے وہ یہ کہ آپ بزید کی بیعت کر لیں... اسی صورت میں آپ کو زندہ چھوڑا جا سکتا ہے۔"

"میں بزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دوں گا... ہاں اس سے نہیں ان میں سے چند ایسے بھی تھے جو کسی خاص چیز کو علاش کر رہے ہیں... یہیں ان میں سے چند ایسے بھی تھے جو کسی خاص چیز کو علاش کر رہے ہیں... ستو! اے شبت بن ربانی! اے جمار بن الجبر! اے بیزید بن حارث! اے قیس بن اشعث! اے عمر و بن حجاج! زبیدی!... کیا تم نہیں لکھے... یہاں تک کہ وہ دریا کے کنارے پہنچ گئے... انہوں نے اس مجھے خط نہیں لکھے۔"

"نہیں؟ ہم نے آپ کو کوئی خط نہیں لکھے، یہ غلط ہے۔" "امری طرف سے کتنی آوازیں ابھریں۔

"لیکن میرے پاس یہ خطوط کا تھیا موجود ہے... اس میں تم بوجوں کے خطوط ہیں۔"

"دیکھو کیوں کر رہے ہیں... ان پر حمل کیوں نہیں کرتے؟" کسی نے چیخ کر کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس طرف سے تیروں کی بارش شروع ہی... اس طرف سے بھی تیر اندازی شروع کردی گئی... لیکن یہ بے پارے تھے ہی کہتے اس طرف سے ہزار ہاتھ آ رہے تھے... جب کہ ال طرف سے 50 تیر ایک وقت میں نہیں جا رہے تھے... ایک برا من تواریں لیے ان پر ثوٹ پڑا... اور دیکھتے ہی دیکھتے ہی دیکھتے ہیں 50 کے ایک لاشیں بکھری نظر آئیں...

ان کا مال اوث لیا جائے۔" کسی نے چیخ کر کہا۔

پھر وہاں اوث مار شروع ہو گئی... سب لوگ اوث مار کر رہے

تھے یہیں ان میں سے چند ایسے بھی تھے جو کسی خاص چیز کو علاش کر رہے ہیں... ستو! اے شبت بن ربانی! اے جمار بن الجبر! اے بیزید بن حارث! اے قیس بن اشعث! اے عمر و بن حجاج! زبیدی!... کیا تم نہیں لکھے... یہیں کھولا اور خطوط دریا میں اٹھ دیے... خطوط پانی پر گرتے اور

آگے جاتے نظر آئے... یہاں تک کہ حسینا خالی ہو گیا... ساتھ ہی ار  
لوگوں کے چہروں پر مسکرا بیٹیں تیر لگیں... ایک نے کہا۔

"اب کوئی یہ بات ثابت نہیں کر سکے گا کہ حسین بن علی ہے۔  
نے خطوط لکھ کر بلا یا تھا... اس لیے ہم اس لشکر میں شریک ہو  
تھے... یہ بھگڑا بھی قسم ہوا... اب آگے دیکھتے ہیں... کیا ہوتا ہے۔  
حسین بن علی اور ان کے گھرانے کا قتل کیا تبدیلیاں اتا ہے۔"  
ان الفاظ کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی... ایسے  
انہوں نے ایک حیرت زدہ آواز سنی۔



"اف مالک! یہ کس قدر حیرت کی بات ہے... جن لوگوں  
نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خود خطوط لکھ کر بلا یا... وہ اس  
ون میں موجود تھے جو انہیں ٹھہر نے کے لیے آئی تھی۔"

"تھی ہاں! وہ ن صرف فوج میں شامل تھے بلکہ انہوں نے ہی  
ان افراد کو قتل کیا یا ان کے قتل کا سامان پیدا کیا... اس کیست سے بھی  
یہ بات ثابت ہے... اس لیے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اگر  
یہی تک پہنچ جاتے تو وہ ان کے خطوط ان کے سامنے کر دیتے اور  
کہتے... اب بتائیئے، میرا کیا قصور ہے... پھر ان سب لوگوں کو غداری  
کے برم میں گرفتار کر کے قتل کیا جاتا... اس کا حل انہوں نے یہ سوچا کہ  
ہم کوں گرفتار ہوں، ہم کوں مصیبت میں پہنچیں... انہی کو کیوں نہ قتل  
کر دیا جائے... چنانچہ انہوں نے صلح کی بات پیش ہر طور پر ناکام بنا  
لی... جس طرح ان لوگوں نے حضرت عائش رضی اللہ عنہ اور حضرت  
علی رضی اللہ عنہ کے لشکروں میں دونوں طرف سے تیر پلا کر لا ای شروع  
لرائی... اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہؓ کی

## خبردار

فوجوں کے درمیان بھی صلح نہ ہونے والی... اور آخراً ایسی ہو کر رہی...  
ان آپس کی لڑائیوں سے اگر کوئی اپنا دامن صاف پہاڑے... وہ تھے  
حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ... لیکن ہم دیکھتے ہیں... لوگوں نے  
حضرت حسنؑ کو کیا کچھ بھی کہا... برائے بھلا کہا یہاں تک کہ شہید تک  
کیا... آئیے اس کے بعد والی کیست ذرا دیکھتے ہیں... اب یہ لوگ  
ہمیں کیا دھکاتے ہیں... کیونکہ واقعہ کر جلا کے بعد کے واقعات تو ہمیں  
اچھی طرح معلوم ہیں... اس قائلے کے زندہ بیج جانے والے افراد کو  
یعنیہ کے دربار میں پیش کیا گیا تھا، اس نے انہیں باعزت واپس مدد نے  
روان کر دیا تھا... پھر یہ یتنے کئے پڑھاتی کی تھی... کیونکہ وہاں  
عبداللہ بن زیر رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت قائم کر لی تھی... اس جگہ  
میں حضرت عبد اللہ بن زیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے... اس کے بعد  
یزید کی موت واقع ہو گئی تھی اور یزید کا بینا تحفظ پر بیٹھا تھا، لیکن بہت کم  
مدت کے لیے حکمران رہا... اور مر گیا... پھر ایک شخص مختار ثقیل افہا،  
اس نے حضرت امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے قاتلوں کو گرفتار کر  
کے انہیم سک پہنچانے کا تغیرہ پاندہ کیا اور اپنے گرد بہت سے لوگ جمع کر  
لیے... اسی طرح آہست آہست وہ وقت پکڑتا چلا گیا اور عبد اللہ بن زیاد اور شہزادہ امین سما کہا کرتا تھا، علیؑ میں اللہ تعالیٰ حلول کر گیا ہے... علیؑ خود  
ثہر بن حییے لوگ جو میدان کر جاتا ہیں قتل حسینؑ میں شریک تھے... ان میں وغیرہ... اسی گروہ کے لوگ بھی اسی حرم کی یاتیں کرتے سنائی  
س کو اس نے چن کر پکڑا دیا اور قتل کر دیا... لیکن آخر میں خود اسی... ایک نے اعلان کیا کہ مجھ میں علیؑ کی روح حلول کر گئی ہے...  
نے ثبوت کا دعویٰ کر دیا... پھر خود قتل ہوا... اور یہ سلسلہ جاری رہا... اسے نے دعویٰ کیا کہ مجھ میں فاطمہؑ کی روح حلول کر گئی ہے...  
لے تک کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دور آیا... یہ شہری

تیرے نے کہا کہ مجھ میں جبرائیل کی روح ہے... لوگوں نے جب ان کی اوٹ پاگ ک باتوں کو سناتو مارا پیا... معز الد ولہ کو پتا چلا تو وہ فتنہ شیعہ ذہن رکھتا تھا... علوی خاندان کے ذریعے اسلام ان تک پہنچا تو .. اور یہ لوگ شیعہ کو ہی اسلام سمجھتے تھے... چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کو بلوایا، ان کے خیالات نے... اسے ان کے خیالات بہت پنا آئے... اور احالاں کر دیا کہ کوئی انہیں شمارے پئیے... بلکہ سب لوگ آن کی عزت کریں... معز الد ولہ کا دارالخلاف بغداد ہاں از اسلام کرنے کا حکم دیا... ان لوگوں نے اس پر قبضہ جھا لیا... اور اپنے حرم کے خیالات پھیلنے لگے... پھر معز الد ولہ نے ایک نیا کام شروع کر دیا... یہ تھی ماتم کی ابتداء... صاف اور اس کام کا مخصوصہ اسے انہی لوگوں نے دیا تھا... جو یہ کہتے تھے کہ اللہ ہے... یہ لوگ باغی گروہ کے تھے... دوسو سال تک یہ لوگ کے اندر رہی، قاطرہ اور جبرائیل کی روحیں ملول کر گئی ہیں، اسی نامہ بوش رہے، کیونکہ خواہی کے دور میں ان کا بس نہ چل سکا... پھر جامع مسجد کے دروازے پر لکھوا دیا "امیر معاد یہ پر لعنت اور انہی اور کے شروع میں بھی یہ پکھنہ کر سکے... جب وہ کمزور ہو گئے تو انہیں نے پھر میدان میں نکلنے کی کوشش کی... اور اپنے اس روپ میں غصب ہو۔

یہ معز الد ولہ نے انہی لوگوں کے کہنے پر لکھوا دیا... پھر انہی اور آئے جس روپ میں عبد اللہ ابن سبانا تھا... مطلب یہ کہ حضرت نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ما تھی جلوس نکالا کرے... غم حسین میں نہ نٹا کے رو سے جو لوگ خود کو ہیغان علی کہنے لگ گئے تھے... شروع سے دکانیں بند کر دیا کرے... لوگ دس محروم کو سیاہ لباس پہننا کریں، نٹا کے خیالات وہ نہیں تھے جو بعد میں شیعوں کے بن گئے... حضرت عورتیں اپنے پال گھوول کر باہر نکل کر اس جلوس میں شرکت کیا کریں، نٹا نے ایسے خیالات رکھنے والوں کو جلوادیا تھا... وہ سب لوگ جلائے سب لوگ اپنا سینا کوتا کریں... یاں تو چاکریں... مریئے پڑھا کر لئے نہ سالی تھے... لیکن ظاہر ہے... سب کے سب تو جلوائے نہیں جا اس سے امام حسین کا غم تازہ ہوا کرے گا... 352 ہجری میں ایسا تھے... پکھنچ گئے تھے... ان لوگوں نے ہی وہ بارہ یہ خیالات کا جلوس شروع کیا... ہجری 353 میں بھی یہ جلوس نکالا گیا... وہ نے کیے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہنا شروع کر دیا...

نکالے جائیں تو ایک فضا قائم ہو جائے گی... غم ہر سال تجز ہو جایا کرے گا... اس طرح اگر پوری دنیا کے مسلمان اس طرح دس محرم کو یہ غم منانے لگ جائیں تو اس کے وہ تماج نکل سکتے ہیں... جو ہم چاہتے ہیں... ”

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ اس طرح پوچکے... جیسے کوئی خواب دیکھتے رہے ہوں۔

” یہ کیا... ابا جان! ہم اس دوران بالکل یہی محبوں کرتے رہے ہیں... جیسے ہمارے ساتھ ان واقعات کی فلم چل رہی ہو... یہ ایک دل والا کام آپ نے کیسے سنچال لیا۔“

” خود مجھے معلوم نہیں ہوا کہ میں نے تقریب شروع کر دی جسے...“

” لیکن یہ تو آپ کے خیالات نہیں... کیا خبر... ان بڑویوں نے اگلی فلموں میں کیا پچھہ فلمایا ہو۔“

” آؤ... دیکھ لیتے ہیں۔“ وہ عجیب الگداز میں مکرائے۔

” آپ کی مکراہت عجیب ہی ہے۔“

” ہاں اس لیے کہ میں نے ہماری کاہبت غور سے مطابعہ کیا ہے... اور بہت ہی تاریخی کتب کا آپس میں موازنہ کیا ہے... جو تماج منے نکالے ہیں... ان لوگوں نے بھی انہی خطوط پر کام کیا ہے... اسی لیے... جب یہ یہیش شروع ہوئی تھیں... اسی وقت سے میرا دماغ بہت اثر ہے... اگر ہم اس اثر کو تجز کر دیں، ہر سال 10 محرم،“

پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم کا سہارا لے کر ماتحت ایجاد کیا۔ یہاں سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کو یہ شوش چھوڑنے کی ضرورت تھی... وہی ضرورت تھی جو عبد اللہ ابن سaba کو ضرورت تھی... کہ مسلمان کبھی ایک نہ ہوں... بلکہ یہ ہو کرہ جائیں...“

گروہ ہو جائیں... اس کی کوششوں سے حضرت علیؑ کے دور میں سہ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے... ایک گروہ تو خود حضرت علیؑ طرف دار بن گیا... یہ شیعائی علی کبلا ہے... دوسرا گروہ امیر معاویہ طرف دار بن گیا... تیسرا گروہ وہ تھا جو ان دونوں گروہوں سے ارہا... اس نے ان شورشوں میں حصہ نہیں لیا... پھر حضرت علیؑ کے میں دو گروہ ہے... ایک گروہ خارجی کہلا یا... جوان کے ساتھ رہا شیعائی خود کو کہنے لگا... ان میں سبائی لوگ پوری طرح موجوں جو گروہ الگ ہوا پچھہ سبائی لوگ ان میں شامل رہے... تاکہ ہم رہیں... میکی سبائی گروہ حضرت امام حسین گوید ان کر جائیں لے پھر بنا میں کی حکومت طویل ہوگئی... یہ پچھہ نہ کر سکا... عباس دورانیہ پچھہ نہ کر سکا... عباسی حکومت کمزور ہوئی جب پھر ایکھری، معز الدولہ کے دماغ پر قابو پا کر اس نے اپنا پوگرام قم حسین کا ۲۱ کر شروع کیا... اس گروہ کی سوچ یہ تھی کہ حضرت امام حسینؑ عن حضور نبی کریم ﷺ کے نواسے ہیں... ان کی شہادت کا مسلسلہ بہت اثر ہے... اگر ہم اس اثر کو تجز کر دیں، ہر سال 10 محرم،“

اس نام میں شریک ہونے لگے... جو خود کوئی کہتے تھے... وہ بھی روتے  
لگ رہا تھا... تحریرے کا لئے نظر آئے... گویا سب کو میں نے ایک  
نی رنگ میں ڈال دیا... اور اس طرح ہم نے غیر محسوس طور پر کامیابی  
حاصل کر لی... جو ہم جگنوں سے اپنا خون بھا کرنے حاصل کر سکے...  
تارے گروہ ان سبائے انہیں آپس میں لا الہ الا کر کمزور کیا... ہم نے نہ  
صرف انہیں آپس میں لڑایا بلکہ انہیں 14 سال پہلے ہونے والے  
ایک شہادت کے واقعے کو ہم نے اس حد تک زندہ کر دیا کہ باقی تمام  
شہادتیں اس ایک واقعے کی گود میں دب کر رہے گئیں... مسلمانوں کو اگر  
کوئی شہادت یاد رہ گئی تو بس ایک... شہادت ہیں... وہ بھی شہادت  
کا ذہبہ زندہ درکھنے کے لیے نہیں... شہادت کے جذبے کو سلانے کے  
لیے... ”

” کیا مطلب؟“ وہ سب بڑی طرح اچھے... جیسے کوئی ان  
نظر آنے لگے... پھر عراق سے باہر نکل کر یا ایران میں نظر آئے...  
سے کہہ رہا تھا اور وہ سن رہے تھے... حالانکہ ان کے سامنے تھی وہی  
پھر ہندوستان میں نظر آئے... لیش کے ساتھ ساتھ دو رہنمی آئے  
سرین سے آواز ابھر رہی تھی... لیکن ان کے کیا مطلب کا جواب بھی  
پختا رہا... آخر میں ایک کیست میں صرف روڈی کے جتنے کی آواز  
سرین دے رہی تھی... انہیوں نے سنا“ وہ کہہ رہا تھا... آنسوؤں کے  
ابھری...  
” اور اس طرح ہم نے مسلمان قوم کو ان گنت گروہوں میں  
 تقسیم کر دیا... دنیا کے مسلمانوں کی بڑی تعداد کوہ نے پر لگا دیا...“  
کے خالصین ان آنسوؤں میں دب گئے... لوگوں کو غم ہیں میں یہ  
والی آنکھیں بہت اچھی لگتے گیں... یہاں تک کہ ان کے مقابلے  
” لوگو! جس قوم نے جہاد فی سبیل اللہ ترک کی،“

پار بار پکار رہا تھا... یہ کیا... میں خود بھی تو بالکل بھی سوچتا رہا ہوں کہ  
مسلمانوں کے خلاف اس رخ سے سازشیں کی گئی ہیں... سی ریجے سے  
کہ اس موقع پر میں اپنا بیان شروع کر بیٹھا... خیر آئے... اب یہیں  
دیکھتے ہیں نہ... ”

لیش شروع ہوئیں... اور ان کی حرمت بروحتی چلی گئی۔  
ان میں وہی کچھ وہ دیکھ رہے تھے... جو ان پکڑ جیشد انہیں  
ابھی ابھی بتا سکے تھے... اور پھر انہیوں نے ان لوگوں کو سکرین  
دیکھا... جو کہہ رہے تھے... میرے اندر علی بولتے ہیں... علی کے اندر  
خدا بولتے ہے... پھر تحریکوں کے جلوس انہیوں نے نکلتے دیکھے... لوگوں  
کو دھڑا دھڑا دیکھا... مریمے سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر  
رہے تھے... پھر یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا... پورے عراق میں ایسے مذاق  
نظر آنے لگے... پھر عراق سے باہر نکل کر یا ایران میں نظر آئے...  
پھر ہندوستان میں نظر آئے... لیش کے ساتھ ساتھ دو رہنمی آئے  
سرین سے آواز ابھر رہی تھی... لیکن ان کے کیا مطلب کا جواب بھی  
پختا رہا... آخر میں ایک کیست میں صرف روڈی کے جتنے کی آواز  
سرین دے رہی تھی... انہیوں نے سنا“ وہ کہہ رہا تھا... آنسوؤں کے  
ابھری...  
” اور اس طرح ہم نے مسلمان قوم کو ان گنت گروہوں میں  
 تقسیم کر دیا... دنیا کے مسلمانوں کی بڑی تعداد کوہ نے پر لگا دیا...“  
کے خالصین ان آنسوؤں میں دب گئے... لوگوں کو غم ہیں میں یہ  
والی آنکھیں بہت اچھی لگتے گیں... یہاں تک کہ ان کے مقابلے

الله اس قوم کو ذمیل کر دتا ہے۔

سو ہم نے غم حسینؑ میں بنتے والے آنسوؤں کے ذریعے مسلمانوں کے دل ودماغ سے ان کے پہلے خلیفہ کا یہ فرمان بھلا دیا۔ بلکہ پہلے خلیفہ کے پہلے قرآنؐ میں بھی تو جگ جگ جہاد کا حکم ہے... ان کے نبیؐ نے جہاد کیا... جہاد کا حکم دیا... اور ہم نے بھی یہی نتیجہ نکالا... اگر یہ قوم جہاد کرتی رہی تو ہماری دال بھی نہیں گلے گی... ہم بھی نہیں ہنپ تکسیں گے... ہماری سازشیں بھی نہیں کامیاب ہو سکیں گی... اللہ جہاد کا چند یہ سلا دو... جہاد کی بات تک انہیں یاد نہ آئے... اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ایک شہید کو رورہ کر یہ جہاد بھول جائیں... اتنا رہا یا جائے... اتنا رہا یا جائے... کہ یہ زندگی میں جہاد کرنے کے بارے میں سوچیں بھی نہ... اور ایسا ہو گیا... مسلمان جہاد سے بھاگ لے... جی جانتے گے... نسل در نسل... تہہ در تہہ ہم یہ کام کرتے چلے گئے ہم ماتم حسینؑ کی شان کو بڑھاتے چلے گے... مسلمانوں نے کسجا پہ نے جس طرح حکومتیں چلاں ہیں... یہ بالکل اسی طرز پر چلاتے بس اسی کو اپنا ایمان بنالیا... قوم مردہ ہوتی چلی گئی... لیکن افسوس۔

ان الفاظ کے ساتھ... سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی... لیکن فوراً روشن ہو گئی... بیان جاری ہو گیا۔

”لیکن افسوس! ہم ایک جماعت کو ثتم نہ کر سکے... اس کے خیالات کو نہ بدل سکے... اور ان کے نبیؐ کی یہ بات بالکل درست بھی تو ہماری ہدایات پر عمل کرتا ہے... اس کے تمام حکاموں پر ہمارے ثابت ہوئی کہ ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر لڑتی رہے گی... اسی لوگوں کا کنزروں ہے... ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں... ہم نے

جماعت نے ہر موڑ پر ہمارا مقابلہ کیا... ہم بھی ہر طرح انہیں ختم کرنے کی ہر دریش کوشش کرتے رہے... لیکن ختم نہ کر سکے... ہاں کتنی بار انہیں ہم کمزور کرنے میں کامیاب ضرور ہو گئے... لیکن ختم نہ کر سکے... وہ لوگ کمزور ہونے کے باوجود پھر اپنا کام شروع کر دیتے... اور یہ کوشش کمٹ آج تک جاری ہے... ہم نے جھوٹے نبیوں کو نبوت کا کھڑاک رچاتے کے لیے ابھارا... ان لوگوں نے اعلان کیا... اب دنیا میں جہاد کی کوئی ضرورت نہیں... کچھ اور لوگ کھڑے ہو گئے... انہوں نے ہمارے اشارے پر اعلان کیا... اب جہاد ختم ہو گیا... لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود جہاد تکمیل طور پر ختم نہ کر سکے... اور اس دوسری نہیں ہے کہ دنیا میں ایک بار پھر ایک ملک تکمیل طور پر اسلامی ملک بن کر سامنے ابھر آیا... ان لوگوں نے تکمیل طور پر اسلامی نظام رانج کر دیا... اپنے نبیؐ کی تعلیمات پر وہ تکمیل طور پر عمل کرتے نظر آنے لگے... نبیؐ کے ساتھ ہم ماتم حسینؑ کی شان کو بڑھاتے چلے گے... مسلمانوں نے اسی کو اپنا ایمان بنالیا... قوم مردہ ہوتی چلی گئی... لیکن افسوس۔

ان الفاظ کے ساتھ... سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی... لیکن فوراً روشن ہو گئی... بیان جاری ہو گیا۔

”لیکن افسوس! ہم ایک جماعت کو ثتم نہ کر سکے... اس کے خیالات کو نہ بدل سکے... اور ان کے نبیؐ کی یہ بات بالکل درست بھی تو ہماری ہدایات پر عمل کرتا ہے... اس کے تمام حکاموں پر ہمارے ثابت ہوئی کہ ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر لڑتی رہے گی... اسی لوگوں کا کنزروں ہے... ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں... ہم نے

انشارةجہ کے ساتھ مل کر ان لوگوں کو حکمل طور پر ختم کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے... اور بڑی زبردست پلاننگ کی ہے... کوئی انشارةجہ پر نکل نہیں کر سکے گا... ہماری بات تو دور کی ہے... کیونکہ اصل نشان پہلے خود انشارةجہ بنے گا... انشارةجہ ہی خود کو نشان بنائے گا... خود کو نقصان پہنچائے گا... اور اس نقصان کا ذمہ دار وہ اس ملک کو تھہرا کر اس پر حملہ کر دے گا... لیکن حملہ کرنے سے پہلے وہ پوری دنیا کے ملکوں کو اپنا ہم نواہنائے گا... اس واقعے کو دہشت گردی کہے گا... دہشت گردی کا راگ الایاپے گا... یہاں تک کہ پوری دنیا اس ملک کو دہشت گرد پکارائے گی... پھر انشارةجہ دوسرے ملکوں کو ساتھ ملا کر اس پر ہمیں کی برسات کرے گا اور اسے تمہیں نہیں کر کے رکھ دے گا... اس طرح اس صدی میں جس مسلمان حکومت نے ہمیں خوف میں جلا کیا ہے... ہم اس کو ختم کر دیں گے... کیونکہ اگر ہم اس حکومت کو ختم نہیں کریں گے تو پھر سے چودہ سو سال پہلے کا اسلام کا سورج طلوع ہو جائے گا اور ہم تاریکی میں ڈوب جائیں گے... ہمارے چودہ سو سالہ منصوبے خاک میں مل جائیں گے... آپ لوگ تو اس وقت زندہ نہیں ہوں گے... ورنہ یہ مباری کے انداز آپ بھی دیکھتے... اب کیس کا پروگرام ختم اور آپ کی موت کا شروع... آپ لوگوں کی حالت بالکل بتا دیں... شاید آپ سوچ بھی نہیں سکتے تھے... موت آپ کو اس طرح اچاک کے طاوہ تمام نہ ہب ختم کر دیں گے... اور اس وقت پوری دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو گا... آپ یہ بات کیوں بھول جاتے ہیں... آئے گی...

اس بار انہوں نے روڈی کی آواز سنی۔  
”ایک منٹ مسٹر روڈی... کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں۔“  
”ہاں! بالکل سن رہا ہوں۔“  
”تب میں آپ لوگوں سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔“  
”ہاں کہو... کیا کہنا چاہتے ہیں۔“  
”یہ کہ آپ جانتے ہو مجھے ایک بات بھول گئے...“  
”اور وہ کیا...“  
”خود آپ نے ابھی بتایا کہ ان کے نبی نے ایک بات کی تھی... جو بالکل درست ثابت ہوئی... اور وہ یہ کہ ایک جماعت بھیش قن کی خاطر لڑتی رہے گی۔“  
”ہم یہ بات نہیں بھولے۔“  
”اگر نہیں بھولے... تو پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ ان لوگوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے... یہ جماعت تو قیامت نکل جاری رہے گی... آپ اس جماعت کو ختم نہیں کر سکیں گے... یہ میری یہ بات لکھ لیں... یہاں تک کہ حضرت میں علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور اس جماعت کو ساتھ لے کر پوری دنیا میں اسلام کے طاوہ تمام نہ ہب ختم کر دیں گے... اور اس وقت پوری دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو گا... آپ یہ بات کیوں بھول جاتے ہیں۔“

"یہ آپ کے مقام نہ ہیں... ہمارے نہیں۔"

"لیکن اس جماعت والی بات تو آپ لوگوں نے بھی مان ہے۔"

"ہاں! لیکن ہم اس پر دارتوکرتے رہے ہیں... اس کو تحریر کر کرتے رہے ہیں اور ہم ایسا کرتے رہیں گے... فی الحال تو ہم پوری توجہ اس حکومت کی طرف دے رہے ہیں۔"

"آخر آپ اس کے خلاف کیا کریں گے... آپ نے وضاحت نہیں کی۔"

"وضاحت نہیں کر سکا۔"

"لیکن کیوں... ہم تو مرنے والے ہیں... بقول آپ کے۔" فاروق نے منہ بنا یا۔

"میں نے سنا ہے... آپ لوگ آخر وقت میں کوئی نکولی کام رکھ جاتے ہیں... لہذا میں یہ خطرہ مول نہیں لوں گا... جب تک آپ مرنے والے ہیں اس وقت تک کوئی بات نہیں بتاؤں گا۔"

"تو کیا آپ ہماری لاشوں کو بتائیں گے۔" آفتاب نے جل بھن کر کہا۔

"ہاں ابا لکل۔"

"آپ کی مرضی... کیست کا پروگرام آخوند ہو گیا... آپ سے پھیلارہے ہیں..." آپ اپنا پروگرام شروع کریں۔ "محمود نے پرسکون آواز میں کہا۔

"تو کیا تم لوگ موت سے خوف زدہ نہیں ہو۔"

"نہیں... اس لیے کہ اس کا اور ہمارا تو چوپی داں کا ساتھ ہے۔" آصف ہنا۔

"لیکن جب موت سامنے آئے گی... اس وقت تم قمر خر کا پروگرام کرے۔"

"ہم وعدہ کرتے ہیں... نہیں کاپیس گے۔" فرزانہ مکرانی۔

"ضرور کوئی بات ہے... ضرور کوئی چال تم لوگ چلنے والے ہوں۔"

"ہم آپ کو ایک بات بتا سکتے ہیں... شرط یہ ہے کہ آپ میں اس ملک والی بات بتاؤں گے۔"

"یہ نہیں ہو سکتا... صرف اتنا بتا دیتا ہوں... وہ چال ایسی ہے... کہ پوری دنیا اسلام کو دہشت گرد نہیں بپکارائیں گی... صرف

اس ملک کو ہی دہشت گرد نہیں کہا جائے گا بلکہ... دنیا کے تمام مسلمان

ملک دہشت گرد تعلیم کر لیے جائیں گے... بہر حال نشانہ پہلے دہنی ملک بن گا... جس نے سوفیصد اسلام اپنے ملک میں نافذ کیا ہے... اگرچہ

تم اس سوفیصد اسلامی ملک کے خلاف طرح طرح کی باتیں ایک ملک

سے پھیلائیں گے۔"

"مشائیا؟" فرحت نے چوک کر کہا۔

"یہ کہ وہاں عورتوں پر ظلم ہو رہا ہے، انہیں اپنی مرنسی کے مطابق زندگی نہیں گزارنے والی جاتی.. زبردستی پر دہ کروایا جاتا ہے... انہیں وفات میں کام نہیں کرنے والی جاتا... بس گھروں کی لوٹیاں بala گیا ہے... دوسرے یہ کہ وہاں چوروں کے ہاتھ کاٹ دیے جاتے ہیں... قاتلکوں کو فوراً چھانی پر لٹکا دیا جاتا ہے... اور اس حرم کی دوسری بائیں، ہم ان کے خلاف پھیلاتے رہتے ہیں... تاکہ دنیا میں ان سے نفرت کا رثانا یہ اہوتار ہے... پھر جب ہم وار کریں گے تو پوری دنیا ان کا سامنہ نہیں دے سکے گی... یہاں تک کہ اسلامی ملک بھی اس کے خلاف ہو جائیں گے..."

"یہ کیسے ہو سکتا ہے... اسلامی ملک خلاف کیسے ہو جائیں گے... "رفعت کے لیے میں حیرت تھی۔

"اسی پر پیگنڈے کی بدولت... وہاں ظلم ہو رہا ہے... عورتوں پر... وحشیانہ سزا کیں دی جا رہی ہیں... غیر مسلموں پر ظلم" رہے ہیں۔"

"کیا واقعی وہاں ایسا ہے... غیر مسلموں پر ظلم توڑے ہے رہے ہیں۔"

"نہیں... واقعی تو ایسا نہیں ہے... لیکن ہم پوری دنیا کو پر و پیگنڈے کے ذریعے بھی کچھ بتا رہے ہیں... اسی طرح ہمارا راستہ صاف ہو رہا ہے..."

"آپ اچھائیں کر رہے... دنیا میں بس ایک حق تو ملک رہ گیا ہے... جس میں سو فصد اسلام تافذ ہے... شریعت کا قانون تافذ ہے... آپ لوگ اس کو بھی جاہ کرنے پر تکے ہوئے ہیں..."

"یہ ہمارے لیے سب سے زیادہ ضروری کام ہے... اس ملک کو جاہ دیر باد کرو یا چائے... اس کے لوگوں کو بھوں سے اڑانا... یا انکی آپس میں لڑانا... یہ سب کام ہم موقع کے مطابق کریں گے۔"

"لیکن وہ منصوبہ کیا ہے۔"

"یہ میں نہیں بتا سکتا... صرف اتنا سن لیں... کہ اصل سازش ہماری اور انتشار جدید کی ہے... لیکن ہم پر یہ لوگ شک نہیں کریں گے... پوری دنیا اس ملک کو ہی مجرم کر دانے کی... اس ملک نے عرب کے ایک جماعت کو پناہ دی ہوئی ہے... ہم اس پورے منصوبے کا جاہ اس کے کردار میں رہے ہیں... بہت جلد تم لوگ... مجرمیں... تم کہاں سن گوئے... تم تو اس وقت موت کے منہ میں چار ہے ہو... پائے... اپنا کام شروع کرو۔"

"ایک منٹ... موت سے پہلے ہم آپ کو ایک آخری بات بتاؤں یہیں مسٹر رودھی۔"

"جلدی بتاؤ... ہم تم لوگوں کو زیادہ محبت نہیں دے سکتے۔"

"اچھا بتاؤ۔"

"پروفیسر صاحب... میں انہیں آخری بات بتاؤں۔"

"ہاں جیشید... بتا دو... میں تو بہت دیر سے انتقال کر ہوں... کہ نہ جانے تم کیا آخری بات تھا گے۔"

"اچھی بات ہے... اس کا مطلب ہے... آپ بالکل بتائیں۔"

"ہاں! اب مسٹر روزی پچھلے بھی نہیں کر سکتے۔"

"کیا مطلب... میں کیا نہیں کر سکتا۔"

"ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے آپ... آپ... آپ کو کچھ نہیں بتاؤں گا... آپ نے بھی تو اس ملک کے پارے میں بازی ہار چکے ہیں... ہم پیش سمتیت جا رہے ہیں... آپ کا راکذ، نہیں اپنا منصوبہ نہیں بتایا۔"

"ہمارے قبضے میں ہے..."

"پاکل تو نہیں ہو گئے ہو۔"

"پاکل تو اب آپ کے ہونے کا وقت ہے... جب ہم پیش ہو جو دے دے..."

لے کر بیہاں سے جا رہے ہوں گے تو آپ اپنے بال توچ رہے ہیں۔ "باکل بھی بات ہے... اور کیا ہم اس طرف نہیں چلے گئے۔"

"تم لوگ دن میں خواب دیکھنے لگے۔" روزی ہنسا۔

"بھی نہیں... یہ خواب نہیں... حقیقت ہے... سنوارا تم لوگوں کو بے ہوش کر دیا گیا تھا... اور بے ہوشی کی حالت میں اس نئی روزی... میں وضاحت کر دوں... پروفیسر صاحب... آپ پڑا بلکہ پلے آیا گیا۔"

طرح تیار ہیں تا..."

"ہم اتنے بے وقوف نہیں۔" اپکل جیشید بولے۔

"ہاں بیار... تم فکر کر دو... بات حکمل کرو۔" انہوں نے ہم

"کیا مطلب...?" وہ ذور سے بولا۔

کر کہا۔

"بھی وہی وادی ہے... صرف نیکی ایک کمرے سے دوسرے

"جی اچھا... شکر یہ... آپ کا یار کہنا بہت اچھا لگا... آپ بہت اتنے ہیں... بلکہ بہت زیادہ اتنے..."

"حد ہو گئی... بھائی یہ میری تعریف کا وقت نہیں... مگر جا کر کر لئا... بیہاں کام کی بات کرو۔"

"اوہ اچھا... مسٹر روزی... پروفیسر صاحب... مجھے بالکل بہت نہیں دے رہے... دوست میں آپ کو بتاتا... مگر نہیں... میں

بازی ہار چکے ہیں... ہم پیش سمتیت جا رہے ہیں... آپ کا راکذ، نہیں اپنا منصوبہ نہیں بتایا۔"

"وہ تو خیر نہیں بتاؤں گا... اور یہ جو تم کہد رہے ہو... یہ سب کو اس ہے... راکذ و م تو اس پہلی وادی میں دیوار کے دوسری طرف

ہو جو دے دے..."

"باکل بھی بات ہے... اور کیا ہم اس طرف نہیں چلے گئے۔"

تھے... درختوں اور منور علی خان کی رہی کے ذریعے۔"

"بے قنک تم اس طرف چلے گئے تھے... لیکن اس طرف تو

روزی... میں وضاحت کر دوں... پروفیسر صاحب... آپ پڑا بلکہ پلے آیا گیا۔"

طرح تیار ہیں تا..."

"ہاں بیار... تم فکر کر دو... بات حکمل کرو۔" انہوں نے ہم

"کیا مطلب...?" وہ ذور سے بولا۔

کرے میں خلک کر دیا گیا ہے۔"

"کیا!!! یہ... یہ تم کس طرح کہ سکتے ہو... " روڈی پہن ان عالات میں ہمارے لیے... وہ کیمیش راکٹوم میں لانا کیا مشکل قوت سے دھاڑا... شاندروہ اپنی زندگی میں اس قدر زور سے بھی نہ کام تھا بھلا... ہم نے رات کی تاریکی میں تمام رات لگا کر وہ کیمیش راکٹوم میں لا دیں... محکل کو پہلے ہی قابو میں کر چکے تھے ہم... آپ کا

" یہ ہم اس طرح تو کہہ سکتے ہیں کہ جب باری ہمارے مارا ملدا اس وقت یہاں اشوں کی صورت میں پڑا ہے... کیمیش ساتھی دیوار کے اس طرف اتر رہے تھے اور دوسرا طرف سے کام راکٹوم میں ہیں... ہمارے باقی تمام ساتھی بھی راکٹوم میں ہیں... جواب نہیں مل رہا تھا تو اس وقت پروفیسر داؤڈ ایک گولی منہ میں رکھا ہے طرف میں اکیلا اس وقت یہاں تھی وی کی سکرین کی سامنے موجود تھے... اور ایک گولی انہوں نے مجھے بھی خفیر طور پر دی تھی... اسیں... " گولی کا کام یہ ہے کہ اس پر کسی بھی گیس کا اثر نہیں ہونے دیتی... اور یہ " قلط... بالکل قلط... میں سب لوگوں کو اس ہال میں دیکھ رہا ان کی بالکل تی ایجاد ہے... اور حرمت اگنیز ہے... لہذا میرے ہمراہ... " رہا... اور پروفیسر تو بے ہوش ہوئے ہی نہیں تھے... اور ظاہر ہے... جب ہم بے ہوش نہیں ہوئے تھے تو بلکہ جان بوجھ کر ہم اپنی چلائی تھی... تو اس وقت پروفیسر داؤڈ سبھی کام کر رہے تھے... ہوش بن گئے تھے تو ہم نے وہ راستا دیکھ لیا تھا جس کے ذریعے کہ آپ اس کرے میں ہمیں دیکھتے رہیں... اگرچہ ہم یہاں نہ ہمیں ادھر سے اس کرے میں خلک کر دیا گیا تھا... کیست والا ہاں... " آپ ہماری تصویر دیکھ رہے ہیں... آپ کو یاد ہو گا... " آپ ہماری تصویر دیکھ رہے ہیں... آپ کو یاد ہو گا... " آپ کے بارے میں ہمیں پہلے ہی نہیں اور اور نظر یہاں آئیں۔" دو افراد پر قابو پانی کیا مشکل تھا بھلا... آپ کے بارے میں ہمیں پہلے ہی نہیں اور اور نظر یہاں آئیں۔" یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ آپ یہاں نہیں رہتے... یہاں جا کر ان " یہ... یہ کیسے ہمکن ہے... یہاں ایسے آلات کہاں کہ آپ

دو افراد پر قابو پانی کیا مشکل تھا بھلا... آپ کے بارے میں ہمیں پہلے ہی نہیں اور اور نظر یہاں آئیں۔" یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ آپ یہاں نہیں رہتے... یہاں صرف آپ کے " آپ تو بچوں جیسی باتیں کرنے لگے... یہ سب ایجاداں تو چند کارکن ہیں اور بس... آپ تو دور بیٹھے ہی وی سکرین پر ہمیں دیکھ لے گوں کی ہی ہیں... کیا آج کل کمپوٹر کے ذریعے ایک ملک کے رہتے ہیں اور بس... لیکن جب اندر ہمراہ ہو جاتا ہے... جب فلی ہڈی کی ملاقات دوسرے ملک کے صدر سے نہیں دکھائی جا سکتی... " 188

چاہے ان کی زندگی میں کبھی ملاقات نہ ہوئی ہو۔"

"ہاں! یہ ہے۔"

"تو پھر یہاں بھی یہ ہے۔"

"میں کہہ چکا ہوں... یہاں ایسے آلات نہیں ہیں۔"

"یہاں نہ کسی... راکٹوں میں ایسے تمام آلات ہیں..."

"نہ... نہیں... نہیں۔"

"اور اب آپ بال تو چیزیں... میں بھی راکٹوں پر سوار ہو گئے... ہوں۔"

"لیکن تم راکٹوں چلانا کیا جانو۔"

"راکٹوں ہمارے لیے نیچے نہیں... اس کا ہم سے وابستہ ہے۔"

"تو گے... ہمارا کیا جاتا ہے۔" فرحت نے منہ بنا یا۔  
"کاش کھانے کا رادہ ہے کیا؟" "نہیں تو... دیے ہو چوں گی۔"  
"کیا ہو چوگی۔" "تمہیں کاش کھانے کے بارے میں۔"

"آپ یہ کوشش ضرور کریں... ہم چاہیے ہیں... اس خری بات اور سن لیں... اس راکٹوں میں ایسے آلات نصب ہیں۔"

"کیا واقعی ہیں کوئی خطرہ نہیں ہے..." "اس کے پاس آنے والے میراں واپس اسی طرف چلے چکے ہیں... جہاں سے وہ فائر کرنے جاتے ہیں... یہ پات بھی پر و فیر

صوم کر چکے ہیں... خان رہمان را کڈوم چلانے کے ماہر ہیں... اور ہمارے پھوٹ نے آپ کو باقتوں میں الجھا کر رکھا... یہ ان کا کارنامہ ہے... میں نے اسکلز کا مران سرزنا اور منور علی خان نے دشمنوں کو نہایت صفائی سے محکانے لگایا... پھوٹ نے اس کام میں ہماری مدد کی... اب آپ بال نوچنا شروع کر دیں۔"

روڈی کی طرف سے کوئی آواز سنائی تھی... شاید اس پر ستر طاری ہو چکا تھا... پھر اسکلز جیخید را کڈوم میں سوار ہو گئے... راکٹوں اور پالختا چلا گیا... اس کا راستاروکتے کے لیے کوئی بھی نہ آیا۔

"یہ سب تو بالکل خواب سالگ رہا ہے۔" آصف کی آواز ہوں۔"

"تو گے... ہمارا کیا جاتا ہے۔" فرحت نے منہ بنا یا۔

"کاش کھانے کا رادہ ہے کیا؟"

"نہیں تو... دیے ہو چوں گی۔"

"کیا ہو چوگی۔"

"تمہیں کاش کھانے کے بارے میں۔"

"شہ فرحت... بد ہضمی ہو جائے گی۔" فرزاد نے اسے

کا رکیا۔

"کیا واقعی ہیں کوئی خطرہ نہیں ہے..."

"نہیں... اس راکٹوں کی سہی تو خوبی ہے... بے چارہ

روڈی... پاگل ہو رہا ہو گا۔"

بھائیں گے۔"

"اسلام دشمن لوگ ہو سکتا ہے... اعتبار نہ کریں... لیکن خلاف کتب سے سرگرم ہیں... چودہ سو سال کی یہ کہانی انہیں ان یکمین تاریخ مسلمان بھائی تو ضرور اعتبار کریں گے... ہم لوگ اول تو ہر جنی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے... کرتے بھی ہیں تو ان کتب میں واقعے ہیں... ہم اپنے بھائی اس اسلامی ملک کو بھی جانتے ہیں خبر را بہت کی باقیں فلسطین شامل کر دی گئی ہیں... یہ جانتا بہت مشکل ہے کہ اصل اتفاقات کیا ہیں... اپنی مرضی کی باقیں تاریخی و اتفاقات میں شامل کر دی گے..."

بھی ہیں... بعض فرضی روایات بھی شامل ہیں... اور بہت سی روایات قبل میں گھرست ہیں... لہذا تمام تاریخی کتب پڑھ کر بھی انسان یہ

خبردار کرنے سے... جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہی نہیں اندازہ لگا سکتا کہ اصل و اتفاقات کس طرح پیش آئے ہوں گے... سازش کرنا چاہتے ہیں... کیونکہ یہ لوگ تو جو کچھ کریں گے... اس کا میں ایک بات واضح ہے... یہ کیمیش ہم پر یہ بات ضرور واضح کرتی ابتداء خود ان کے ملک میں ہو گی..."

"ان کے ملک میں کمی بہت بڑی خوفناک باتی ہو گی... اس بار کا اصل مجرم تو چنگ لکھا۔" فاروق نے

بتابی کا ذمہ دار یہ خانتان کو ٹھہرائیں گے... اور اس پر حملہ کرنے ہدایا۔

"روڈی کی بات کر رہے ہو؟" انہوں نے پوچھا۔

"بھی باں۔"

"بھی وہ کہاں بھاگا جا رہا ہے... اصل مسئلہ کیمیش کا تھا۔"

"بھی باں! یہ بات تو ہے۔"

یہ تین شروع کر دیں گے... پھر بھی ہم انہیں بتا ضرور دیں گے۔"

"کیا دنیا ان یکمیش پر اعتبار کرے گی... جب کہ ہم یہاں ان بعد انہیں اپنے ملک کی عمارت نظر آنے لگیں... ان کے دل خوشی

"لیکن ابا جان! اس سے کیا ہو گا بھلا۔"

"کس سے..."

"خبردار کرنے سے... جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہی نہیں اندازہ لگا سکتا کہ اصل و اتفاقات کس طرح پیش آئے ہوں گے... سازش کرنا چاہتے ہیں... کیونکہ یہ لوگ تو جو کچھ کریں گے... اس کا میں ایک بات واضح ہے... یہ کیمیش ہم پر یہ بات ضرور واضح کرتی ابتداء خود ان کے ملک میں ہو گی..."

"ان کے ملک میں کمی بہت بڑی خوفناک باتی ہو گی... اس بار کا اصل مجرم تو چنگ لکھا۔" فاروق نے

بتابی کا ذمہ دار یہ خانتان کو ٹھہرائیں گے... اور اس پر حملہ کرنے ہدایا۔

انتظامات کیے جا رہے ہیں... اس طرح وہ لڑائی کے لیے قائم طور

تیار تو ہو جائیں گے۔"

"وہ پہلے ہی تیار ہیں... جماری اطلاعات سے وہ کچھ زیاد

یہ تین شروع کر دیں گے... پھر بھی ہم انہیں بتا ضرور دیں گے۔"

"کیا دنیا ان یکمیش پر اعتبار کرے گی... جب کہ ہم یہاں ان بعد انہیں اپنے ملک کی عمارت نظر آنے لگیں... ان کے دل خوشی

## گک... کیا مطلب

” یہ کیا بات ہے خان رحمان... کیا تم نے انہیں رپورٹ  
نہیں کی... ہمارے کوڈ ورڈ انہیں نہیں بتائے۔“

” بب... بتا چکا ہوں۔“ خان رحمان ہمکارے۔

” بب پھر...“

” میرے بتانے کے جواب میں انہوں نے یہ کہا ہے۔“

” ایک منٹ... رسیور بھجنے دو۔“

رسیور لے کر انہوں نے کنٹرول ناور کو مجاہد کیا:

” کیا بات ہے... آپ ہمیں بخیج کیوں نہیں اتنے وے  
ا ہے... جب کہ ہم آپ کا اپنا کوڈ ورڈ وغیرہ بتا چکے ہیں... اور ان  
سے آپ پر یہ بات واضح ہو جائی چاہئے کہ ہم کون لوگ ہیں... اور کن  
مالات میں آئے ہیں۔“

” مجھے کچھ نہیں معلوم... میں نیا آدمی ہوں... ملک میں  
حکومت تبدیل ہو چکی ہے... اور نئی حکومت کا حکم سمجھی ہے کہ آپ لوگوں  
کو بخیج نہ اترنے دیا جائے۔“

سے جھوم اٹھے... ایسے میں انہیں کنٹرول ناور سے پیغام ملا...  
” خبردار... بخیج اترنے کی کوشش نہ کی جائے۔“



"لک... کیا کہا... گویا انہیں معلوم ہے... ہمارے  
بارے میں... پہلے سے۔"

"جی ہاں... ہمیں آپ لوگوں کی آمد سے پہلے چاہیے  
اکامات مل چکے ہیں۔"

"اوہ... اچھا... میں خود بات کرتا ہوں۔"

"ضرور جناب! کیوں نہیں... اگر ہمیں ہدایت مل جائے تو  
ہم ضرور آپ کو اترنے دیں گے... ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا  
ہے۔"

"ٹھیک ہے... ٹھیک ہے۔"

اب انہوں نے آئی تھی کے نبڑاں کیے... لیکن اس طرف  
سے کسی نئے آئی تھی کی آواز سنائی دی۔

"تی فرمائیے... کون صاحب بات کر رہے ہیں۔"

"خادم کو انپلے جمیل کہتے ہیں... کیا آپ مجھے جانئے  
ہیں۔"

"آپ لوگوں کو کون نہیں جانتا... نایا ہے... اب آپ کا  
گل خلا کر آئے ہیں اور کہاں سے پڑے آرہے ہیں۔"

"ہم اس وقت فضا میں ہیں... راکٹوں پر سوار ہیں...  
مہربانی فرمائیں اترنے کی اجازت دی جائے... تاکہ ہم وضاحت  
کر سکیں... بے شک ہمیں گرفتار کر کے ہماری بات سنی جائے۔"

"جی نہیں... حکم یہ ہے کہ آپ لوگوں کو اترنے ہی نہ دیا  
جائے۔"

"آپ نہیں جانتے... ہمارے پاس کیا چیز ہے۔"

"ہمیں جانتے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"اوہ! اچھا... معاملہ یہاں تک چکنچکا ہے... خیر... اس  
وقت ہمارے ملک کے سربراہ کون ہیں۔"

"آپ اخبار نہیں پڑھتے۔"

"ہم جہاں سے آرہے ہیں... وہاں اخبار نہیں آتا تھا... ہم  
یہت وہوں کے بعد آئے ہیں... ایک طرح سے ہم پوری دنیا سے کے  
ہوئے تھے... اور پوری دنیا کے حالات سے بے خبر تھے۔"

"لیکن اس میں میرا کیا قصور... اب پہلے آپ دنیا کے  
حالات جان لیں... پھر مجھ سے بات کریں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا... اب انہوں نے  
اپنا خنیہ فورس کے ایک کارکن سے اپنے خیر آئے کے ذریعے بات  
کی... یہ آئے ان کی گھری میں فتحا اور یہ بات صرف انہیں معلوم  
تھی۔

"لیں سر۔"

"کیا حالات میں بعضی... یہاں تو دنیا ہی بدی ہوئی لگتی  
ہے۔"

"میں تم لوگوں کے ساتھ ساتھ ہوں... دنیا میں تم کسی بھی  
بماں را کڈوم کو اتنا رہیں سکو گے۔"

"تم اس جزیرے پر اتر کر تم کیا فائدہ اٹھا لو گے... سوال یہ  
ہے... دنیا کو یہ کیشیں کس طرح دکھاؤ گے۔"

"ہم کچھ کر لیں گے۔"

"نہیں کر سکو گے... اپنے ارد گروں کیجوں۔"

خان رحمان اس وقت را کڈوم کا دروازہ کھول چکے تھے...  
ہماں نے دیکھا پورا جزیرہ انشارج اور بیگان کے فوجیوں سے اٹا پڑا تھا  
خان کے پاس جدید ترین ہتھیار تھے...

"دیکھا تم نے... تم کیا بھتتھے جمیل... تم اس قدر  
ہماری سے وہاں سے نکل آؤ گے... میں تو تم سے کھلی رہا تھا... دیکھ  
لتا... تم کرتے کیا ہو... میں چاہتا تو تم اس را کڈوم کو وہاں سے  
غیر نہیں سکتے تھے... لیکن میں نے سوچا... تم بھی کیا یاد کرو گے...  
کیا ذرا سیر ہی کروادی جائے... چند دن بعد جو عالمی حادثہ ہونے  
اہے... اس کا نظارہ بھی تم کرلو۔"

"عالمی حادثہ۔"

"ہاں! وہی... اس اسلامی ملک کے خلاف ہم جو کرنے  
اے ہیں۔"

"بھی ہاں... سب کچھ بدلتا ہے... ملک پر اس وقت فوجی  
حکومت ہے... تمام افران تبدیل کر دیئے گئے ہیں... اہم ترین  
پوششوں پر صرف فوجی موجود ہیں... آپ کہاں سے بات کر رہے  
ہیں... ہم سب لوگ آپ لوگوں کے لیے حد درجہ فکر مند ہو رہے  
ہیں۔"

"تم ہماری بات چھوڑو... اپنی کرو..."

"میں اپنی کیا کروں سر۔" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"ہمارے گھروالوں کا کیا حال ہے۔"

"آپ لوگوں کے انتظار میں سوکھر ہے ہیں۔"

"اپنیں تسلی دو... ہم جلد پھر رابطہ کریں گے..."

"بھی اچھا۔"

انہوں نے آہے بند کر دیا اور خان رحمان سے بولے:

"چلو خان رحمان... اپنے جزیرے پر۔"

"اوہ ہاں! ان حالات میں وہ بہترین جگہ ہے گی۔"

خان رحمان نے کہا اور جلد ہی را کڈوم پھر اوپر جا رہا تھا...  
کچھ دیر بعد وہ نیچے اترنے لگا اور آخر ایک جزیرے پر اتر گیا... ایسے  
میں را کڈوم کے اندر سے آوازا بھری۔

"اب کیا خیال ہے اسکی جمیل۔" آوازو ہی کی تھی۔

"ملک... کیا مطلب۔"

"وہ منصوبہ ہے کیا؟"

"سوری افی الحال یہ نہیں تاکتے۔"

"اچھا خیر... یہ فوجی ہمارا کیا بگار لیں گے... اگر ہم را کلہ"

کو بند کروں... خان رحمان دروازہ بند کرو۔"

"ضرور بند کرو... اس صورت میں واقعی یہ فوجی کچھ نہیں کر سکتے گے... یہ تو اس وقت حرکت میں آئیں گے جب آپ لوگ نے اتریں گے۔"

خان رحمان نے قور اور دروازہ بند کر دیا۔

"اب کیا کریں گے۔" روزی نہسا۔

"آپ بہت بے وقوف ہیں مسٹر روزی۔" اپنے جشید نے

"ہائی... میرے لیے انوکھی خبر... تمام عیسائی دنیا یہ ہو دی تک مجھے ساری دنیا سے زیادہ عقل مند خیال کرتے ہیں... اس آپ کہہ رہے ہیں... میں بے وقوف ہوں... یہ کیا بات ہوئی۔"

"یہ بات بالکل صحیح ہوئی... آپ بے وقوف ہیں۔"

"تابت کریں... مجھے خوشی ہوگی۔"

"یہ فوج تو ہمارے ایک ہاتھ کی مار بھی نہیں ہے۔"

"اچھا کمال ہے... اگر یہ اتنی ناکارہ فوج ہے... تو مجھ کی ضرورت نہیں... جس نہس کر دیں اسے۔"

"ناکارہ فوج نہیں... آپ کا ذہن ہے۔"

"پھر اسی بات کو گھما پھر اک آپ نے کر دیا۔"

"یہ دیکھتے... ہم اس فوج کا تیا پانچھ کرتے ہیں۔" انہوں

نے کہا۔

"وکھائیے۔" روزی نہسا۔

"خان رحمان... اپنا کام شروع کرو۔"

"لک... لک... لک..." خان رحمان ہٹکائے۔

"حد ہو گئی خان رحمان... اس قدر ہٹکانے کی بھی کیا

ضرورت ہے... تکی کہتا چاہتے ہونا... کون سا کام۔" سور علی خان  
نے۔

"ہاں! بالکل۔"

"اڑے بھی... راکٹوں مار مار کر ان کا بھر کس نکال دو... یہ  
راکٹوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"اوہ اچھا... اب سمجھا۔"

اب انہوں نے راکٹوں تھوڑا سا اوپر اٹھایا اور گولائی میں اس  
کو گردش دیتے ہوئے وہ ان فوجوں کی طرف بڑھنے لگے... جو  
لیرے پر چھائے ہوئے تھے... وہ خوف زدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگے۔  
ان سب کی بھی نکل گئی...

"ویکھ دے ہو مسٹر روزی۔"

"نہیں... دیکھو تو نہیں رہا... سن ضرور رہا ہوں... تم لوگ

ہو مجیب اس میں کوئی شک نہیں ... ہر موقع پر اور ہر جگہ کوئی نہ کرنے  
صورت نکال لیتے ہو... لیکن۔"

"اب آپ یہ ایک عدو لیکن کہاں سے لے آئے۔"

"لیکن مشکل ایک اور ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"یقیناً ہر را کہ دم آپ کے کنڑوں میں ہے ... لیکن دیکھا  
جائے تو یہ ہے میرے ہاتھ میں ... اچھا ذرا غمان رحمان اس کو حرکت  
دے کر دکھائیں۔"

"حرکت تو یہ کر رہا ہے۔"

"جیسیں کر رہا تا ... یہ اپنی جگہ پر رک چکا ہے۔"  
خان رحمان نے پریشان ہو کر اندر لگی سکرین پر دیکھا ...  
راکٹ دم ایک جگہ کھڑا نظر آیا ...

"اب تو آپ لوگ اس کو اوپر اٹھا سکتے ہیں ... نہ پچھے لے جا  
سکتے ہیں نہ گھما سکتے ہیں ... تاں کا دروازہ کھول سکتے ہیں ... اور میں  
چاہوں تو اس کو اوپر اٹھا کر واپس اس جگہ لے آؤں ... جہاں سے آپ  
لوگ پڑے تھے ... لگ کوں ... کوں ... کیسی رہی۔"

"تن نہیں ... نہیں۔" وہ ایک ساتھ چلا سکن۔  
"اب چیختے چلانے سے کچھ نہیں ہو گا ... یہ کیس بھی ابھی  
تک میرے قبضے میں ہیں اور آپ لوگ بھی اب ہتاں میں ... آپ کے

ماخو کیا سلوک کیا جائے۔"

"وہی جو سکندر نے راجا پورس کے ساتھ کیا تھا۔" فاروق  
اہل اہم۔

"اس نے تو راجا پورس کو معاف کر دیا تھا۔" رودھی نے فوراً  
لہلہ۔

"بھی واہ... تاریخ سے آپ بہت واقعی ہیں۔"

"اس کے بغیر تو ہم جی جیسیں سکتے۔"

"آپ کا مطلب ہے ... میں آپ کو معاف کر دوں۔"

"ہاں اور کیا... آپ کا کیا جاتا ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا فاروق ... دیگن سے معافی مانگ  
ہے ہو۔" محمود غرایا۔

"ست... تو... اور کیا کروں۔" فاروق ہکایا۔

" یہ ... یہ ... تو میری سمجھ میں بھی جیسیں آ رہا ... تو کیا کیا  
ہے۔"

"اچھا تم چپ تو رہ سکتے ہو تا ... فی الحال اتنا ہی کر لو۔"  
منہ نے اسے گھورا۔

"اب کیا کیا جائے جمشید۔" خان رحمان بے بھی کے عالم  
لے۔

"غور... غلر۔" وہ مسکراتے ... دیے ان کے چہرے پر بے

بی نظر آرعنی۔

204

کے ہیں۔"

"واپس میرے پاس آ جائیں۔"

"اب یہ تو ہو نہیں سکتا۔"

"تب پھر باہر نکل کر ان فوجیوں سے مقابلہ کر لیں۔"

"ہم اس کے لیے تیار ہیں۔"

"اوکے... میں... ان لوگوں کو ہدایات دے رہا ہوں..."

اس کی آواز بند ہو گئی... دوسری طرف انہوں نے جزیرے

فوجیوں کو چوکتے دیکھا... گویا روڈی کی ہدایات انہیں سنائی

لے رہی تھیں... پھر وہ سورپے سنبھالتے نظر آئے... یہاں درختوں

کے علاوہ سورپے اور تھیکی کیا... لیکن ان کے پاس اسلوچنا جب کہ

ان کے پاس ایک پستول بھی نہ تھا...

"منور علی خان... بتاؤ... خان رحمان تیار... اور پروفیسر

جذیرے پر ناریل ضرور موجود ہیں... بس ہم بھوکے بیٹا سے نہیں امداد تیار۔"

"اور باتی لوگ؟" پروفیسر بولے۔

"ہاں! باتی بھی تیار۔"

"جیشید... تم بلاوجہ انہیں رحمت دے رہے ہو... ان سب

کے ذمے دار تو آخر آپ ہی ہیں۔"

"اوہ ہوا چھا... تب تو ہم ہاتھ پر ہاتھ روکھی بیٹھے رہیں۔"

"ہاں! بالکل جب تمہاری ضرورت پڑے اسی وقت میدان

"میں کچھ عرض کروں۔" ایسے میں پروفیسر داؤد بول اٹھے۔

"ضرور... کیوں نہیں۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہم اس راکنڈوم سے چیچا چڑا سکتے ہیں... ریموت

کنٹرول تو صرف اس وقت کام کر سکتا ہے تا جب راکنڈوم درست

حالت میں ہو... اگر میں اس کے تار و غیرہ تو ڈرڈوں تو پھر وہ اس کو بے

اخما کر لے جاسکتا ہے۔" یہ بات پروفیسر داؤد نے اشاروں میں کی۔

"لیکن پھر ہم کیا کریں گے... پہلے تو ہمیں اتنے بہت

فوجیوں سے لڑنا ہو گا... پھر اس جزیرے کی قید بھکتنا ہو گی... یہاں

سے لکل کر اپنے ملک جانا بھی تو ہمارے لیے ایک مسئلہ ہو گا... یہاں

سے کب کوئی چھاڑیا لائیج گزرتی ہے... کوئی پتا نہیں... ایسا

جذیرے پر ناریل ضرور موجود ہیں... بس ہم بھوکے بیٹا سے نہیں امداد

کے... یہ فائدہ ہے..."

"ارے بھتی... مجھ سے کوئی مدد مانگ لو۔" روڈی کی

سنائی دی۔

"آپ... آپ ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں، ان تمام معاشران ان کے لیے تو میں تنہا ہی کافی ہوں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"پھر بھی میں مدد کر سکتا ہوں۔"

"خیر... بتائیں... ان حالات میں آپ ہماری کیا مدد

میں اترتا۔"

"اچھی بات ہے۔"

"خان رحمان... دروازہ کھول دو۔"

"وکیلیں پروفیسر صاحب..." انہوں نے گھبرا کر کہا۔

"کیا دیکھ لوں... تمہیں دیکھ تو رہا ہوں۔" پروفیسر داؤد

آنکھیں نکالیں۔

"میں اپنے آپ کو دیکھنے کے لیے نہیں کہہ رہا... یہ کہ ہوں... دیکھ لیں... سارے فوجی آپ کو نشانہ بنانے کے لیے، آجائے گا۔"

تیار ہیٹھے ہیں۔"

"ہونے دو بھائی... تم دروازہ کھول دو... راکذوں میاں۔"

دروازے پر بیٹھے بیٹھے ہی وار کروں گا... یہ لوگ دیکھتے رہے گے... اس لیے کہ راکذوں پر قارئیں کر سکتے... جب فائر خودار طرف ہوں گے..." انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

اور پھر خان رحمان نے دروازہ کھول دیا... پروفیسر داؤد

ہاتھ پاہر نکلا اور کوئی گیند نماچیز باہر کی طرف اچھال دی۔

☆...☆...☆

ٹٹ...ٹٹ...ٹٹ

جزیرے پر ایک دھماکا ہوا اور ہر طرف دھوان پھیل گیا۔

"خان رحمان دروازہ فوراً بند کرلو... ورنہ دھوان اندر بھی

انہوں نے دروازہ بند کر لیا... پانچ منٹ بعد دھوان چھٹ

انہوں نے دروازہ بند کر لیا... پانچ منٹ بعد دھوان چھٹ

"اب دروازہ کھول دو... ہم بیچے اتر سکتے ہیں۔"

دروازہ کھل گیا... وہ لگے بیچے اترنے۔

"ایک منٹ انکل۔" ایسے میں فرزانہ کی آواز اجھری۔

"ہاں! کہو... " وہ اس کی طرف مڑے۔

"اگر پچھے لوگ ابھی ہوش میں ہوئے۔"

"تمہیں... سب بے ہوش میں گے، فکر نہ کریں۔"

"خیر... دوسری بات! اگر ہم بیچے اتر گئے اور وہ راکذوں کو

ناہے گا... تب کیا کریں گے... کیا اس طرح ہماری اب تک کی کی

کی اگٹ شائع نہیں ہو جائے گی... وہ قامیں لے جانے میں کامیاب

نہیں ہو جائے گا۔"

"اب مسٹر روڈی ایسا نہیں کر سکتے گے... میں نے راکٹوم  
بے کار کر دیا ہے۔"

"تن... نہیں۔" انہوں نے روڈی کی خوف میں ڈوبی ہوئی  
آواز سنی۔

"ہاں مسٹر روڈی... آپ اپنے ریموٹ کنٹرول کو آواز  
دیں... ریموٹ کنٹرول راکٹوم کو اسی وقت کنٹرول کرے گا تا جب  
اس کے قفل پر زدے درست ہوں گے... کیا سمجھے؟"

"سمجھ گئے... میرے فوجی بے ہوش ہو گئے راکٹوم آپ  
نے بیکار کر دیا... لیکن حالات اب تک میرے کنٹرول میں ہیں... اس لیے کہ،" روڈی کہتے کہتے رک گیا۔

"آپ رک کیوں گئے؟" محمود نے منہ بنا�ا۔  
"اس لیے کہ میں دیکھنا چاہتا تھا... آپ لوگ کس حد تک  
پریشان ہوتے ہیں یہ سن کر۔"

"ہم اللہ کی مہربانی سے ذرہ بھر بھی پریشان نہیں ہوئے... بیٹد جلا اٹھے۔  
ویسے اگر آپ کو ہمیں پریشان کرنے کا اتنا ہی شوق ہے... تو ہم،" یہ بے چارے کب سے ہو گئے... انہوں نے تو ہماری  
جاتے ہیں پریشان... ہمارا کیا جاتا ہے... چلیں بھی... ذرا دیر کہت کا سامان کر رکھا ہے۔"

لیے سب کے سب پریشان ہو چاہیں۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہ "ہاں سے ایک وار ہو گا... اور آپ سب ختم۔"  
"ارے باپ رے... آخروہ دار کیا ہو گا۔" "حد ہو گئی..."

"کوئی نی یا بت نہیں... حد تو ہوئی ہی رہتی ہے۔"

"ہاں تو مسٹر سوڈی... آپ کیا کہہ رہے تھے۔" آفتاب  
لے کھا۔

"میں کہہ رہا تھا... ہائیں تم نے میرا کیا نام لیا۔" وہ چونکا۔

"کس... سوری... زبان پھسل گئی..."

"خیر... تم لوگ میرے قابو میں ہو... اس جزیرے کے  
نامہ ایک اور جزیرہ ہے... وہ اس جزیرے سے بہت اوپنجا بھی  
ہے... لہذا ہاں آپ لوگوں کی موت کا سامان موجود ہے۔"

"م... موت کا سامان... یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتے  
ہے... لیکن حالات اب تک میرے کنٹرول میں ہیں... اس لیے کہ،" روڈی کہتے کہتے رک گیا۔

"یار تم فاروق نہیں ہو... فاروق یہ ادھر... میں ہوں۔"  
فوق نے جلا کر کھا۔

"اچھا بس... بے چارے روڈی کو بات کرنے دو۔" اسکے  
پریشان ہوتے ہیں یہ سن کر۔

"ویسے اگر آپ کو ہمیں پریشان کرنے کا اتنا ہی شوق ہے... تو ہم،" یہ بے چارے کب سے ہو گئے... انہوں نے تو ہماری  
جاتے ہیں پریشان... ہمارا کیا جاتا ہے... چلیں بھی... ذرا دیر کہت کا سامان کر رکھا ہے۔"

لیے سب کے سب پریشان ہو چاہیں۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہ "ہاں سے ایک وار ہو گا... اور آپ سب ختم۔"  
"ارے باپ رے... آخروہ دار کیا ہو گا۔"

"اور ساتھ میں یہ کیست بھی ختم۔"

"جب پھر آپ اپنی قوم کو کیا دکھایا کریں گے۔" فاروق نے  
حیران ہو کر کہا۔

"ان کی مائیکروفلم ہمارے پاس ہے... کافی تیار کرتا کچھ  
مشکل نہ ہوگا... ہم تو بس یہ آپ کے پاس نہیں رہتے دیں گے۔"

"اچھا آپ کی مرضی... لے جائیں پھر یہ قلمیں..."

"اب کیا کروں گا لے جا کر... جب میں سب کچھ بتا کر رہا  
ہوں۔"

"یار جمیل... یہ تو سب کچھ بتا کر کر رہے ہیں... اب کیا ہے  
گا۔" خان رحمان نے گھبرا کر کہا۔

"تمہارے گھبرا نے سے بھی تو کچھ نہیں ہوگا۔" اسپرہ بیٹھ  
سکرائے۔

"میرا سوال تو پھر بھی رہے گانا۔"

"جو اللہ کو منظور ہے... وہ ہوگا... ہم تو اللہ کے آگے بالکل  
بے بس ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے... ہم گئے کام سے۔" فرحت بولی۔ بہرے پاس۔"

"ہم کام سے آئے کب تھے۔" رفت مکرانی۔

"تم لوگ عجیب ہو... بہت عجیب... موت کے من میں بڑا ہے۔"

باتیں کرتے جا رہے ہو..."

"ہائیں... تو کیا یہ جزیرہ... موت کا من ہے۔"

"اور نہیں تو... اب جو کرتا ہے کرلو... جو دعا مانگتا چاہے  
کہ... مانگ لیں... آپ لوگوں کا آخری وقت آپنچاہے... ادھر سے  
فاکر ہونے والا ہے... ایک بہت بڑا بم اس جزیرے پر گرنے والا  
ہے... وہ پورے جزیرے کے لیے کافی ہو جائے گا... بلکہ اس جیسے  
ہیں گناہ جزیرے کے لیے کافی ہو جائے گا... بل بھر میں یہاں صرف  
ہمدرد نظر آئے گا... جزیرہ نہیں رہے گا۔"

"اے باپ رے... اس صورت میں ہم کہاں جائیں  
گے۔" محض نے کانپ کر کہا۔

"مجھلیوں کے چیت میں... تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں۔"

"لک... کیا اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔"  
پروفیسر داؤڈ نے یوکھلا کر کہا۔

"تو آپ موت سے ڈر گئے۔" رزوہی بہسا۔

"نہیں... میں موت کو ڈرانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"اس کے علاوہ دوسرا صورت وہی ہے... وہیں آجائیے  
بے بس ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے... ہم گئے کام سے۔" فرحت بولی۔ بہرے پاس۔"

"کیا کہا... وہاں بھی تو آپ کے پاس ہی اسی لیے موت کی

"تم لوگ عجیب ہو... بہت عجیب... موت کے من میں بڑا ہے۔"

"ہاں! یہ تو ہے... انجام تو آپ کا ہی ہے۔"

”تب پھر ہم یہیں موت کو گلے گا لیتے ہیں... یہیں دور کعت پڑھنے کی اجازت دیں۔“  
 ”ضرور... کیوں نہیں... میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں... کوئی دعا کرنا ہے... کر لیں... عبادت کرنا چاہتے ہیں کر لیں... مجھے کوئی جلدی نہیں۔“  
 ”اور ساتھ میں آپ اپنے اتنے فوجیوں کو بھی مار دا لیں گے۔“

”یہ ہمارے ملک کے نہیں... آپ کے ملک کے ہیں... آپ کے ملک میں آپ لوگوں سے نداری کرنے والے بے شمار لوگ موجود ہیں... جو اس ملک کے بھی ندار ہیں... اسلام کے بھی ندار ہیں... اور وہ ہیں جابانی... ہم ان سے کام لیتے رہتے ہیں... ان کا ہمارے ملک میں باقاعدہ دفتر ہے... ان کی حکومت کو ہم نے اپنے ملک میں باعزت جگہ دے رکھی ہے... اس لیے کہ ہم ان سے آپ کے ملک میں بہت کام لیتے ہیں۔“

”اب سمجھا... تو یہ سب کے سب جابانی ہیں۔“

”ہاں! میں اتنی دور سے اپنے فوتی کیوں لاتا... جب بھاڑ سے ہی مل گئے...“

”اور وہ... جو دوسرے جزیرے پر ہیں۔“

”وہ بھی یہی لوگ ہیں۔“

”تب یہ اپنے بھائیوں کو کس طرح ہلاک کریں گے۔“  
 ”تم لوگ تو کان کھا جاتے ہو... ان کا کچھ نہیں بگزے گا... ان کے جسموں پر بھم پروف لباس موجود ہے۔“  
 ”اچھا شکریہ... اب یہیں دور کعت نماز ادا کرنے دیں۔“  
 ”ٹھیک ہے... جب آپ کھل گے... میں اسی وقت انہیں بکرانے کا عکم دوں گا۔“  
 ”بہت بہت شکریہ... آپ بہت ایتھے ہیں... بہت زیادہ ایتھے...“  
 اور پھر وہ سب را کڈوم سے یخچے اتر گئے... سندھ کے پانی سے انہوں نے جلدی جلدی وضو کیا... اور نماز میں مشغول ہو گئے... پدرہ مت بعد وہ یوں:  
 ”مسڑ روڈی... آپ جاؤ رہے ہیں۔“  
 ”باں! باں!“  
 ”ہم فارغ ہو گئے ہیں۔“  
 ”دور کعت پڑھنے میں اتنی دیر لگادی... موت سے ڈر رہے تھے کیا؟“ روڈی نے طنزیہ انداز میں کہا۔  
 ”نہیں... موت تو دور کڑی مکراری ہے... اور وہ جیسے رفتہ ہو رہی ہے۔“  
 ”یہ بات تم اس لیے کہہ رہے ہو کہ تم نے ان فوجیوں کے بھم

پروفیلس اس اتار کر خود پہن لیے ہیں۔“  
”اڑے بآپ رے... آپ تو سمجھ گے۔“

”اب میں اتنا بے وقوف بھی نہیں... اور کیا میں اتنا بے وقوف ہوں کہ تم پروفیلس اس والی بات بتائی آپ لوگوں کو اتنی مہلت بھی دیتا تو آپ آسانی سے بآس پہن سکتے تھے۔“

”تو یہ بآس بم پروفیلس ہیں۔“  
”بانکل نہیں...“

”تب پھر آپ کے ساتھی کس طرح بچیں گے۔“

”وہ دیکھو... جزیرے کے درمیان پائی اہل رہا ہے... ہم جزیرے میں سوراخ کرنے کا انتظام پہلے ہی کر چکے تھے... کوئی تم نہیں گرایا جائے گا... اب تم سب ڈوب جاؤ گے۔“

”ادے بھائی... ہم سب تیرنا جانتے ہیں... بلکہ تیراکی کے ماہر ہیں۔“

”آخربک تک تیر گے... یہ بھی تو تباہ۔“

”جب تک سانس میں سانس ہے... یا جب تک ہم کسی جزیرے یا کششی تک نہیں پہنچ جاتے... اس وقت تک تیر لیں گے۔“  
فاروق نے منہ بنا�ا۔

”اگر تم اس طرح نج بھی گئے... جب بھی کیمس حاصل نہ کر سکنے کا غم تم لوگوں کو لے کر بینہ جائے گا۔“

”بھیں اس سے کیا کہ غم لے کر بینہ جائے گایا کھڑا ہو جائے گا۔“

اب انہوں نے دیکھا... پانی جزیرے کے درمیان میں سے کی جنہیں کی طرح اہل رہا تھا... اور جزیرے کو پر لمحہ سچے ہو رہا تھا... بآس کے کناروں سے آگے بڑھ رہا تھا...“

”بے... بے چارہ را کندوم... کیا یہ پانی میں تیرے گا انی۔“ شوکی بولا۔

”نہیں... چلنورہ نہا ہے... سیدھا سمندر کی تہہ میں جائے...“ اسکریج چیز ہے۔

”اور آپ نہ رہے ہیں...“

”اب ہم اور کیا کریں...“

”لیکن اس طرح تو یہ لوگ اپنے ساتھیوں کو بھی ڈبورہ ہے ہی۔“

”مسٹر روڈی باتا چکے ہیں... یہ ان کے ملک کے نہیں ہیں...“  
”ان سے انہیں اصلی ہمدردی تو ہو نہیں سکتی... یہ چونکہ ان سے کام بنتے ہیں... اس لیے صرف اپنے فائدے کی سعد تک ان سے دلچسپی ہے۔“

”یہ لوگ کس قدر خود غرض ہیں... جن لوگوں سے کام لیتے ہیں... انہیں کس بے دردی سے ڈبورہ ہے ہیں۔“

"یہ لوگ اسی قابل ہیں... انہوں نے تو مسلمانوں سے دقا  
نگیں کی... ہمارے ساتھ ہم کیا کریں گے۔"

"ہاں! یہ تو ہے... اوہو... پانی اب بہت تیزی سے ہماری  
طرف آ رہا ہے... جزیرہ تو ڈوب رہا ہے۔" اسپکر جمیش چلانے۔

"ٹاٹا... مسٹر اسپکر جمیش اور باقی لوگ..."

"ٹٹ... ٹاٹا... ٹاٹا۔" فاروق کے منہ سے اٹکا۔

"جھے افسوس ہے... آپ لوگوں کی زندگی کی آخری مہم مکمل  
طور پر ناکام ہو گئی... اب ان کیست کو دوسری دنیا میں جا کر کون  
دکھائے گا۔"

"بہت اچھا... مشورے پر عمل کریں گے... آؤ بھی  
چلیں۔"

"جی... کیا فرمایا... چلیں... کہاں چلیں۔"

"ہاں! اور کیا... چلتے ہیں... اب اس جزیرے پر ادا  
خبرے تو ڈوب جائیں گے۔" اسپکر جمیش مکارے۔

"اور وہ یہ تو ہی سے ڈوب جائیں گے۔"

"نہیں... ہم تیریں گے..."

"اور غریب را کذوم... یہ بھی تو ڈوب رہا ہے... اور وہ کیسٹر  
نیت چلے گے... یہاں تک کہ ایک جزیرے کے پاس بچنے گے...  
ہم نے تو ان کے لیے کش کوش کی تھی... مشکلات کے کتنے پہا  
اں جزیرے کا انہیں پہلے سے پتا تھا... جزیرے پر اتر کر انہوں نے  
توڑے تھے..... کتنے پا پڑ بیٹھے تھے... افسوس۔" فاروق نے بدلنا  
البھت میں دیکھا... جس طرف سے آئے تھے... ہاں اب نہ کوئی

جلدی کہا۔

"موت سامنے ہے... اور انہیں محاورات سوچھر ہے ہیں۔"

"پپ... پانی... نزدیک آ گیا ہے۔" شوکی نے بوکھا کر  
کہا۔

"چلو پھر اس پانی سے بچنے کے لیے سمندر میں چھالا گئیں گا  
ہیتے ہیں۔" آصف چلا یا۔

"حیرت ہے... آپ لوگ ذرا بھی خوف زدہ نہیں ہیں۔"  
روڈی کی آواز ابھری... اس کی آواز را کذوم سے آری تھی... اسی  
دروازے سے... جسے وہ کھلا چھوڑ آئے تھے۔

اور یہ پانی ان کے بالکل نزدیک بچنے گیا... وہ سمندر کی  
طرف بڑھنے لگے... یہاں تک کہ پانی جب تیرنے کے قابل ہو گیا تو  
تیرنے لگے... اسی وقت انہوں نے سا... روڈی کی دوڑ ہوتی آواز  
نکو سنائی دی۔

"الوداع اے دوستو... الوداع... الوداع۔"

"اچھا بھائی... الوداع۔" فاروق نے پر اسامنہ بنا کر کہا۔

اور پھر ان کے تیرنے کی رفتار میں تیزی آ گئی... وہ پر ابر

"اور غریب را کذوم... یہ بھی تو ڈوب رہا ہے... اور وہ کیسٹر

نیت چلے گے... یہاں تک کہ ایک جزیرے کے پاس بچنے گے...  
ہم نے تو ان کے لیے کش کوش کی تھی... مشکلات کے کتنے پہا  
اں جزیرے کا انہیں پہلے سے پتا تھا... جزیرے پر اتر کر انہوں نے  
توڑے تھے..... کتنے پا پڑ بیٹھے تھے... افسوس۔" فاروق نے بدلنا  
البھت میں دیکھا... جس طرف سے آئے تھے... ہاں اب نہ کوئی

جیزیرہ تھا، شرائکڈوم... گویا سب کچھ ڈوب چکا تھا۔"

"افسوس۔" ان کے مذمت سے نکلا۔

"ہاں! واقعی افسوس۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اس کا مطلب ہے... شاندار تھا کامی۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"بلکہ عظیم تھا کامی۔" خان رحمان نے جلدی سے کہا۔

"تب پھر اب چلتا چاہئے۔" پرو فیصلہ داؤد بولے۔

"میرا خیال ہے... ہم کچھ دیر ساتھ لے لیں... کافی رہے ہیں۔"

تک تیرتے رہے ہیں۔"

"لیکن کپڑے گلے ہیں... ان کے سوکھنے میں دیر گکھی... اور ادھر یہ سوکھنی گئی، اور ہم پھر پانی میں کو دجا کیسیں گے... تو کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ ہم ابھی کو دجا کیسیں۔"

"میرا خیال ہے... آپ کی تجویز ہی مناسب ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"تو پھر آؤ... دیر کیوں کی جائے۔"

اور وہ سب پانی میں کو دیگئے... انہیں بہت دیر تک تیرنا پڑا۔ تب کہیں جا کر وہ ایک دیر ان ساحل پر پہنچے... سہاں وور دوسرے تک ریت دکھائی دے رہی تھی... لیکن ریت کے بعد آگے اونچی جھاڑیاں بھی نظر آ رہی تھیں... اور یہ قدر ایک نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوا... تین دن بعد ملک کے صدر کو ایک فون موصول ہوا... فون ان

ہبیا... فوراً ہی دوسری طرف سے کہا گیا۔...

"لیں سر۔"

"کہاں ہو۔"

"آپ کے نزدیک جھاڑیوں میں موجود ہیں۔"

"بہت خوب! ان کو تلاش کریں۔"

"بھی ہاں... سیکی کر رہے ہیں..."

"خوب! بہت خوب... کوئی رہن جائے... ان پر نہر لگے

"ہے ہیں۔"

"تھی ہاں! ہم نمبروں کے مطابق ان کو جمع کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے... تم لوگوں کی کارروائی تسلی بخش ہے۔"

"ٹھکری سر۔"

"آؤ، بھی چلیں۔"

اب وہ جھاڑیوں کی طرف بڑھے... نزدیک پہنچنے تو دہاں

لیز فورس کے دوسرا کرن موجود تھے اور اب وہ ریت پر مکھری سیسیں

لگ کر چکے تھے... وہ جب اس جگہ پہنچتے تھے تو انہوں نے رائکڈوم کا تھا

سکھوں کرتا میکسیں اس جگہ گراوی سیسیں اور اپنی گھری کے ذریعہ خفیہ

لند پر فورس کو اطلاع دے دی تھی... پھر جلد ہی تمام کیسیں گاڑیوں پر

"لیں کیسیں... اور یہ قدر ایک نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوا...

تن دن بعد ملک کے صدر کو ایک فون موصول ہوا... فون ان

ہے... الہد امیں فون بند کر دھا ہوں۔"

فون بند ہو گیا...

"جیسی بھی... لگتا ہے... اس بار انشارج نے ہمارے ملک پر عمل طور پر اپنی مرضی کا آدمی بخایا ہے... وہ کوئی بات سننے کو تیار نہیں۔"

"پھر... اب ہم کیا کریں گے۔" فرزاد نے بے چین ہو کر کہا۔

"کرتے کو تو ہم سب کچھ کر سکتے ہیں۔"

فرزانہ سے گھور کر رہ گئی۔

"آپ پڑوی اسلامی ملک کے سربراہ سے بات کیوں نہیں کرتے۔"

"انہیں تو ہم صرف خبردار کر سکتے ہیں... لیکن ہمارے ملک کے صدر تو انشارج سے بات کر سکتے تھے... خیر... اب ہم کیا کر سکتے ہیں... میں انہیں خبردار کیے دیتا ہوں۔"

اب انہوں نے پڑوی ملک کے سربراہ سے رابطہ کرنے کی کوشش شروع کر دی... آخر سلسلہ میں گیا... انہوں نے کہا۔

"آپ کا ملک خطرے میں ہے جتاب۔"

"کون ساحب بات کر رہے ہیں۔"

"تی الحال میں اپنا نام خفیہ رکھنا چاہتا ہوں۔"

کے سیکرٹری نے اٹھایا تھا... لیکن دوسری طرف سے بات کرنے والے نے بتایا کہ وہ ملک کے صدر کو چند انتہائی اہم معلومات دینا چاہتا ہے... الہد امیں سے بات کر سکتا ہے... آخر ملک کے صدر کی آواز سنائی دی۔

"تو آپ جیں آج کل ملک کے صدر۔"

"ہاں! یہ میں ہوں... آپ کون ہیں۔"

"خادم کا نام ت پوچھیں... ہمارے پڑوی ملک پر انشارج کوئی خوفناک وار کرنے والا ہے... مہربانی فرم اکر اس کا کوئی حل سوچیں۔"

"آپ کون ہیں... یہ بات آپ کو کس نے بتائی۔"

"آپ یہ پوچھیں... میری بات کی تصدیق کرنا چاہتے ہو تو صرف اتنا کریں... انشارج کے صدر سے اس بارے میں پوچھ لیں آپ کو محسوس ہو جائے گا... اس بات میں کس قدر حقیقت ہے۔"

"لیکن اسیں اس سے کیا... اگرچہ انشارج ہمارے پڑوی ملک میں کوئی کارروائی کرنا چاہتا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں... اور ہم کیوں کچھ کریں۔"

"اس لیے کہ وہ مسلمان ملک ہے... ہم بھی مسلمان ہیں۔"

"لیکن میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔"

"لیکن اگر ایسی کوئی کارروائی ہوئی... تو یہ ہمارے ملک کے لیے خطرناک ہو گا۔"

"جیسی خطرناک ہو گا اور میرے پاس زیادہ وقت نہیں

"آپ انکھر جمیش بات کر رہے ہیں نا۔" دوسری طرف اتھے گا۔"

سے کہا گیا۔

انکھر جمیش دھک سے رہ گے... ان سے بات کرنے کا ان کا پہلا اتفاق تھا... انہوں نے بھی ان کی آواز بھی نہیں سنی تھی... میں وجہ تھی کہ انہیں حیرت ہوئی تھی... آخر وہ بولے۔

"کیسے اندازہ لگایا۔"

"اس ملک سے یہ اطلاع مجھے انکھر جمیش یا ان کا کوئی ساتھی عیاد سے سکتا ہے۔"

"خیر نہیں... آپ کے ملک کے خلاف کوئی بڑی اور خوب سازش ہوتے والی ہے۔"

"جب تک معلوم نہ ہو جائے... سازش کس رخ سے ہو گی... ہم اس ملٹے میں کوئی قدم کیے انداختے ہیں... کیا آپ یہ بھی بتاتے ہیں کہ سازش کیا ہے۔"

"افسوں! مجھے نہیں معلوم... میں نے معلوم کرنے کی کوشش تو دی... بہت کی تھی... لیکن کامیاب نہیں ہوئی۔"

"تب پھر میں یہی کہوں گا... اللہ مالک ہے۔"

"ویسے ہم پوری کوشش کریں گے کہ آپ کو اس بارے میں ایک سودا کرنا چاہتا ہوں۔ ایک سودا کر کر لے گے۔"

کچھ معلومات فراہم کر لے گیں۔"

"اگر آپ اپنی کوشش میں کامیاب ہو جائیں تو مجھے ضرور تباہ کر دیں۔"

اتھے گا۔"

"میں یہ کوشش اسی لیے تو کروں گا۔" وہ مسکرائے۔

"اللہ آپ کو اس کی جزا عطا فرمائے۔" انہوں نے کہا۔

"آئین... اب میں اجازت چاہوں گا... امید ہے... جلد آپ کو فون کروں گا۔"

اب انہوں نے بیگان کے صدر کے نیزہ ملائے... جو نی

انہوں نے اپنا نام بتایا بیگان کا صدر بہت زور سے اچھا۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"فی الحال آپ اس بحث میں شرپڑیں... یہ کیسے ہو سکتے ہے... اور یہ ری بات مسٹر رودھی سے کروادیں... ایک بہت اہم بات ہے۔"

"اچھی بات ہے... ایک منٹ کر لیں۔"

پھر ایک منٹ بعد رودھی کی حیرت میں ذوبی آواز سنائی

دی...

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"یہ راز کی بات ہے... لہذا اس کو چھوڑیں... میں آپ سے

ایک سودا کرنا چاہتا ہوں۔"

"اور وہ کیا؟"

"وہ تمام کشش لے لیں... اور۔"

اب میں وہ کیش لے لوں تو بھی کوئی فائدہ نہیں... پروفیسر داؤ دا ب  
نک ان کی مانگلو قلم بنا عکے ہوں گے۔"

"خیر! ہم ساتھ میں یہ وعدہ کرنے کے لیے تیار ہیں کہ وہ  
فیس لوگوں کو نہیں دکھائیں گے۔"

"پیش کش آپ کی بہت بڑی ہے... لیکن... "روڈی  
ہے۔

"لیکن کیا... "

"میں مجبور ہوں... اس منحوبے کی ہواںک کسی کو نہیں لگنے  
دی جائے گی۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا... وہ سکتے میں  
آگئے۔

☆...☆...☆

"کیا کہا... تمام کیش لے لیں... گویا وہ تمام کیش بھی  
آپ کے پاس ہیں مسnder میں غرق نہیں ہو سکیں۔"  
"نہیں... "

"حرت ہے... کمال ہے... آپ لوگ تو واقعی حرمت اگنجیز  
ہیں... میری بات مانیں ہمارے ساتھ کام کریں... دولت میں توں  
دیں گے آپ کو۔"

"اتھی دولت تو یہاں ہمارے پاس موجود ہے... میرے  
دوست سونے کی کانوں کے مالک ہیں، کوئی اور کریں... "وہ بولے۔  
"وہ کیش کہاں ہیں۔"

"یہ خراب آپ کو ہم نہیں بتاتے ہیں۔"

"خیر! آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔"

"ہم کیش آپ کو دینے کے لیے تیار ہیں... صرف یہ بتا  
دیں... آپ لوگ کرنا کیا چاہتے ہیں۔"

"ہرگز سلطے میں۔"

"ہمارے پڑوی ملک کے سلطے میں۔"

"ان معلومات کے بدلتے میں آپ مجھے وہ کیش دینے کے  
لیے تیار ہیں۔"

"ہاں! بالکل۔"

"سوری! میں وہ منحوب آپ کو نہیں بتا سکتا... دوسرے یہ کہ

## خوفناک خدمت

”اب کیا کریں... اس نے تو ان کیسٹس کو بھی اس محاںے کے مقابلے میں اہمیت نہیں دی۔“

”گویا کوئی بہت بڑا منصوبہ ہے... اللہ اپنارحم فرمائے۔“

”اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں... ہم یہ کیسٹس پوری اسلامی دنیا کو دکھائیں... اور بتا دیں کہ بیگال نے چودہ سو سال کے اندر کیا کچھ کیا ہے... کیا کرتا رہا ہے اور کر رہا ہے اور اب ایک چھوٹے سے اسلامی... خالص اسلامی ملک کے خلاف بھی کچھ کرنا چاہتا ہے۔“

”یہ تو نہیک ہے... لیکن پوری دنیا کو ہم یہ کیسٹس دکھائیں کیسے... ہم اپنے ملک کے لئے وہی انسٹیشن سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔“

”آج کل کسی ملک میں بیچ لگتا ہے... اس کو پوری دنیا دیکھنی ہے یا نہیں۔“ پروفیسر داؤڈ مسکرائے۔

”ہاں بالکل۔“ وہ سب بولے۔

”بس تو پھر ہم یہ کیسٹس دکھا سکتے ہیں... ہمارا دوست ملک... میرا مطلب ہے... صرف ہم لوگوں کا دوست ملک کس دن کام آئے گا۔“

”لیکن پھر ہو گا کیا... بیگال اور انشارج سب سے پہلے اس ملک پر ٹوٹ پڑیں گے۔“

”اس کا بھی عمل سوچا جا سکتا ہے... پہلے میں اس سے رابطہ تو کروں۔“

”اب انہوں نے اپنے خفیہ ٹرائیکسٹر کے ذریعے دوست سربراہ سے رابطہ کیا... آواز سختے ہی وہ چک کر بولے۔“

”بس... پڑ گیا ہو گا کوئی کام... دیے آپ لوگ مجھے کہاں یاد کرتے ہیں۔“

”یاد تو خیر ہم کرتے ہیں... لیکن ملاقات کا وقت نہیں بیگال پائے۔“ وہ بولے۔

”خیر... اس وقت میرے لائق کیا خدمت ہے۔“

”ایک عدد خوفناک خدمت۔“

”اوے... ارے باپ رے۔“

”آپ بھی ان بچوں کے انداز میں باقاعدے گئے۔“ اسکریجن شد ہے۔

”بھی... وہ تربیزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے تا۔“

”حد ہو گئی... اچھا خیر... اب سئیں... کام کیا ہے۔“  
اب انہوں نے خفیہ الفاظ میں ساری بات سمجھائی... سن کر وہ  
بولے۔

”کام واقعی خطرناک ہے... لیکن کیا کیا جا سکتا ہے...  
مجبوری ہے۔“

”تب پھر... جلدی سے عالمی تحریک کی تیاری کر لی جائے۔“  
”اور میرے ملک پر عملہ ہو گا... تو کیا کریں گے آپ میرے  
لیے۔“

”اس کا حل ہمارے پاس ہے... آپ فکر کریں۔“  
”اچھی بات ہے... میں فوراً کر کر کے عالمی تحریک کھینچنے والی  
شیوں کو دعوت دے رہا ہوں... لیکن اس کام میں کچھ دن تو لگیں  
گے۔“

”مجبوری ہے... ہم اور کچھ کر بھی تو نہیں سکتے۔“  
”اچھی بات ہے... جو نہیں انتظامات مکمل ہوئے میں اطلاع  
دوں گا... اس وقت تک آپ لوگ کہاں رہیں گے۔“

”اس بارے میں آپ فکر مند ہوں... ہم تے اپنے ملک جا  
سکتے ہیں... نہ وقت سے پہلے آپ کے ملک آئتے ہیں... کیونکہ  
بیکال اور انشارجہ کے جا سوک ہماری بوسو تجھے پھر رہے ہیں۔“

”ہوں! مطلب یہ کہ آپ لوگ کسی کو بھی یہ نہیں بتانا چاہتے۔“

کہ آپ کہاں ہیں۔“

”بائلک... ورنہ یہ کیمس تو ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں  
گی... اور اسلامی ملک کو جو خطرات اس وقت دریمیں ہیں... وہ ان  
کیمسوں کو دیکھے بغیر عالم اسلام اور پوری دنیا کی کچھ میں نہیں آئیں  
گے۔“

”اوکے۔“  
اور انہوں نے آنکہ بند کر دیا... پندرہ دن بعد دوست کا پیغام  
طلباً...  
”آ جائیں... انتقام ہو گیا ہے...“

وہ قوراؤں کے پاس پہنچ گئے... دو عالمی نیوں کا پہنچ طے ہو  
چکا تھا... اور اس کے دکھانے کے انتظامات بھی طے ہو چکے تھے... اور  
اگلے دن ہی پہنچ تھا... انتظام ان کے دوست کے ملک نے کرائے  
تھے... اور یہ پہنچ پوری دنیا کے لیے دلچسپی کا باعث تھا... اس لیے کہ دنیا  
کی دو بڑی اور مشہور نیویں آئنے سامنے تھیں... کچھ اس پہنچ کی اشتہار  
بازی بھی زور و شور سے کی گئی تھی... اور یہ سب ان کے مشوروں سے  
ہوا تھا... آخر پہنچ کا وقت آگیا... پھر اُنہی پر اعلان کیا گیا... کہ  
دنوں نیوں میں کچھ جگڑا ہو گیا ہے... ان میں صلح کی کوشش ہو رہی  
ہے... لہذا اس وقت تک آپ کو ایک انتہائی دلچسپ پروگرام دکھایا  
جاتا ہے... پروگرام کا نام ہے... چودہ سو سال پہلے... پہنچتے... اس

پر و گرام کی پہلی قطعہ رکھئے... جو نبی مجھ شروع ہو گا... تم آپ کو گراڈ میں لے چلیں کے۔"

اور ساتھ ہی پہلی کیسٹ لگا دی گئی... جب کہ دونوں ٹیکیں واقعی آئیں میں جھکڑی تھیں... انہیں جھکڑنے کے لیے ایک الگ ہال دے دیا گیا تھا... ان میں جھکڑا بھی ان کی ایک ترکیب سے ہوا تھا... اب گویا دنیا بھر کے لئے وی اس قلم کو دیکھ رہے تھے... اس لیے کہیج کسی وقت بھی شروع ہو سکتا تھا اور مجھ بہت کائنے کا تھا، دونوں ٹیکیں تو اس وقت دنیا بھر میں بہترین ٹیکیں تھیں... جو لوگ کرکٹ کے شاائقین نہیں تھے... ان کا بھی بعد میں متوجہ ہونا قدر تی طور پر ظاہری بات تھی... آخر کوئی تو ان کیسٹوں کی تحریر جنگل کی آگ کی طرح پوری دنیا میں پھیلانا ہی تھی...

پھر جو نبی پہلی کیسٹ شروع ہو گئی... گھوڑے دوڑتے نظر آئے... ان کے دوست خداون کے فون کی حکمتی بھی... اس نے ریسور اٹھایا... دوسری طرف سے بیگانہ کا صدر بات کر رہا تھا... اس نے اپنا تعارف کرنے کے بعد کہا:

"آپ یہ کیسٹ فوراً بند کر دیں... ورنہ آپ کے ملک کو بلے کا ڈھیر بنا دیا جائے گا۔"

"اس ملٹے میں آپ اپکرو جشید سے بات کر لیں۔"

"ملک کے سربراہ آپ ہیں یادہ۔"

"اس ملٹے میں وہی بات کریں گے۔" "وہ ہو لے۔  
"اچھا کراؤ۔" مجھے کے عالم میں کہا گیا۔

اب انہوں نے ریسور ان کی طرف بڑھایا اور بتا بھی دیا کہ بیگانہ کا سربراہ بات کر رہا ہے۔

"پاں جتاب! فرمائیے... کیا حکم ہے۔"  
"یہ کیسٹ فوراً بند کر دو... ورنہ یہ ملک تو گیا۔"  
"تنی الممال تو یہ نہیں جارہا۔" "وہ نہیں۔  
"کیسے؟" چوک کر کہا گیا۔  
"مجھ جو شروع ہونے والا ہے... وہ نہیں۔  
"کیا مطلب؟"

"پوری دنیا مجھ کا انتظار کر رہی ہے..."  
"لیکن یہ تم مجھ تو نہیں دکھار ہے۔"  
"مجھ کسی وقت بھی شروع ہو سکتا ہے۔"  
"میں کچھ نہیں جانتا... آپ یہ سب بند کر دیں... ورنہ تم اس ملک پر حملہ کر دیں گے۔"

"میرے حساب سے آپ کل سے پہلے اس ملک پر حملہ نہیں کر سکتے... صرف ہوائی حملہ کرنے کے لیے بھی اتنا وقت آپ کو درکار ہے... اس وقت تک پوری دنیا کیسٹ کی طرف متوجہ ہو جائے گی... اور پھر ہرے کی بات بھی آپ کو بتا دوں۔"

”اور ادھر ہم ملک میں داخل ہوں گے... ادھر آپ ہمیں  
گرفتار کر لیں گے... بھی بات ہے نا۔“

”نہیں... انکی کوئی بات نہیں۔“

”ہم اپنے ملک میں آئیں گے خود رہ... لیکن ان کیشون  
کے بعد... تاہم ان کیشون کو روکا جا سکتا ہے... اس کی دو صورتیں  
ہیں۔“

”اور وہ کیا۔“

”بیگان نے ہمارے ایک اسلامی ملک کے خلاف کوئی  
بھی ایک سازش تیار کی ہے... وہ اس سازش کی تفصیل بتا دے... اور  
سازش کو روک دے... ہم ان کیشون کو روک لیں گے۔“

”اور دوسرا صورت کیا ہے۔“

”دوسرا صورت بھی اسی صورت کا حصہ ہے... مطلب یہ  
کہ وہ توں با تین ماننا ہوں گی... نہیں کہ یا یہ صورت مان لیں یا نہ۔“

”اچھا... دوسرا شرط کیا ہے۔“

”ہاں! اب آپ نے درست چند بولا ہے۔“

”اوہ... دوسرا صورت کیا ہے۔“ وہ چلا گئے۔

”یہ کہ پوری دنیا کو بتائے... یہودی چودہ سو سال سے بلکہ  
اس سے بھی پہلے مسلمانوں کے خلاف کیا کیا سازشیں کرتے چلے آئے  
ہیں۔“

”اور وہ کیا؟“ اس نے بدل بھجن کر کہا۔

”اس وقت اس ملک کا سربراہ ہمارے قابو میں ہے... ہم  
ذمہ دکایہ کام اس سے لے رہے ہیں... لہذا مجرم صرف اور صرف ہم  
ہیں... آپ کو جو مزاودہ ہے... صرف ہمیں دیں...“

”وہ تو دی جائے گی... کماٹو وزروان کروئے گئے ہیں۔“

”وہ گل سے پہلے نہیں پہنچیں گے... بھی بات ہے نا۔“

دوسری طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا... فون بند کر دیا  
گیا... ادھر کیشون چل رہی تھیں... اور لوگ پوری طرح اس کی طرف  
متوجہ ہو چکے تھے۔

ای وہ قوت فون کی گھنٹی بجی... اب ان کے ملک کے صدر بات  
کر رہے تھے۔

”انکل جشید... یہ آپ ہیں۔“

”بھی بات... ہوں تو میں ہی۔“

”پہنچیں بند کر دیں...“

”یہ آپ کس حیثیت سے کہہ رہے ہیں... دوست کی دشمن  
کی... یا ملک کے سربراہ کی۔“

”ملک کے سربراہ کی حیثیت سے۔“ وہ بولے۔

”لیکن آپ نے تو ہمیں ملک میں اترنے کی نہیں دیا۔“

”اب اترنے دوں گا... آ جائیں... ان کیشون سمیت۔“

"تمہارا دماغ چل گیا ہے۔"  
 "سوری... بس یہی دو صورتیں ہیں۔"  
 "اچھا خیر... پہلے میں ان سے بات کرتا ہوں... وہ کیا کہتے  
ہیں۔"

"ضرور کریں بات۔"

پھر فون بند کر دیا گیا... ادھر کیسٹش چل رہی تھیں... کرک  
کے میدان میں لوگ آ کر تھیں چڑا چھڑا اس کیسٹش کو دیکھ رہے تھے...  
ایسے میں ایک جیشید نے ایک لمحے کے لیے کیٹ روک کر مائیک پر  
پوچھا۔

"دنیا بھر کے ناظرین... جواب دیں... آپ مجھ دیکھا  
چاہتے ہیں یا یہ کیسٹش۔"

"یہ... یہ کیسٹش... اسی کو چلنے دیں... مجھ تو روز دیکھتے  
رہتے ہیں... گراؤنڈ میں موجود لوگ پوری قوت سے چلائے۔"

"یہ تو آپ کی رائے ہے... دنیا بھر کے ناظرین کی رائے  
کیسے معلوم ہو... خیر... وہ کل کے اخبارات میں بیان دے دیں۔"

"کیا... کیا مطلب... کیا یہ کیسٹش اتنی بی ہیں... کہل  
تک فتح نہیں ہوں گی۔"

"یہ کیسٹش تو خود اتنی لمبی نہیں ہیں... زیادہ سے زیادہ چار  
سمیں ختم ہو جائے گی... لیکن یہ کہانی اس میں مکمل نہیں ہے... کچھ

اور کیسٹش بھی ہیں... اور یاد رکھیے... یہ کیسٹش بیگال نے تیار کی ہیں...  
ہمارے اور آپ کے لیے تھیں... صرف اور صرف بیگالوں کے  
لیے... اور بس وہ ان کو بہت حفاظت سے اور خفیہ جگہ پر رکھتے تھے...  
لیکن اللہ کی قدرت اب یہ ہمارے ہمارے ہاتھ لگ گئی ہیں... لہذا ہم  
اننا کو یہ کیسٹش دکھائیں گے... اگر آپ لوگ تھے یہ کھانا چاہیں تو اور بات  
ہے۔"

"ہم ان کو دیکھیں گے... دیکھیں گے۔"

کیسٹش چلتی رہیں... یہاں تک کہ دوسراے دن کے  
اخبارات میں دنیا بھر کے لوگوں نے ان کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کر  
دی... جب یہ خواہش معلوم ہو گئی... جب ایک جیشید نے سکرین پر  
کہا۔

"ہم یہ کیسٹش دکھارے ہیں... لیکن بیگال ہم پر... میرا  
مطلوب ہے... اس ملک پر جو یہ کیسٹش دکھارتا ہے... جسے مجھ دکھانا  
خواہ... اس ملک پر بیگال تملک کرنے لیے پرتوں چکا ہے... اس کے لواہ کا  
جہاز اور بحری بیڑے چل پڑے ہیں... اب آپ بتائیں... اگر یہ  
ملک تباہ ہو گیا... تو یہ کیسٹش ساتھ میں تباہ ہوں گی... کیا آپ اس  
بات کو فرض کرتے ہیں۔"

"نہیں... نہیں۔"

"تب پوری دنیا کے ملکوں کے لوگ اپنے اپنے ملک کے

”اس منسوبے پر مل شروع کرنے میں ابھی کچھ درجتی...  
لیکن ان کیشوں کی طرف سے توجہ ہٹانے کے لیے... اب ہمیں فوری  
طور پر حکمت میں آتا پڑے گا۔“

”اوہ ہوا چھا... تو آپ لوگ اس ملک پر حملہ کر رہے ہیں...  
لیکن جملے کا جواز... کیا بتائیں گے... آخر دنیا آپ سے پوچھئے  
گی... یہ حملہ کیوں کیا گیا ہے... اس ملک نے کیا کیا ہے... اس کا کیا  
جواب دیں گے۔“

”اس کا جواب دیا جائے گا... فکر نہ کرو۔“

”ارے باپ رے... آپ تو غصے میں آگئے... میرا خیال  
ہے... آپ اپنے پروگرام میں تبدیلی کر لیں۔“

”وہ کیسے؟“  
”اگر میں یہ کیش بند کر دوں تو کیا آپ حملہ کرنے سے رک  
جائیں گے۔“

”ہاں نہیں۔“ اس نے کہا۔

”آپ نے ہاں کہا ہے یا نہیں۔“

”میں نے کہا ہے... ہم نہیں رک سکتے۔“

”بھر ہم یہ قلمیں کیوں روکیں۔“

”جہنم میں جاؤ۔“

”جہنم میں کیوں... اللہ کی مہربانی سے ہم توجہت میں جائیں  
گے۔“

مرد ہوں پر زور ڈالیں... انھیں کھڑے ہوں... اس سے مطالیہ کریں  
کہ وہ بیگال کو روکے... وہ یہ حملہ نہ کریں... کم از کم پہلے کیش مکمل  
ہو جانے دیں... اس کے بعد ضرور حملہ کریں۔“

”یہ... یہ آپ کیا کہہ گئے جیشید۔“ دوست نے گھبرا کر کہا۔

”کیوں... کیا بات ہے۔“

”بہت چھوٹا سا ملک ہے میرا۔“

”حملہ کریں... پوری دنیا آپ کے ساتھ ہے... اور پوری  
دنیا سے بڑا کر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔“

”اچھا! اللہ مالک ہے۔“

اور پھر بیگال کے صدر کا فون آیا:

”تمہاری چال کا میاب رہی... تم اس دنیا کے چالاک ترین  
انسان ہو... لیکن اس بات کو لکھو لو... اسلامی ملک پر حملہ ہو کر رہے  
گا... دنیا کی طاقت اس جملے کو نہیں روک سکتی۔“

”الش مالک ہے۔“

”پوری دنیا کو ہمارے خلاف کر دو... وہ حملہ پھر بھی ہو گا۔“

”الش مالک ہے۔“ وہ پھر بولے۔

”تم دنیا کو یہ کیش رکھاؤ... ہم اپنے پروگرام میں تبدیلی  
نہیں کر رہے۔“

”کیا مطلب؟“

گے۔ ” وہ مسکراتے اور دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔

دوسرے دن کی اخبارات میں ان کیمٹوں کو جاری رکھنے کا زور دار مطالبہ پوری دنیا کی طرف سے کیا گیا تھا... لوگ مارے جمیت کے پریشان تھے... یہ جن میں کم از کم مسلم دنیا کے سامنے گویا پہلی بار آرہی تھیں... لوگ حد درجہ وچھی لے رہے تھے... ادھر ان پیکڑ جیشید پریشان تھے کہ نہ جانے بیگال کیا کرنے جا رہا ہے... کہ اچا بک پوری دنیا کے فی وی یہ خبریں نشر کرتے گئے... انشارج کی دو سب سے بڑی عمارتوں سے دو مسافر بردار طیارے گکھائے ہیں... اور ان عمارتوں میں آگ لگ گئی ہے... عمارتیں دھڑ، دھڑ، بل رعنی ہیں... ساتھ ہی انشارج کی طرف سے عمد و غصے کے انہمار کے ساتھ یہ راگ لاا پا جانے لگا کہ یہ حمل اسلامی ملک کی ایک وہشت گرد تھیں نے ہم پر کیا ہے... اب ہر وقت فی وی زینے یہ اور اخبارات اور دوسرے ذرا رائج ابلاغ یہی یا انہی کرتے نظر آئے... ادھر ان کی کیمٹس کر کٹ گراؤنڈ سے گھر کی طرف منتقل ہو گئی تھیں... لوگ ان کو اب بک ڈوق اور شوق سے دیکھ رہے تھے... لیکن ان پیکڑ جیشید اور ان کے ساتھی اسلامی ملک کے لیے پریشان ہو گئے تھے... انشارج اس سلسلے پر پوری دنیا کے ملکوں کو اپنے ساتھ ٹاچکا تھا... ایسے میں انہوں نے سوچا... اسلامی ملک کے سربراہ اٹھائے تھے... ہم سے پہلے جو لوگ یہاں حکمران تھے... وہ تمام دنیا کے ہام حکمرانوں کی طرح تھے۔ انہیں اسلام سے کوئی غرض نہیں تھی... ”

انہوں نے فوراً اس ملک کے سربراہ سے بات کی... اپنا نام بتایا تو وہ فوراً بولے۔

”اوہ! یہ آپ ہیں۔“

”جی ہاں! کیا آپ محسوس کر چکے ہیں... انشارج کا کیا پروگرام ہے۔“

”ہاں! وہ ہم سے ہمارے ایک مہماں کا مطالبہ کر رہا ہے... اس کا کہنا ہے کہ اس کی عمارتوں کو تباہ کرنے میں ہمارے مہماں کا ہاتھ ہے... جب کہ اسکی کوئی بات نہیں ہے... پہلے بھی یہ لوگ ہمارے مہماں کو ہم سے مانگتے رہے ہیں... انہوں نے ہم پر کروز میرائل پرستے تھے... لیکن اللہ کی مہربانی سے وہ پھٹے ہی نہیں تھے اور یہ لوگ ناکام ہو گئے تھے... اب انہوں نے پھر ایک چال چلی ہے... میں اچھی طرح سمجھتا ہوں... یہ چال انشارج کی نہیں... بیگال کی ہے... یا پھر ان دونوں کی ملی بھگت ہے... یہ ہمارے ملک پر حملہ کرنے کے لیے بہت مدت سے سوچ رہے تھے... کوئی بہانہ جلاش کر رہے تھے... جب نہ ملا تو انہوں نے خود بہانہ گھز لیا ہے... لیکن ہمارا اللہ مالک ہے... ہم ملک پر حکومت کرنے کے لیے حکمران نہیں بنے... ہم نے اس سرزی میں پر صرف اللہ کا دین نافذ کرنے کے لیے بھیمار اٹھائے تھے... ہم سے پہلے جو لوگ یہاں حکمران تھے... وہ تمام دنیا کے ہام حکمرانوں کی طرح تھے۔ انہیں اسلام سے کوئی غرض نہیں تھی...“

ملک میں لوٹ مار ہو رہی تھی... لیکن حکمرانوں کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی کہ کیا ہو رہا ہے... وہ خود اس لوٹ مار میں شامل تھے... ان حالات میں ہم اٹھے... اب اگر پوری دنیا ہمارے خلاف ہو گئی ہے اور اپنے ملک کے عوام کو بچانے کے لیے ہمیں پہاڑوں پر جانا پڑتا ہے تو ہم چلے جائیں گے... افتدار چھوڑنے سے ہمیں کوئی دکھ نہیں ہو گا... اس لیے کہ ہم افتدار کے لیے نہیں... اسلام کے نفاذ کے لیے آئے تھے... اور ہم مرتبے دم تک اسلام کے نفاذ کے لیے لاتے رہیں گے... اس کے لیے نہیں افتدار کی ضرورت نہیں ہے... ہم افتدار کے بغیر بھی لڑیں گے... پوری اسلامی دنیا ہمارا ساتھ نہیں دے رہی ہے... تو کیا ہوا... اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ ان الفاظ کے ساتھ ان کا گاگارندہ گیا، انہوں نے فون بنڈ کر دیا... اسکلپر جشید کی آنکھوں میں آنسو آگئے... انہوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا... ان کی آنکھوں میں آنسو تھے... پھر یہ آنسو پہ گرنے لگے... ایسے میں ان کے دوست سربراہ کی آواز نہیں چونکا دیا۔

“آپ ان کے لیے تو آنسو بھار ہے جس... اور میرے لیے کیا سوچا ہے...“

“ہم آپ کے لیے بھی آنسو بھانے کے لیے تیار ہیں۔“ انہوں نے ٹکریں انداز میں کہا۔

“آپ کا مطلب ہے... اب انشارج میرے ملک پر بھی جمل

کرے گا... اور آپ صرف آنسو بھائیں گے۔“

“ابھی تو وہ نہ جانے کس کس اسلامی ملک پر عمل کرے گا...“

جب تک مسلمان... پوری دنیا کے مسلمان ایک نہیں ہو جاتے... اس وقت تک بھی ہوتا رہے گا... یہ کیسی دلکشی کر بھی اگر مسلمان بیدار نہیں ہوتے تو پھر انہیں انتشارج کے ہاتھوں موت کی نیند سوہنی جاتا چاہئے۔“

اسکلپر جشید یہاں تک کہ کر خاموش ہو گئے... ایک بار پھر ان کی آنکھیں آنسو بھاری تھیں... اور وہ سب ان کے ساتھ رورہ ہے تھے۔

”پیارے قارئین! تمیں حصوں پر مشتمل یہ ناول یہاں ختم ہے گیا... اس ناول کا اختتام آج تک لکھتے ہوئے 700 سے زائد ناولوں سے بالکل مختلف ہے... اور کسی بھی ناول کا اختتام اس طرح نہیں ہو سکتا... لیکن یہ ناول تھا ہی کہاں... اپنے کرواروں کے ذریعے اور ہاول کا روپ دے کر آپ کو ایسی حقیقت بتاتا چاہتا تھا جو آپ کو آج تک کسی نے نہ بتائی ہو گی... تاریخ کی بڑی بڑی کتابیں جو دوں و سی بارہ بارہ صفحیں جلدیوں میں ہیں... ان سب کو پڑھ کر بھی آپ ان واقعات کو یک جائیں پائیں گے... چودہ سو سال پر تکمیری یہودیوں کی سازشوں کی کہانیاں بہت پوشیدہ اور سرسری انداز میں تاریخ میں ملتی ہیں... ان سازشوں کو یک جا کرنا ایک الگ کام تھا... موسیٰ خون کا یہ کام ہوتا بھی نہیں... وہ تو جس طرح واقعات پیش آتے ہیں، لکھتے چلے جاتے ہیں... لہذا آپ یہ دلکھتے بیٹھے جائیے گا کہ یہ کیسا ناول تھا... اس کا

انجام کیا تھا... آپ صرف یہ ہو چے... اس میں کیا کچھ آپ کو پڑتے کو ملا... اس وقت آپ گھوس کریں گے... اگر میں چودہ سو نادل بھی لکھ دا لوں... جب بھی اس جیسا کوئی نادل نہیں لکھ سکوں گا... اور آپ پڑھ سکیں گے... آپ ان الفاظ کوئی اس نادل کا اختتام خیال کر لیں۔ آخر میں ایک بات اور بتا دوں، یہودیوں کو ایک قول ہے کہ غیر یہودی شخص ہمارے علاوہ تمام قومیں تاریخ کا مطالعہ کرنے اور اس سے صحیح نتائج کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ ان کی اس بات پر غور کریں۔۔۔۔۔ شکر یہ!

### آئندہ نادل کی ایک جستک

غمود، فاروق، فرزانہ، ایکٹر جمیش  
آفتاب، آصف، فرحت، ایکٹر کامران مرزا  
اور شوکی برادرز (نادل نمبر 708)

## خرانے کا طوفان

صطف: اشتیاق احمد

- وہ ایسا بک بہت زور سے اچھا۔
- اس کی آنکھوں میں زمانے بھر کی حرمت تھی۔
- بھر اس نے جیچ کر کیا۔
- یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے...
- یہ... یہ میں کیا ویکھ رہا ہوں...
- وو کون تھا... اسے کیا نظر آیا تھا...؟
- آپ کو جب معلوم ہو گا... تو دھک سے رہ جائیں گے۔
- اور اس کے بعد جو کہانی زور پکڑے گی تو بھر آپ کی شی کم... تھی تھاں! ایک اتجانی دلچسپ نادل... جس کی کوئی کل آپ کو سیدھی نظر نہیں آئے گی۔
- خرانے کا طوفان آپ کو کہاں لے جائے گا آپ سوچ بھی نہیں سکتے

## انداز بک ڈپو

۹/۱۲ نصیر آباد، ساندھ کلاں۔ لاہور